رسومات کے بیان پر مشتمل تصنیف
اسلامی زندگی
ذی الحجہ
ربیع الاول
ذیقعدۃ
ربیع الثانی
شوال
جمادی الاول
رمضان
شعبان
مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
عقیقہ اور ختنہ کے اسلامی طریقے
شادی کی رسموں کا بیان
نئے فیشن کی خرابیاں
بچوں کی پرورش کا اسلامی طریقہ
متبرک تاریخوں کے وظیفے اور عملیات
تجارت کے اصول
پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبۂ تخریج
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی، پاکستان۔ فون: 91-90-4921389 فیکس: 4921396
Web: www.dawateislami.net, Email: maktaba@dawateislami.net
مکتبۃ المدینہ
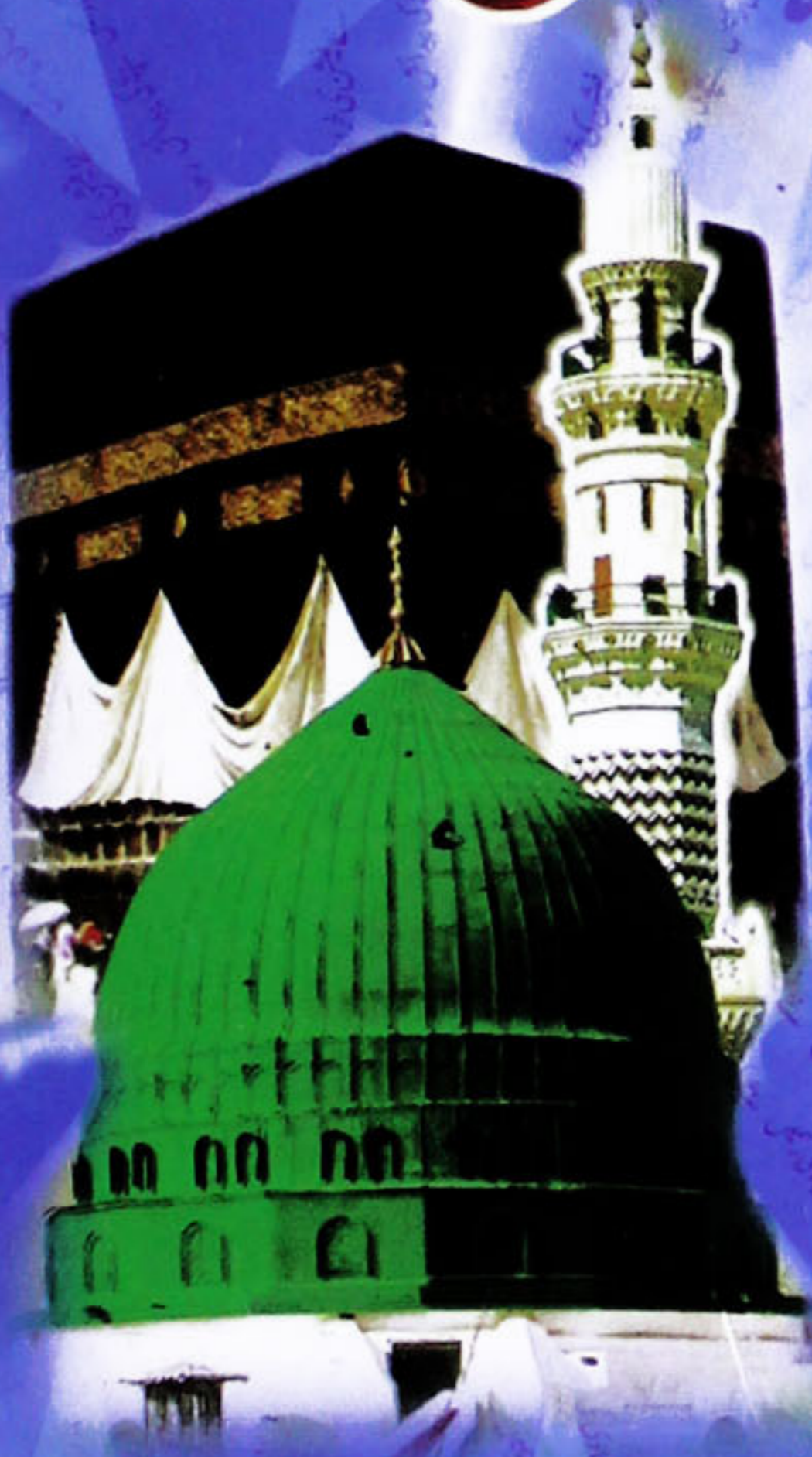
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کِتاب پڑھنے کی دُعا

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادِری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

دینی کتاب یا اِسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِن شاءَ اللہ عزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے اللہ عزَّوَجَلَّ! ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے! (اَلْمُستطرَف ج ۱ ص ۴۰ دار الفکر بیروت)

نوٹ: اوّل آخر ایک بار دُرُود شریف پڑھ لیجئے۔

طالبِ غمِ
مدینہ
و بقیع
و مغفرت

۱۳ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

"اسلامی زندگی" کے 11 حروف کی نسبت سے **اس کتاب** کو پڑھنے کی 11 نیّتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔" (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

1...... رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔

2...... حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور

3...... قبلہ رو مطالعہ کروں گا۔

4...... قرآنی آیات اور

5...... احادیثِ مبارکہ کی زیارت کرون گا۔

6...... جہاں جہاں "اللہ" کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور

7...... جہاں جہاں "سرکار" کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم پڑھوں گا۔

8...... (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

9...... دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب ولاؤں گا۔

10...... اس حدیثِ پاک "تَهَادُوْا تَحَابُّوْا یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔" (مؤطا امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسرں کو تحفۃً دوں گا۔

11...... کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

اِسلامی زندگی

تالیف :

حکیم الامت، مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ　وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام رسالہ : اسلامی زندگی

مصنف : مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تخریج)

سن طباعت : شوال المکرم ۱۴۲۷ھ، نومبر 2006ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

ملنے کے پتے : مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

مکتبۃ المدینہ چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ نزد ریلوے اسٹیشن، ڈی، ایف، آفس کوئٹہ

مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر پشاور

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میر پور آزاد کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰه علٰی اِحسَانِہٖ وَ بِفَضلِ رَسُولِہٖ صلی اللّٰه تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰهُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیحضرت رحمۃ اللّٰه تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تخریج (۶) شعبۂ تراجمِ کتب

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامی

سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بشمول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارھویں اور رات بارھویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیشِ لفظ

الحمدللہ عزوجل! **مجلس المدینۃ العلمیۃ** اکابرینِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ بالخصوص امامِ اہلِ سنت الشاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مایہ ناز کتب کو حتی المقدور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا بھی عزم رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں امامِ اہل سنت الشاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے کئی رسائل (تخریج وتسہیل شدہ) طبع ہوکر عوام وخواص سے خراجِ تحسین پاچکے ہیں۔ جب کہ **''بہارِ شریعت''** حصہ اول، دوم، سوم اور **''عجائب القرآن مع غرائب القرآن''**، **''جنتی زیور''** بھی شائع ہوچکی ہیں۔ اب **''اسلامی زندگی''** پیش کی جارہی ہے جو حکیم الامت **مفتی احمد یار خان نعیمی** علیہ رحمۃ الغنی کی تالیف ہے۔

اس کتاب میں ان رسومات کا بیان ہے جو معمولی فرق کے ساتھ پاک وہند میں رائج ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں ان رسومات میں پائی جانے والی قباحتوں کی نشاندہی فرماتے ہیں پھر اسلامی نقطہ نظر سے ان کی جائز صورتیں بیان فرماتے ہیں۔ یہ کتاب آج سے تقریباً ۶۴ برس قبل لکھی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب میں ھند کے علاقوں مثلاً یو۔ پی، کاٹھیاواڑ وغیرہ کی مثالیں دی ہیں اور ان رسوم کے اخراجات بھی اپنے دور کے مطابق بیان کئے ہیں، فی زمانہ ان رسوم پر کئے جانے والے اخراجات میں کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔

اس کتاب کو نئی کمپوزنگ، مکرر پروف ریڈنگ، ضروری تسہیل وحواشی، دیگر نسخوں سے مقابلے، آیاتِ قرآنی کے ترجمے، محتاط تطبیق اور تصحیح، حوالہ جات کی تخریج، عربی وفارسی عبارات کی درستگی اور پیرابندی وغیرہ، نیز ماٰخذ ومراجع کی فہرست کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے، یوں یہ نسخہ ان شاء اللہ عزوجل دیگر نسخ کے مقابلے میں درست اور اغلاط سے مبرا نسخہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اللہ عزوجل ''المدینۃ العلمیۃ'' کے مدنی علماء کی اس کاوش اور ان کی قابل ستائش محنت کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

شعبۂ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

مسلمانوں کی بیماریاں اوران کا علاج

آج کون سا درد رکھنے والا دل ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی اوران کی موجودہ ذلت وخواری اور ناداری پر نہ دکھتا ہو اور کون سی آنکھ ہے جو ان کی غربت، مفلسی ، بیررزگاری پر آنسو نہ بہاتی ہو، حکومت ان سے چھنی دولت سے یہ محروم ہوئے ،عزت ووقار ان کا ختم ہو چکا زمانہ کی ہر مصیبت کا شکار مسلمان بن رہے ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر دوستو فقط رونے اور دل دکھانے سے کام نہیں چلتا بلکہ ضروری ہے کہ اس کے علاج پر خود مسلمان قوم غور کرے علاج کے لئے چند چیزیں سوچنا چاہئیں۔

اوّل یہ کہ اصل بیماری کیا ہے دوسرے یہ کہ اس کی وجہ کیا؟ کیوں مرض پیدا ہوا؟ تیسرے یہ کہ اس کا علاج کیا ہے چوتھے یہ کہ اس علاج میں پرہیز کیا ہے۔ اگر ان چار باتوں کو غور کر کے معلوم کرلیا گیا تو سمجھو کہ علاج آسان ہے۔ اس سے پہلے بہت سے لیڈران قوم اور پیشوایان ملک نے بہت غور کئے اور طرح طرح کے علاج سوچے۔ کسی نے سوچا کہ مسلمانوں کا علاج صرف دولت ہے۔ مال کماؤ ترقی پاجاؤ گے۔ کسی نے کہا اس کا علاج عزت ہے۔ کونسل کے ممبر بنو آرام ہوجائے گا کسی نے کہا کہ تمام بیاریوں کا علاج صرف بیلچہ ہے۔ بیلچہ اٹھاؤ بیڑا پار ہوجائے گا۔ ان سب

نادان طبیبوں نے کچھ روز بہت شور مچایا۔ مگر مرض بڑھنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ ان کی مثال اس نادان ماں کی سی ہے۔ جس کا بچہ پیٹ کے درد سے روتا ہے اور وہ خاموش کرنے کے لئے اس کے منہ میں دودھ دیتی ہے جس سے بچہ کچھ دیر کے لئے بہل جاتا ہے مگر پھر اور بھی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ضرورت تو اس کی تھی کہ بچہ کو مسہل (یعنی پیٹ صاف کرنے والی دوائی) دیکر اس کا معدہ صاف کیا جائے۔ اسی طرح میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی لیڈر معالج نے اصل مرض نہ پہچانا اور صحیح علاج اختیار نہ کیا اور جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کو ان کا صحیح علاج بتایا تو مسلم قوم نے اس کا مذاق اڑایا اس پر آوازے کسے زبان طعنہ دراز کی غرضیکہ صحیح طبیبوں کی آواز پر کان نہ دھرا ہم اس کے متعلق عرض کرنے سے پہلے ایک حکایت عرض کرتے ہیں۔

ایک بوڑھا کسی حکیم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ''حکیم صاحب! میری نگاہ موٹی ہوگئی ہے۔'' حکیم نے کہا: ''بڑھاپے کی وجہ سے۔'' بوڑھا بولا: ''کمر میں درد بھی رہتا ہے۔'' حکیم نے جواب دیا: ''بڑھاپے کی وجہ سے۔'' بڈھے نے کہا: ''چلنے میں سانس بھی پھول جاتا ہے۔'' جواب ملا کہ ''بڑھاپے کی وجہ سے۔'' بڈھا بولا: ''حافظہ بھی خراب ہو گیا کوئی بات یاد نہیں رہتی۔'' طبیب نے کہا: ''بڑھاپے کی وجہ سے۔'' بڈھے کو غصہ آ گیا اور بولا کہ ''اے بیوقوف حکیم! تو نے ساری حکمت میں بڑھاپے کے سوا کچھ نہیں پڑھا۔'' حکیم نے کہا کہ ''بڈھے میاں! آپ کو جو مجھ بے قصور پر بلا وجہ غصہ آ گیا یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔''

بعینہ آج ہمارا بھی یہی حال ہے مسلمانوں کی بادشاہت گئی عزت گئی، دولت گئی، وقار گیا، صرف ایک وجہ سے وہ یہ کہ ہم نے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی پیروی چھوڑ دی ہماری زندگی اسلامی نہ رہی۔ ہمیں خدا کا خوف، نبی کی شرم، آخرت کا ڈر نہ رہا۔ یہ تمام نحوستیں صرف اسی لئے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے
شرم نبی، خوف خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مسجدیں ہماری ویران، مسلمانوں سے سینما و تماشے آباد ہر قسم کے عیوب مسلمانوں میں موجود۔ ہندوانی رسمیں ہم میں قائم ہیں ہم کس طرح عزت پاسکتے ہیں۔ محمد علی جوہر نے خوب کہا ہے۔

بلبل وگل گئے گئے لیکن!
ہم کو غم ہے چمن کے جانے کا!

دنیاوی تمام ترقیاں بلبلیں تھیں اور دولت ایمان چمن، اگر چمن آباد ہے ہزار ہا بلبلیں پھر آجائیں گی۔ مگر جب چمن ہی اجڑ گیا تو اب بلبوں کے آنے کی کیا امید ہے، مسلمانوں کی اصل بیماری تو شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو چھوڑنا ہے اب اس کی وجہ سے اور بہت سی بیماریاں پیدا ہو گئیں۔ مسلمانوں کی صدہا بیماریاں تین قسم میں منحصر ہیں۔ اوّل روزانہ نئے نئے مذہبوں کی پیداوار اور ہر آواز پر مسلمانوں کا آنکھیں بند کر کے چل پڑنا۔ دوسرے مسلمانوں کی خانہ جنگیاں اور مقدمہ بازیاں اور آپس کی عدواتیں۔ تیسرے ہمارے جاہل باپ دادوں کی ایجاد کی ہوئی خلاف شرع یا فضول رسمیں ان تین قسم کی بیماریوں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالا، برباد کر دیا، گھر سے بے گھر بنا دیا مقروض کر دیا۔ غرضیکہ ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

پہلی بیماری کا علاج صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک بات خوب یاد رکھیں وہ یہ کہ کپڑا نیا پہنو، مکان نیا بناؤ، غذائیں نئی نئی کھاؤ ہر دنیاوی کام نئے نئے کرو مگر دین وہی تیرہ سو برس والا پرانا اختیار کرو ہمارا نبی پرانا دین پرانا قرآن پرانا کعبہ پرانا خدا تعالی پرانا (قدیم) ہم اس پرانی لکیر کے فقیر ہیں یہ کلمات وہ ہیں جو اکثر حضرت قبلۂ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب مرحوم ومغفور پیر طریقت علی پوری فرمایا کرتے تھے اور اس کا پرہیز یہ ہے کہ ہر بد مذہب کی صحبت سے بچو، اس مولوی کے پاس بیٹھو جس کے پاس بیٹھنے سے حضور علیہ السلام کا عشق اور اتباع شریعت کا جذبہ پیدا ہو۔

دوسری بیماری کا علاج یہ ہے کہ اکثر فتنہ وفساد کی جڑ دو چیزیں ہیں ایک غصہ اور اپنی بڑائی اور دوسرے حقوق شرعیہ سے غفلت۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں سب سے اونچا ہوں اور سب میرے حقوق ادا کریں مگر میں کسی کا حق ادا نہ کروں اگر ہماری طبیعت میں سے خود نکل جائے۔ عاجزی اور تواضع پیدا ہو ہم میں سے ہر شخص دوسرے کے حقوق کا خیال رکھے تو ان شاء اللہ عزوجل! کبھی جنگ وجدال اور مقدمہ بازی کی نوبت ہی نہ آئے۔ فقیر کی یہ تھوڑی سی گفتگو ان شاء اللہ عزوجل! بہت نفع دے گی بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے۔

تیسری بیماری وہ ہے جس کے علاج کے لئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے ہندوستان کے مسلمانوں میں بچہ کی پیدائش سے لیکر مرنے تک مختلف موقعوں پر ایسی تباہ کن رسمیں جاری ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کردی ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ان کے مرنے جینے شادی بیاہ کی رسموں کی بدولت صدہا مسلمانوں کی

جائیدادیں، مکانات دکانیں، ہندوؤں کے پاس سودی قرضے میں چلی گئیں اور بہت سے اعلیٰ خاندان کے لوگ آج کرایہ کے مکانوں میں گزر کر رہے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ ایک نہایت شریف خاندانی رئیس نے اپنے باپ کے چالیسویں کی روٹی کے لئے ایک ہندو سے چار سو روپے قرض لئے جس سے ستائیس سو روپے دے چکے ہیں اور پندرہ سو اور باقی تھے ان کی جائیداد بھی قریباً ختم ہو چکی۔ اب وہ زندہ ہیں۔ صاحب اولاد ہیں فاقہ سے گزر کر رہے ہیں۔

اپنی قوم کی اس مصیبت کو دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ طبیعت میں جوش پیدا ہوا کہ کچھ خدمت کروں۔ روشنائی کے چند قطرے حقیقت میں میرے آنسوؤں کے قطرے ہیں خدا کرے کہ اس سے قوم کی اصلاح ہو جائے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ بہت سے لوگ ان شادی بیاہ کی رسموں سے بیزار تو ہیں مگر برادری کے طعنوں اور اپنی ناک کٹنے کے خوف سے جس طرح ہو سکتا ہے قرض ادھار لے کر ان جہالت کی رسموں کو پورا کرتے ہیں۔ کوئی ایسا مرد میدان نہیں بنتا جو بلا خوف ہر ایک کے طعنے برداشت کر کے تمام رسموں پر لات مار دے اور سنت کو زندہ کر کے دکھا دے جو شخص سنت موکدہ کو زندہ کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے کیونکہ شہید تو ایک دفعہ تلوار کا زخم کھا کر مر جاتا ہے مگر یہ اللہ کا بندہ عمر بھر لوگوں کی زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔

واضح رہے کہ مروجہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو وہ جو شرعاً ناجائز ہیں دوسری وہ جو تباہ کن ہیں اور بہت دفعہ ان کے پورا کرنے کے لئے مسلمان سودی قرض لیتے ہیں اور سود دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی۔ اس لئے یہ رسمیں حرام کام کا ذریعہ ہیں اس رسالہ میں دونوں قسم کی رسموں کا ذکر کیا جائے گا اور بیان کا طریقہ یہ ہوگا کہ اس

رسالے کے علیحدہ علیحدہ باب ہوں گے۔یعنی پیدائش کی رسموں کا ایک باب پھر بیاہ شادی کی رسموں کا ایک باب پھر موت کی رسموں کا علیحدہ باب وغیرہ وغیرہ ہر رسم کے متعلق تین باتیں عرض کی جائیں گی اول تو مروجہ رسم اور پھر اس کی خرابیاں پھر اس کا مسنون اور جائز طریقہ۔

اس کتاب کا نام ''اسلامی زندگی'' رکھتا ہوں اور رب کریم کے کرم سے امید ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس کو اسم بامسمّی بنائے اور قبول فرما کر مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق دے میرے لئے اس کو توشۂ آخرت اور صدقہ جاریہ بنادے۔آمین آمین

يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ رَسُوْلِکَ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ناچیز

احمد یار خان نعیمی اوجھانوی بدایونی

دوم صفر المظفر یوم جمعۃ المبارک ۱۳۶۳ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پہلا باب:

بچّہ کی پیدائش

مروّجہ رسمیں:

بچّہ کی پیدائش کے موقع پر مختلف ملکوں میں مختلف رسمیں ہیں مگر چند رسمیں ایسی ہیں جو تقریباً کسی قدر فرق سے ہر جگہ پائی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) لڑکا پیدا ہونے پر عام طور زِیادہ خوشی کی جاتی ہے اور اگر لڑکی پیدا ہو تو بعض لوگ بجائے خوشی کے رنج وغم محسوس کرتے ہیں۔

(۲) پہلے بچّہ پر زِیادہ خوشی کی جاتی ہے پھر اور بچّوں پر خوشی منائی تو جاتی ہے مگر کم۔

(۳) لڑکا پیدا ہو تو پیدائش کے چھ روز تک عورتیں مل کر ڈھول بجاتی ہیں۔

(٤) پیدائش کے دن لڈّو یا کوئی مٹھائی اہلِ قرابت میں تقسیم ہوتی ہے۔

(۵) اس دن میراثی ڈوم، دوسرے، گانے بجانے والے گھر گھیر لیتے ہیں اور بیہودہ گانے گا کر انعام کے خواستگار ہوتے ہیں۔ منہ مانگی چیز لے کر جاتے ہیں۔

(٦) بہن، بہنوئی وغیرہ کو جوڑے روپیہ وغیرہ بہت سی رسموں کے ماتحت دیئے جاتے ہیں۔ لٹ دھلائی، گوند بنوائی وغیرہ۔

(۷) دلہن کے ماں باپ بھائی کی طرف سے چھوچھک آنا ضروری ہوتا ہے جس

میں (یہ ہے) کہ دولہا دلہن، ساس سسر، نند نندوائی، حتی کہ گھر کے بہشتی بھنگی کیلئے بھی کپڑوں کے جوڑے نقدی اور اگر لڑکی پیدا ہوئی ہے تو بچی کیلئے چھوٹا زیور ہونا ضروری ہے غرضیکہ میکہ وسسرال کا دیوالیہ ہوجاتا ہے۔

(۸) مالن اور بھٹیاری (یعنی روٹی پکانے والی) گھر کے دروازے پر پتوں کا سہرا یا کاغذ کے پھول باندھتی ہیں جس کے معاوضہ میں ایک جوڑا اور روپیہ کم ازکم وصول کرتی ہیں۔

اِن رُسومات کی خرابیاں:

لڑکی پیدا ہونے سے رنج کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ جس کے متعلق قرانِ کریم فرماتا ہے:

وَاِذَابُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ (پ۱۴، النحل ۵۸)

(ترجمہ کنزالایمان) اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔

بلکہ حق یہ ہے کہ جس عورت کے پہلے لڑکی پیدا ہو وہ رب تعالیٰ کے فضل سے خوش نصیب ہے کیوں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے دولت خانہ میں اوّل دختر ہی پیدا ہوئی تو گویا رب تعالیٰ نے سنّتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم عطا فرمادی۔

جوان لڑکیوں کا گانا بجانا حرام ہے کیوں کہ عورت کی آواز کا بھی نامحرموں سے پردہ ہونا ضروری ہے۔ اگر عورت نماز پڑھ رہی ہو اور کوئی آگے سے گزرنا چاہے تو یہ عورت سبحان اللہ عزوجل! کہہ کر اس کی اطلاع نہ دے بلکہ تالی سے خبر دے جب آواز کی اس قدر پردہ داری ہے تو یہ مروّجہ گانے اور باجے کا کیا پوچھنا۔

فرزند کی پیدائش کی خوشی میں نوافل پڑھنا اور صدقہ خیرات کرنا کارِ ثواب ہے مگر برادری کے ڈر، ناک کٹنے کے خوف سے مٹھائی تقسیم کرنا بالکل بے فائدہ ہے اور اگر سُودی قرضہ لے کر یہ کام کیے تو آخرت کا گناہ بھی ہے۔ اس لئے اس رسم کو بند کرنا چاہیے۔

ڈوم میراثی لوگوں کو دینا ہرگز جائز نہیں کیوں کہ ان کی ہمدردی کرنا دراصل ان کو گناہ پر دلیر کرنا ہے۔ اگر ان موقعوں پر ان کو کچھ نہ ملے تو یہ تمام لوگ ان حرام پیشوں کو چھوڑ کر حلال کمائی حاصل کریں گے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ یہ قومیں یعنی زنانے خنثٰی (یعنی ہیجڑے) ڈوم میراثی، رنڈیاں صرف مسلمان قوم ہی میں ہیں۔ عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ اور پارسی قومون میں یہ لوگ نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں میں خرافات رسمیں زیادہ ہیں، اور ان لوگوں کی انہی رسموں کی وجہ سے پرورش ہوتی ہے اور دیگر قوموں میں نہ یہ رسمیں ہیں نہ اس قسم کے لوگ اور یقیناً ایسی پیشہ ور قومیں مسلم قوم کی پیشانی پر بدنُما داغ ہیں، خدا کرے یہ لوگ حلال روزی کما کر گزارہ کریں۔

بہن، بہنوئی یا دیگر اہلِ قرابت کی خدمت کرنا بے شک کارِ ثواب ہے مگر جب کہ اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوش کرنے کیلئے کی جائے اگر دنیا کے نام و نمود اور دکھلاوے کیلئے یہ خدمتیں ہوں تو بالکل بے کار ہے۔ دکھلاوے کی نماز بھی بے فائدہ ہوتی ہے اور اس موقع پر کسی کی نیت رضائے الٰہی عزوجل نہیں ہوتی محض رسم کی پابندی اور دکھلاوے کیلئے سب کچھ ہوتا ہے ورنہ کیا ضرورت ہے کہ چھوچھک کے آگے باجا بھی ہو دنیا کو بھی جمع کیا جائے، پھر مالدار آدمی اس خرچ کو برداشت کر لیتا

ہے مگر غریب مسلمان ان رسموں کو پورا کرنے کیلئے یا تو سودی قرض لیتا ہے یا گھر رہن کرتا ہے لہٰذا ان تمام مصارف کو بند کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہزار ہا موقعوں پر اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو اس لئے دو کہ یہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا حکم ہے۔ مگر ان رسموں کو مٹا دو، زکام روکو تا کہ بخار جائے۔ آج یہ حالت ہے کہ اگر بچّہ پیدا ہونے پر دلہن کے میکے سے یہ رسمیں پوری نہ کی جائیں تو ساس و نند کے طعنوں سے لڑکی کی زندگی وبال ہو جاتی ہے اور ادھر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے اگر یہ رسمیں مٹ جائیں تو ان لڑائیوں کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔

اسلامی رسمیں:

بچّہ کے پیدا ہونے پر یہ کام کرنے چاہئیں:

بچّہ پیدا ہوتے ہی غسل دیا جائے، نال کاٹا جائے اور جس قدر جلدی ہو سکے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے خواہ گھر کا کوئی آدمی اذان اور تکبیر کہہ دے یا مسجِد کا مؤذن یا امام کہے اور اگر اذان کہنے پر خیرات وصدقہ کی نیت سے ان کی کوئی خدمت کر دی جائے تو بہت اچھا ہے کیونکہ یہ حق تعالیٰ کا شکر یہ ہے پھر یہ کوشش کی جائے کہ بچّے کو پہلی گھٹی (گڑتی) کوئی نیک آدمی دے کیوں کہ تفسیرِ روح البیان میں ہے کہ ''بچّہ میں پہلی گھٹی دینے والے کا اثر آتا ہے اور اس کی سی عادات پیدا ہوتی ہیں'' بلکہ سنّت تو یہ ہے کہ بچّہ کو تھنیک کر دی جائے۔ تھنیک اسے کہتے ہیں کہ کوئی نیک آدمی اپنے منہ میں کھجور یا خرمہ چبا کر اپنی زَبان سے بچّے کے پیٹ میں سب سے پہلے جو غذا پہنچے وہ خرمہ ہو اور کسی بزرگ کے منہ کا لعاب۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے اپنے بچّوں کو تھنیک کرایا کرتے تھے۔ دائی کی اُجرت مقرر ہونی چاہیے جو اس کام کے بعد دی جائے اگر فرزند کی خوشی میں میلاد شریف یا فاتحۂ بزرگانِ دین کر دی جائے تو بہت اچھا ہے اس کے سوا تمام رسومات بند کر دی جائیں۔ چھوچھک و بھات کو مٹانا سخت ضروری ہے۔

دوسرا باب:

عقیقہ اور ختنہ کی مروّجہ رسمیں

عام طور پر عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر یہ رسمیں ہوتی ہیں، بہت ساری جگہ عقیقہ کرتے ہی نہیں بلکہ چھٹی کرتے ہیں، وہ یہ کہ بچّہ کی پیدائش کے چھٹے دن رات کے وقت عورتیں جمع ہوکر مل کر گاتی بجاتی ہیں پھر زچہ کو کوٹھڑی سے باہر لاکر تارے دکھا کر گاتی ہیں پھر میٹھے چاول تقسیم کیے جاتے ہیں۔ گیت نہایت بیہودہ گائے جاتے ہیں یہ رسم خالص ہندوانی ہے اور جو لوگ عقیقہ کرتے بھی ہیں تو وہ اپنی برادری کے لحاظ سے جانور ذبح کرتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ بڑی برادری والے لوگ چھ سات جانور ذبح کر کے تمام گوشت برادری میں تقسیم کردیتے ہیں یا پُر تکلف کھانا پکا کر عام دعوت کرتے ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ دلہن کا پہلا بچّہ میکے میں پیدا ہو اور عقیقہ وغیرہ کا سارا خرچہ دلہن کے ماں باپ کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو سخت بدنامی ہوتی ہے۔ جب ختنہ کا وقت آتا ہے تو ایسی رسمیں ہوتی ہیں خدا کی پناہ۔ ختنہ سے پہلی رات جگ راتا ہوتا ہے، جسے خدائی رات کہتے ہیں جسمیں سب عورتیں جمع ہوکر رات بھر گانا گاتی ہیں اور گھر والے گلگلے پکاتے ہیں پھر فجر کے وقت جوان لڑکیاں اور عورتیں گاتی ہوئی مسجد کو جاتی ہیں وہاں جا کر ان گلگلوں سے طاق بھرتی ہیں، یعنی گھی کا چراغ اور یہ گلگلے کچھ پیسے طاق میں رکھ کر گاتی ہوئی واپس آتی ہیں یہ رسم بعض جگہ شادی پر بھی ہوتی ہے اور یہ رسم یوپی کی بعض قوموں میں زیادہ ہے مگر ختنہ کے وقت اس کا ہونا ضروری ہے جب ختنہ کا وقت آیا تو قرابت دار جمع ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں ختنہ ہوتا ہے نائی ختنہ

کر کے اپنی کٹوری رکھ دیتا ہے جس میں ہر شخص ایک ایک، دو دو یا چار آنہ، آٹھ آنے ڈالتا ہے۔ سب مل کر غرباء کے یہاں تو پندرہ بیس روپیہ ہو جاتے ہیں مگر امیروں کے گھر سو، دوسو، ڈھائی سو روپیہ بنتا ہے پھر بچہ کے والِد کی طرف سے برادری کی روٹی ہوتی ہے اور بچّہ کے والد اپنی بہنوں بہنوئی و دیگر اہلِ قرابت کو کپڑوں کے جوڑے دیتا ہے، ادھر بچے کے نانا، ماموں کی طرف سے نقدی، روپیہ کپڑوں کے جوڑے لانا ضَروری ہوتا ہے۔ اہلِ قرابت جو نائی کی کٹوری میں پیسے روپے ڈالتے ہیں وہ ''نیوتا'' کہلاتا ہے، یہ درحقیقت بچّے کے والد پر قرض کی طرح ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کے گھر ختنہ ہو تو یہ بھی اس کے گھر نقدی دے۔

ان رسموں کی خرابیاں:

چھٹی کرنا خالص ہندوؤں کی رسم ہے جو انہوں نے عقیقہ کے مقابلے میں ایجاد کی ہے۔ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عورتوں کا گانا بجانا حرام ہے اسی طرح زچہ کو تارے دکھانا محض لغویات ہے پھر گانے والیوں کو میٹھے چاول کھلانا حرام کام کا بدلہ ہے لہٰذا یہ چھٹی کی رسم بالکل بند کر دینا ضَروری ہے عقیقہ اور ختنہ میں اس قدر خرچہ کرانے کا یہ اثر پڑے گا کہ لوگ خرچ کے خوف سے یہ سنّت ہی چھوڑ دیں گے، عقیقہ اور ختنہ کرنا سنّت ہے اور سنّت عبادت ہے، عبادت کو اسی طرح (کیا جائے جس طرح) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے ثابت ہے۔ اپنی طرف سے اس میں رسمیں داخل کرنا لغو (یعنی بے کار) ہے۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا عبادت ہے اب اگر کوئی شخص نماز کو گاتا بجاتا ہوا جائے اور زکوٰۃ دیتے وقت برادری کی روٹی کو ضروری سمجھے تو یہ محض بیہودہ

بات ہے۔ میں نے ایک جوان شخص کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرا ختنہ نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ کے پاس برادری کی روٹی کرنے کے لئے روپیہ نہ تھا، اس لئے میرا ختنہ نہ ہوا۔ دیکھا! ان رسموں کی پابندیوں میں یہ خرابی ہے۔ بچے کا خرچہ باپ کے ذمّہ ہے، اس کا عقیقہ اور ختنہ باپ کرے۔ یہ پابندی لگادینا کہ پہلے بچے کا ختنہ نانا، ماموں کریں اسلامی قاعدے کے خلاف ہے اسی طرح برادری کی روٹی اور نائی کو اس قدر چندہ کر کے دینا سخت بری رسم ہے اس کو بند کر دینا چاہئے۔ نیوتا بھی بہت بری رسم ہے جو غالباً دوسری قوموں سے ہم نے سیکھی ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ جھگڑے اور لڑائی کی جڑ ہے وہ اس طرح کہ فرض کرو کہ ہم نے کسی کے گھر چار موقعوں پر دو دو روپے دیئے ہیں تو ہم بھی حساب لگاتے رہتے ہیں اور وہ بھی جس کو یہ روپیہ پہنچا۔ اب ہمارے گھر کوئی خوشی کا موقع آیا ہم نے اس کو بلایا تو ہماری پوری نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص کم از کم دس روپے ہمارے گھر دے تا کہ آٹھ روپے ادا ہو جائیں اور دو روپے ہم پر چڑھ جائیں ادھر اس کو بھی یہ ہی خیال ہے کہ اگر میرے پاس اتنی رقم ہو تو میں وہاں دعوت کھانے جاؤں ورنہ نہ جاؤں، اب اگر اس کے پاس اس وقت روپیہ نہیں تو وہ شرمندگی کی وجہ سے آتا ہی نہیں اور اگر آیا تو دو چار روپے دے گیا۔ بہر حال ادھر سے شکایت پیدا ہوئی، طعنے بازیاں ہوئیں، دل بگڑے۔ بعض لوگ تو قرض لے کر نیوتا ادا کرتے ہیں۔ بولو! یہ خوشی ہے یا اعلانِ جنگ؟ لوگ کہتے ہیں کہ نیوتا سے ایک شخص کی وقتیہ مدد ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ رسم اچھی ہے مگر دوستو! مدد تو ہو جاتی ہے لیکن دل کیسے برے ہوتے ہیں۔ اور روپیہ کس طرح پھنس جاتا ہے نہ معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی، باہمی امداد کرنا اور بات

ہے۔ لیکن یہ باہمی امداد نہیں، اگر باہمی امداد ہوتی تو پھر بدلہ کا تقاضا کیسا؟ لہٰذا یہ نیوتا کی رسم بالکل بند ہونی چاہیے۔ ہاں اگر قرابت دار کو بطورِ مدد کچھ دیا جائے اور اس کے بدلہ کی توقع نہ رکھی جائے تو واقعی مدد ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، ہدیّہ سے محبّت بڑھتی ہے اور قرض سے محبّت ٹوٹتی ہے۔ اب نیوتا بیہودہ قرض ہوگیا ہے۔

نوٹ ضروری: عقیقہ، ختنہ، شادی، موت ہر وقت ہی نیوتا کی رسم جاری ہے یہ بالکل بند ہونی چاہیے۔

عقیقہ اور ختنہ کے اسلامی طریقے:

طریقۂ سنّت یہ ہے کہ بچّہ کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ ہو اور اگر نہ ہو سکے تو پندرھویں دن یا اکیسویں روز یعنی پیدائش کے دن سے ایک دن پیشتر اگر جمعہ کو بچّہ پیدا ہوا تو جب بھی عقیقہ ہو جمعرات کو ہو، عقیقہ کا حکم یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک سال کی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ایک سال کی ذبح کردی جائے۔ عقیقہ کے جانور کی سری نائی کو اور ران دائی کو دی جائے، اگر یہ دونوں مسلمان ہوں۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۵۴، ۱۵۵ ملخصاً)

گوشت کے تین حصّے کردیئے جائیں۔ ایک حصّہ فقراء کو خیرات کردیا جائے، دوسرا حصّہ اہلِ قرابت میں تقسیم ہو اور تیسرا حصّہ اپنے گھر میں کھایا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں توڑی نہ جائیں بلکہ جوڑوں سے علیٰحدہ کردی جائیں اور گوشت وغیرہ کھا کر ہڈیاں دفن کردی جائیں۔ ساتویں روز ہی بچّہ کا نام بھی رکھا جائے۔ سب سے بہتر نام ہے ''محمد''۔ مگر جس کا نام ''محمد'' ہو اس کو بگاڑ کر نہ پکارا

جائے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن اور انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام پر نام رکھنا بھی اچھا ہے۔ عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم، اسمٰعیل، عباس، عمرو غیرہ۔ اور بے معنیٰ نام نہ رکھے جائیں جیسے بدھو، جمعراتی، خیراتی وغیرہ۔ اسی طرح جن ناموں میں فخر ظاہر ہوتا ہو نہ رکھے جائیں جیسے شاہجہان، نواب، راجہ، بادشاہ وغیرہ۔ لڑکیوں کے نام قمر النساء، جہاں آراء بیگم وغیرہ نہ رکھو بلکہ ان کے نام فاطمہ، آمنہ، عائشہ، مریم، زینت، کلثوم وغیرہ رکھو۔ عقیقہ کے وقت جب جانور ذبح ہو تب بچّہ کے بال منڈوا دیئے جائیں اور بالوں کو چاندی سے وزن کر کے خیرات کر دی جائے اور سر پر زعفران بھگو کر مل دیا جائے یہ جو مشہور ہے کہ بچّہ کے ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھائیں محض غلط ہے۔ عقیقہ والے کو اختیار ہے کہ خواہ کچّا گوشت تقسیم کر دے یا پکا کر دعوت کر دے مگر خیال رہے کہ نام ونمود کو اس میں دخل نہ ہو، فقط سنت کی نیت سے ہو، نائی اور قصائی کی اجرت پہلے سے مقرر ہو جو عقیقہ کے بعد دے دی جائے، اگر نائی اپنا قدیمی (یعنی پرانا) خدمت گزار ہے تو اس کو زِیادہ اجرت دو، جس سے اس کا حق ادا ہو جائے اور اگر نہیں تو واجبی اُجرت دے دو۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک گائے خرید کر چند بچّوں کا عقیقہ ایک ہی گائے میں کر دیا جائے، یعنی لڑکے کے لئے گائے کے دو ساتویں حصّے اور لڑکا کے لئے ایک حصّہ۔ یہ بھی جائز ہے کہ اگر قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصّہ ڈال دیا جائے کہ لڑکے کے لئے دو حصّے اور لڑکی کے لئے ایک حصّہ۔

نوٹ ضروری: عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے صرف سنّتِ مستحبّہ ہے، غریب آدمی کو ہرگز جائز نہیں کہ سودی قرضہ لے کر عقیقہ کرے۔ قرضہ لے کر تو زکوٰۃ بھی دینا جائز نہیں اور عقیقہ زکوٰۃ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ میں نے بعض غریب مسلمانوں کو دیکھا ہے

کہ قرض لیکر عقیقہ کرتے ہیں اگر عقیقہ نہ کریں تو بے چاروں کی ناک کٹ جائے، وہ بغیر ناک کے رہ جائیں۔ غرضیکہ سنّت کا خیال نہیں اپنی ناک کا خیال ہے ایسی ناک خدا کرے کٹ ہی جائے۔

ختنہ:

ختنہ کا سنّت طریقہ یہ ہے ساتویں برس بچہ کا ختنہ کرادیا جائے، ختنہ کی عمر سات سال سے بارہ برس تک ہے، یعنی بارہ برس سے زیادہ دیر لگانا منع ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر، ج۵، ص۳۵۷)

اور اگر سات سال سے پہلے ختنہ کر دیا گیا جب بھی حرج نہیں۔ بعض لوگ عقیقہ کے ساتھ ہی ختنہ کرتے ہیں، یہ آسانی اور آرام (سے) ہو جاتا ہے کیوں کہ اس وقت بچہ چلنے پھرنے کے قابل تو ہے نہیں، تاکہ زخم بڑھالے۔ اگر ماں کا دودھ اس پر ڈالا جاتا رہے تو بہت جلد زخم بھر جاتا ہے۔ ختنہ کرنے سے پہلے نائی کی اُجرت طے ہونا ضروری ہے جو اس کو ختنہ کے بعد دے دی جائے۔ علاج میں خاص کر نگرانی رکھی جائے، تجربہ کار نائی سے ختنہ کرایا جائے اور تجربہ کار آدمی اس کا خیال رکھے، ختنہ صرف اس کام کا نام ہے، باقی برادری کی روٹی، بہن بہنوئیوں کے پچاس پچاس جوڑے اور گانے والی عورتوں اور میراثیوں کے اخراجات یہ سب مسلمانوں کی کمزور ناک نے پیدا کر دیئے ہیں یہ سب چیزیں بالکل بند کر دی جائیں۔

تیسرا باب:

بچوں کی پرورش

پرورش کی مروّجہ رسمیں:

عام مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ "لڑکے کو دو سال ماں اپنا دودھ پلائے اور لڑکی کو سوا دو سال" یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں میں یہ طریقہ ہے کہ بچپن میں اپنی اولاد کے اخلاق و آداب کا خیال نہیں رکھتے۔ غریب لوگ تو اپنے بچّوں کو آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کودنے کی اجازت دیتے ہیں اور ان کی تعلیم کا زمانہ خراب صحبتوں اور کھیل کود میں برباد کردیتے ہیں، وہ بچّے یا تو جوان ہوکر بھیک مانگتے پھرتے ہیں یا ذلّت کی نوکریاں کرتے ہیں یا چور ڈاکو اور بدمعاش بن کر اپنی زندگی جیل خانہ میں گزار دیتے ہیں اور مال دار لوگ اپنے بچّوں کو شروع سے شوقین مزاج بناتے ہیں، انگریزی بال رکھانا، فضول خرچ کرنا سکھاتے ہیں۔ ہر وقت بوٹ و سوٹ وغیرہ پہناتے ہیں، پھر اپنے ساتھ سینما اور ناچ کی مجلسوں میں انہیں شریک کرتے ہیں، جب یہ نونہال کچھ ہوش سنبھالتا ہے تو اس کو کلمہ تک نہ سکھایا، کالج یا سکول میں ڈال دیا۔ زِیادہ خرچ کرنا، فیشن ایبل بننا سکھایا گیا۔ خراب صحبتوں سے صحت اور مذہب دونوں برباد ہوگئے اب جب نونہال کالج سے باہر آئے تو اگر خاطر خواہ نوکری مل گئی تو صاحب بہادر بن گئے کہ نہ ماں کا ادب جانیں نہ باپ کو پہچانیں، نہ بیویوں کے حقوق کی خبر، نہ اولاد کی پرورش سے واقف، ان کے ذِہن میں اعلیٰ ترقی یہ آئی کہ ہم کو لوگ انگریز سمجھیں بھلا اپنے کو دوسری قوم میں فنا کردینا بھی کوئی ترقی ہے! اگر کوئی معقول

جگہ نہ ملی توان بیچاروں کو بہت مصیبت پڑتی ہے کیوں کہ کالج میں خرچ کرنا سیکھا۔ کمانا نہ سیکھا، کھلانا نہ سیکھا، اپنا کام نوکروں سے کروانا سیکھا، خود کرنا نہ سیکھا ؎

نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

اب یہ لوگ کالج کی سی زندگی گزارنے کیلئے شریف بدمعاش ہوجاتے ہیں یا جعلی نوٹ بنا کر زندگی جیل میں گزارتے ہیں یا ڈاکو بدمعاش بنتے ہیں (اکثر ڈاکو تعلیم یافتہ، گریجویٹ پائے گئے) یہ وہی لوگ ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں:

لڑکی کو سوا دو سال دودھ پلانا جائز نہیں لڑکی ہو یا لڑکا دونوں کو دو، دو سال دودھ پلایا جائے۔ قرانِ کریم فرماتا ہے:

وَالْوٰلِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ. (پ۲، البقرہ ۲۳۳) ترجمہ کنزالایمان: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔

مگر دو سال کے بعد دودھ پلانا منع ہے جو بچے پرورش کے زمانے میں اچھی صحبتیں نہیں پاتے وہ جوان ہو کر ماں باپ کو بہت پریشان کرتے ہیں ہم نے بڑے فیشن ایبل صاحبزادوں کے ماں باپ کو دیکھا ہے کہ وہ روتے پھرتے ہیں، مفتی صاحب تعویذ دو جس سے بچہ کہنا مانے، ہمارے قبضے میں آئے۔ مگر دوستو! فقط تعویذ سے کام نہیں چلتا کچھ ٹھیک عمل بھی کرنا چاہئے۔

ایک بڈھے نے اپنے فرزند کو ولایت پڑھنے کے لئے بھیجا۔ جب برخوردار

فارغ ہو کر وطن آنے لگا تو بڈھا باپ استقبال کے لئے اسٹیشن پر گیا۔ لڑکے نے گاڑی سے اتر کر باپ سے پوچھا: "ویل بڈھا تو اچھا ہے؟" اس لائق بیٹے کے دوستوں نے پوچھا کہ صاحب بہادر یہ بڈھا کون ہے؟ فرمانے لگا: "میرا آشنا ہے۔" بڈھے باپ نے کہا کہ "صاحبو! میں صاحب بہادر کا آشنا نہیں، بلکہ ان کی والدہ کا آشنا ہوں۔" یہ اس نئی تہذیب کے نتیجے ہیں۔

حضرت مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سلطان غازی محی الدین عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے استاد اور شاہجہاں کے یہاں بہت اچھی حیثیت سے ملازم تھے۔ مشہور یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کے وقت مولانا کے والد معمولی لباس میں جامع مسجد دہلی میں آئے اس وقت مولانا شاہجہاں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پہلی صف سے اٹھ کر بھاگے اپنے باپ کی جوتیاں صاف کیں۔ گرد وغبار آپ کے عمامہ سے جھاڑا۔ حوض پر لا کر وضو کرایا۔ اور خاص شاہجہاں کے برابر لا کر بیٹھا دیا اور کہا کہ یہ میرے والد ہیں نماز کے بعد شاہجہاں بادشاہ نے ان سے کہا کہ آپ ٹھہرو، شاہی مہمان بنو انہوں نے جواب دیا کہ میں صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ میرا بچہ آپ کے یہاں رہ کر مسلمان رہا ہے یا بے دین بن گیا ہے پہچانے گا یا نہیں۔ الحمد للہ بچہ مسلمان ہے۔

گندم از گندم بروو جوز جو! از مکافاتِ عمل غافل مشو

(ترجمہ: گندم سے گندم اور جو سے جو اُگتے ہیں مکافاتِ عمل سے غافل مت ہو)

جیسا بونا ویسا کاٹنا۔

بچّوں کی پرورش کا اسلامی طریقہ:

لڑکے اور لڑکی کو دو سال سے زیادہ دودھ نہ پلاؤ۔ جب بچّہ کچھ بولنے کے لائق ہو تو اسے اللہ عزوجل! کا نام سکھاؤ پہلے مائیں اللہ اللہ عزوجل! کہہ کر بچّوں کو سلاتی تھیں اور اب گھر کے ریڈیو اور گراموفون باجے بجا کر بہلاتی ہیں۔ جب بچّہ سمجھ دار ہو جائے تو اس کے سامنے ایسی حرکت نہ کرو جس سے بچے کے اخلاق خراب ہوں۔ کیونکہ بچّوں میں نقل کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ جو کچھ ماں باپ کو کرتے دیکھتے ہیں وہی خود بھی کرتے ہیں۔ ان کے سامنے نمازیں پڑھو۔ قرآن پاک کی تلاوت کرو۔ اپنے ساتھ مسجدوں میں نماز کے لئے لے جاؤ[1] اور ان کو بزرگوں کے قصے کہانیاں سناؤ۔ بچّوں کو کہانیاں سننے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ سبق آموز کہانیاں سن کر اچھی عادتیں پڑیں گی۔

جب اور زیادہ ہوش سنبھالیں تو سب سے پہلے ان کو پانچوں کلمے ایمانِ مجمل، ایمانِ مفصّل پھر نماز سکھاؤ۔ کسی متقی یا حافظ یا مولوی کے پاس کچھ روز بٹھا کر قرآنِ پاک اور اُردو کے دینیات کے رسالے ضرور پڑھاؤ اور جس سے بچّہ معلوم کرے کہ میں کس درخت کی شاخ اور کس شاخ کا پھل ہوں، اور پاکی پلیدی وغیرہ کے احکام یاد کرے۔ اگر حق تعالیٰ نے آپ کو چار پانچ لڑکے دیئے ہیں تو کم از کم ایک لڑکے کو عالم یا حافظِ قرآن بناؤ۔ کیونکہ ایک حافظ اپنی تین پشتوں کو اور عالم سات پشتوں کو بخشوائے گا۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ عالمِ دین کو روٹی نہیں ملتی۔ یقین کرلو کہ

---

[1]: ایسا بچہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کردینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے، اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۹۲)

انگریزی پڑھنے سے تقدیر سے زیادہ نہیں ملتا۔ عربی پڑھنے سے آدمی بدنصیب نہیں ہوجاتا، ملے گا وہی جو رزاق نے قسمت میں لکھا ہے۔ بلکہ تجربہ یہ ہے کہ اگر عالم پورا عالم اور صحیح العقیدہ ہو تو بڑے آرام میں رہتا ہے۔ اور جو لوگ اُردو کی چند کتابیں دیکھ کر وعظ گوئی کو بھیک کا ذریعہ بنالیتے ہیں کہ وعظ کہہ کر پیسہ پیسہ مانگنا شروع کردیا۔ ان کو دیکھ کر عالمِ دین سے نہ ڈر، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا بچپن آوارگی میں خراب کردیا ہے اور اب مہذّب بھکاری ہیں۔ ورنہ علمائے دین کی اب بھی بہت قدر و عزّت ہے۔ جب گریجویٹ مارے مارے پھرتے ہیں تو مدّرسین علما کی تلاش ہوتی ہے اور نہیں ملتے۔ اپنے لڑکوں کو شوقین مزاج خرچیلہ نہ بناؤ بلکہ ان کو سادگی اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا سکھاؤ، کرکٹ، ہاکی، فٹ بال سے ہرگز نہ کھیلاؤ۔ کیونکہ یہ کھیل کچھ فائدہ مند نہیں بلکہ ان کو بنوٹ لکڑی کا ہنر، ڈنڈ، کثرت، کشتی کا فن، اگر ممکن ہو تو تلوار چلانا وغیرہ سکھاؤ جس سے تندرستی بھی اچھی رہے اور کچھ ہنر بھی آجائے اور تاش بازی اور پتنگ بازی، کبوتر بازی، سینما بازی، سے بچوں کو بچاؤ کیونکہ یہ کھیل حرام ہیں بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ بچّوں کو علم کے ساتھ کچھ دوسرے ہنر بھی سکھاؤ جس سے بچہ کما کر اپنا پیٹ پال سکے۔ یہ سمجھ لو کہ ہنرمند کبھی خدا کے فضل سے بھوکا نہیں مرتا۔ اس مال و دولت کا کوئی اعتبار نہیں ان باتوں کے ساتھ انگریزی سکھاؤ کالج میں پڑھاؤ۔ جج بناؤ، کلکٹر بناؤ دنیا کی ہر جائز ترقی کراؤ مگر پہلے اس کو ایسا مسلمان کردو کہ کوٹھی میں بھی مسلمان ہی رہے۔ ہم نے دیکھا ہے قادیانیوں اور رافضیوں کے بچے گریجویٹ ہو کر کسی عہدے پر پہنچ جائیں مگر اپنے مذہب سے پورے واقف ہوتے ہیں مسلمانوں کے بچے ایسے اُلّو ہوتے ہیں کہ مذہب کی ایک بات بھی نہیں جانتے۔ خراب صحبت

پاکر بے دین بن جاتے ہیں۔ جس قدر لوگ قادیانی، نیچری، وغیرہ بن گئے۔ یہ سب پہلے مسلمان تھے اور مسلمانوں کے بچّے تھے۔ مگر اپنی مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے بدمذہبوں کا شکار ہو گئے۔ یقین کرو کہ اس کا وبال ان کے ماں باپ پر بھی ضرور پڑے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پرورش بارگاہِ نبوّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں ایسی کامل ہوئی کہ جب وہ میدان جنگ میں آتے تو اعلیٰ درجہ کے غازی ہوتے تھے اور مسجد میں آکر اعلیٰ درجہ کے نمازی، گھر بار میں پہنچ کر اعلیٰ درجہ کے کاروباری، کچہری میں اعلیٰ درجہ کے قاضی ہوتے تھے، اپنے بچوں کو اس تعلیم کا نمونہ بناؤ اگر دین و دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو یہ کتابیں خود بھی مطالعہ میں رکھو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی پڑھاؤ۔ بہارِ شریعت مصنّفہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کتاب العقائد مصنّفہ حضرت مرشدی واستادی مولانا مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب دام ظلہم، شانِ حبیب الرحمٰن سلطنت مصطفٰے مصنّفہ فقیر حقیر پر از تقصیر احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ لڑکیوں کو کھانا پکانا، سینا، پرونا، اور گھر کے کام کاج، پاکدامنی اور شرم وحیاء سکھاؤ کہ یہ لڑکیوں کا ہنر ہے ان کو کالیجیٹ اور گریجویٹ نہ بناؤ کہ لڑکیوں کے لئے اس زمانہ میں کالج اور بازار میں کچھ فرق نہیں بلکہ بازاری عورت کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کالج کی لڑکی لوگوں کے پاس جاتی ہے، جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔

چوتھاباب:

بیاہ شادی کی رسمیں

ع اب جگر تھام کر بیٹھو مری باری آئی

نکاح اسلام میں عبادت ہے۔ کبھی تو فرض ہے اور اکثر سنت ہے[1]

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، مطلب کثیرا...الخ، ج ۵، ص ۳۵۷)

مگر ہندوستان میں موجودہ زمانہ میں نکاح ان ہندوانی اور حرام رسموں اور فضول خرچیوں کی وجہ سے وبالِ جان بن گیا ہے۔ اس کا نام شادی خانہ آبادی ہے، اب ان رسموں نے اسے بنادیا شادی خانہ بربادی بلکہ خانہا بربادی۔ کیونکہ اس میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے گھروں کی تباہی آتی ہے۔ نکاح کے متعلق تین قسم کی

[1]: اس میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زناء میں مبتلاء ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔ ایسی صورتِ حال میں نکاح نہ کرنے پر گناہ گار ہوگا۔

☆ اگر مہر و نفقہ دینے پر قدرت ہو اور غلبۂ شہوت کے سبب زناء یا بدنگاہی یا مشت زنی میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں نکاح واجب ہے اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

☆ اگر مہر، نان و نفقہ دینے اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے پر اَڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا.. یا.. اتباعِ سنت.. یا.. اولاد کا حصول پیشِ نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض حصولِ لذت یا قضائے شہوت مقصود ہو تو ثواب نہیں ملے گا، نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

☆ اگر یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان و نفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نکاح کرنا مکروہ ہے۔

☆ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان و نفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نکاح کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے (ایسی صورت میں شہوت توڑنے کے لئے روزے رکھنے کی ترکیب بنائے)۔ (ماخوذ از بہارشریعت، کتاب النکاح، حصہ ۷، ص ۵۵۹)

رسمیں ہیں۔ بعض وہ جو نکاح سے پہلے کی جاتی ہیں۔ بعض نکاح کے وقت اور بعض نکاح کے بعد پہلے تو لڑکی کی تلاش (منگنی)، تاریخ مقرر ہونا، پھر نکاح کے بعد چوتھی[1]، چالا (یعنی نئی دلہن کا شادی کے بعد چار بار میکے جانا)، کنگنا[2] کھولنے کی رسمیں۔ لہٰذا ہم اس باب کی چند فصلیں کرتے ہیں۔

پہلی فصل:

دُلھن کی تلاش، منگنی اور تاریخ ٹھہرانا

موجودہ رسمیں:

ہندوستان میں عام طور پر لڑکے والوں کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ مالدار کی لڑکی گھر میں آئے جہاں ہمارے بچے کے خوب ارمان نکلیں، اس قدر جہیز لائے کہ گھر بھر جائے۔ ادھر لڑکی والوں کی آرزو ہوتی ہے لڑکا مالدار اور شوقین ہو، انگریزی بال کٹاتا ہو، داڑھی منڈاتا ہو، تاکہ ہماری لڑکی کو سینما دکھائے اور اس کے ہر ناجائز ارمان نکالے۔ میں نے بہت مسلمانوں کو کہتے سنا کہ ہم داڑھی والے کو اپنی لڑکی نہ دیں گے، لڑکا شوقین چاہئے اور بہت جگہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لڑکی والوں نے دولہا سے مطالبہ کیا کہ داڑھی منڈوا دو تو لڑکی دی جاسکتی ہے، چنانچہ لڑکوں نے داڑھیاں منڈوائیں، کہاں تک دکھ کی باتیں سناؤں، یہ بھی کہتے سنا گیا کہ نمازی کو لڑکی نہ دیں گے، وہ مسجد کا ملّاں ہے، ہماری لڑکی کے ارمان اور شوق پورے نہ کرے گا۔ پنجاب میں یہ آگ زیادہ لگی ہوئی ہے۔ جب اپنی مرضی کا لڑکا مل گیا تو اب خیر سے منگنی

[1]: شادی کے چوتھے دن کی جانے والی ایک رسم جس میں دلہن کے گھر جا کر پھولوں کی چھڑیاں، سبزیاں اور میوے ایک دوسرے پر پھینکے جاتے ہیں۔ [2]: ایک رسم جس میں دلہن دولہے کے ہاتھ پر بندھے ہوئے دھاگوں کی گانٹھیں کھولتی ہے۔

(کڑمائی) کا وقت آیا، اس میں دلہن والوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ ایسے کپڑوں کا جوڑا، اس قدر سونے کا زیور چڑھاؤ، اس فرمائش کو پورا کرنے کیلئے لڑکے والے اکثر قرض لے کر یا کسی جگہ سے زیور مانگ کر چڑھا دیتے ہیں۔ جب منگنی کا وقت آیا تو لڑکے والا اپنے قرابت داروں کو جمع کر کے اوّلاً ان کی دعوت اپنے گھر کرتا ہے پھر دلہن کے یہاں ان سب کو لے جاتا ہے۔ جہاں دلہن والوں کے قرابت دار پہلے ہی سے جمع ہوتے ہیں غرضیکہ دلہن کے گھر دو قسم کے میلے لگ جاتے ہیں پھر ان کی پر تکلّف دعوت ہوتی ہے۔ یو، پی (ھند) میں تو کھانے کی دعوت ہوتی ہے مگر پنجاب میں مٹھائی چائے کی دعوت جس میں اس رسم پر دونوں طرف سے چار پانچ سو روپیہ تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ پھر دلہن کے یہاں سے لڑکے کے سونے کی انگوٹھی اور کچھ کپڑے ملتے ہیں اور لڑکی کو دولہا والوں کی طرف سے قیمتی جوڑا، بھاری ستھرا زیور دیا جاتا ہے پھر منگنی سے شادی تک ہر عید وغیرہ پر کپڑے اور وقتاً فوقتاً موسمی میوہ (فروٹ) اور مٹھائیاں لڑکے کے گھر سے جانا ضروری ہے۔ تاریخ ٹھہرانے پر لوگوں کا مجمع کر کے دعوت اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے پھر تاریخ مقرر ہونے سے شادی تک دونوں گھروں میں عورتوں کا جمع ہو کر عشقیہ گانے، ڈھول بجانا لازم ہوتا ہے جس میں ہر تیسرے دن مٹھائی ضرور تقسیم ہوتی ہے اس میں کافی خرچہ ہوتا ہے، ان تمام رسموں میں بدتر رسم مائیوں (مایاں) اُبٹن کی رسمیں ہیں جس میں اپنی پرائی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے اُبٹن (جسم کو صاف اور ملائم بنانے والا ایک خوشبودار مسالہ)، مہندی لگاتی ہیں، آپس میں ہنسی مذاق، دل لگی، دولہا سے مذاق وغیرہ بہت بے عزتی کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ میں نے وہ رسمیں عرض کی ہیں جو قریب قریب ہر جگہ کچھ فرق سے ہوتی ہیں اور جو مختلف قسم کی خاص

خاص رسمیں جاری ہیں اُن کا شمار مشکل ہے۔

ان رسموں کی خرابیاں:

سخت غلطی یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے مالدار تلاش کئے جائیں کیوں کہ مالدار کی تلاش میں لڑکے اور لڑکیاں جوان، جوان بیٹھے رہتے ہیں نہ کوئی خاطر خواہ مالدار ملتا ہے نہ شادیاں ہوتی ہیں اور جوان لڑکی، ماں باپ کے لیے پہاڑ ہے اس کو گھر میں بغیر نکاح رکھنا سخت خرابیوں کی جڑ ہے۔ دوسری یہ کہ جو محبت واخلاق غریبوں میں ہے وہ مالداروں میں نہیں، تیسرے یہ کہ اگر مالدار کو تم اپنی کھال بھی اتار کر دیدو، ان کی آنکھ میں نہیں آتا، یہ طعنے ہوتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا اور اگر دلہن والے مالدار ہیں تو داماد مثلِ نوکر کے سسرال میں رہتے ہیں۔ بیوی پر شوہر کا کوئی رعب نہیں ہوتا۔ اگر دولہا والے مالدار ہیں تو لڑکی اس گھر میں لونڈی یا نوکرانی کی طرح ہوتی ہے اپنی لڑکی ایسے گھر میں دو، جہاں وہ لڑکی غنیمت سمجھی جائے۔ تجربہ نے بتایا کہ غریب اور شریف گھرانے والی لڑکیاں ان لڑکیوں سے آرام میں ہیں جو مالداروں میں گئیں۔ لڑکی والوں کو چاہئے کہ دولہا میں تین باتیں دیکھیں، اوّل تندرست ہو، کیوں کہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے۔ دوسرے اس کے چال چلن اچھے ہوں، بدمعاش نہ ہو، شریف لوگ ہوں، تیسرے یہ کہ لڑکا ہنرمند اور کماؤ ہو کہ کما کر اپنے بیوی اور بچوں کو پال سکے۔ مالداری کا کوئی اعتبار نہیں یہ چلتی پھرتی چاندنی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ نکاح میں کوئی مال دیکھتا ہے کوئی جمال۔ مگر عَلَیکَ بِذَاتِ الدِّینِ (تم دینداری دیکھو۔
(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب النکاح......الخ، الحدیث، ۱۵، ۷، ص ۷۷۲)

اور یہ بھی یاد رکھو کہ تین قسم کے مالوں میں برکت نہیں۔ ایک تو زمین کا پیسہ یعنی زمین یا مکان فروخت کر کے کھاؤ۔ اس میں کبھی برکت نہیں چاہئے یا زمین نہ فروخت کرو اور اگر فروخت کرو تو اس کا پیسا زمین ہی میں خرچ کرو۔ (حدیث) دوسری یہ کہ لڑکی کا پیسا یعنی لڑکی والے جو روپیہ لے کر شادی کرتے ہیں اس میں برکت نہیں اور پیسا لینا حرام ہے کیوں کہ یا تو یہ لڑکی کی قیمت ہے یا رشوت یہ دونوں حرام ہیں۔ تیسرے وہ جہیز و مال جو لڑکی اپنے میکے سے لائے اگر دولہا اس کو گزر اوقات کا ذریعہ بنا دے تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اپنی قوتِ بازو پر بھروسا کرو، داڑھی اور نماز کا مذاق اڑانے والے سب کافر ہوئے۔[1] یہ بھی یاد رکھو کہ مولویوں اور دینداروں کی بیویاں فیشن والوں کی بیویوں سے زیادہ آرام میں رہتی ہیں۔ اوّل تو اس لئے کہ دیندار آدمی خدا تعالیٰ کے خوف سے بیوی بچوں کا حق پہچانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دیندار آدمی کی نگاہ صرف بیوی ہی پر ہوتی ہے اور آزاد لوگوں کی ٹمپریری (یعنی عارضی) بیویاں بہت سی ہوتی ہیں۔ جن کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے۔ وہ پھول کو سونگھتا اور ہر باغ میں جاتا ہے۔ کچھ دنوں تو اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے پھر آنکھ پھیر لیتا ہے۔ منگنی کی رسموں کی خرابیاں بیان سے باہر ہیں۔ بہت سے لوگ سودی قرض سے یا مانگ کر زیور چڑھا دیتے ہیں۔ شادی کے بعد پھر دلہن سے وہ زیور حیلے بہانے سے لے کر واپس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپس میں خوب لڑائیاں ہوتی ہیں اور شروع کی وہ لڑائی ایسی ہوتی ہے کہ پھر ختم نہیں ہوتی اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ منگنی ٹوٹ جاتی ہے پھر دلہن والوں

---

[1] : کفریہ کلمات کے بارے میں جاننے کے لئے امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے رسالے ''۲۸ کلماتِ کفر'' کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

سے زیور واپس مانگا جاتا ہے اُدھر سے انکار ہوتا ہے۔ جس پر مقدمہ بازی کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح منگنی کے وقت دعوت اور فضول خرچی کا حال ہے اگر منگنی چھوٹ گئی تو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارا خرچہ واپس کردو اور دونوں فریق خوب لڑتے ہیں۔ بعض دفعہ منگنی میں اتنا خرچ ہوجاتا ہے کہ فریقین میں شادی کے خرچ کی ہمّت نہیں رہتی۔ پھر کبھی کبھی کپڑوں کے جوڑے اور مٹھائیوں کے خرچ لڑکے والوں کا دیوالیہ نکال دیتا ہے اور شادی کے وقت غور ہوتا ہے کہ دلہن والوں نے اس قدر جہیز اور زیور وغیرہ دیا نہیں جو میرا خرچ کراچکا ہے، اگر لڑکی والے نے اتنا نہ دیا تو لڑکی کی جان سُولی پر رہتی ہے کہ تیرے باپ نے ہمارا لے کر کھایا، دیا کیا؟ اور اگر خوب دیا تو کہتے ہیں کہ کیا دیا! ہم سے بھی تو خوب خرچ کرالیا۔ باقی گانے بجانے کی رسموں میں وہ خرابیاں ہیں جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ مایاں اور اُبٹن کی رسمیں بہت سارے حرام کاموں کا مجموعہ ہیں اس لیے ان تمام کو بند کرنا ضروری ہے۔

اسلامی رسمیں:

لڑکی کیلئے لڑکا اور لڑکے کیلئے لڑکی ایسی تلاش کی جائے جو شریف اور دیندار ہو، تاکہ آپس میں محبت رہے۔ جہاں لڑکے کی مرضی نہ ہو وہاں ہرگز نکاح نہ ہو۔ اسی طرح جہاں لڑکی یا لڑکی کی ماں کی منشاء (یعنی مرضی) نہ ہو وہاں نکاح کرنا زہر قاتل ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اسی لیے شرعاً ضروری ہے کہ لڑکی سے اذن لیتے وقت لڑکے کا نام معہ اس کے والد کے اور مہر کے بتایا جائے کہ "اے بیٹی! ہم تیرا نکاح فلاں لڑکے فلاں کے بیٹے سے کردیں وہ کہے ہاں تب

نکاح ہوتا ہے۔ یہ اذن لڑکی کی رائے معلوم کرنے کیلئے ہی تو ہے اگر موقع ہو تو لڑکے کو لڑکی پیغام سے پہلے کسی بہانہ سے خفیہ طور پر دکھادی جائے کہ لڑکی کو یہ خبر نہ ہو (حدیث)[1] بلکہ نکاح سے پیشتر اپنے سارے قرابت داروں کا مشورہ لینا بھی بہتر ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ۲۵، الشوریٰ ۳۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

ایسے نکاح کے سارے قرابت دار ذمہ دار ہوجاتے ہیں اور اگر دلہن اور دولہا میں نا اتفاقی ہوجائے تو یہ لوگ مل کر اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ منگنی دراصل نکاح کا وعدہ ہے اگر یہ نہ ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ منگنی کی رسم بالکل ختم کردی جائے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور سوائے نقصان کے اس سے کوئی فائدہ نہیں غالباً ہم نے یہ رسمیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں کیوں کہ سوائے ہندوستان کے اور کہیں یہ رسم نہیں ہوتی بلکہ عربی اور فارسی زبانوں میں اس کا کوئی نام بھی نہیں۔ اس کے جتنے نام ملتے ہیں سب ہندی زبان کے ہیں۔ چنانچہ منگنی، سگائی، کڑمائی، ساکھ یہ اس کے نام ہیں اور ان میں کوئی بھی عربی فارسی نہیں۔ اور اگر اس کا کرنا ضروری ہی ہو تو اس طرح کرو کہ پہلے لڑکے والے کے یہاں اس کے قرابت دار جمع ہوں اور وہ ان کی خاطر تواضع صرف پان[2] اور چائے سے کرے۔ اگر کہیں پان کا رواج نہ ہو جیسے

---

[1]: رحمت عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے منگنی کرنے والے سے فرمایا: "اسے (یعنی عورت) دیکھ لو کہ یہ تمہاری باہمی محبت کو قائم رکھنے کے لئے زیادہ مناسب ہے۔" (سنن الترمذی، کتاب النکاح، الحدیث ۱۰۸۹، ج ۲، ص ۳۴۶)

[2]: پان کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی کے رسالے "پان، گٹکا" کا مطالعہ کیجئے۔

پنجاب تو وہ صرف خالی چائے سے جس کے ساتھ کوئی مٹھائی نہ ہو۔ پھر یہ لوگ اُٹھ کر لڑکی والے کے یہاں آجائیں وہ بھی ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے کرے۔ لڑکے والے اپنے ساتھ دلہن کیلئے ایک سوتی دوپٹہ اور ایک سونے کی نتھ (نتھنی) لائے جو پیش کردے۔ دلہن والوں کی طرف سے لڑکے کو ایک سوتی رومال ایک چاندی کی انگوٹھی، ایک نگینہ والی پیش کردی جائے جس کا وزن سوا چار ماشہ سے زیادہ نہ ہو کیوں کہ مرد کو ریشم اور سونا پہننا حرام ہے، لو یہ منگنی ہوگئی اگر دوسرے شہر سے منگنی کرنیوالے آئے ہیں تو ان میں سات آدمی سے زیادہ نہ آئیں اور دلہن والے مہمانی کے لحاظ سے ان کو کھانا کھلادیں مگر اس کھانے میں دوسرے محلّہ والوں کی عام دعوت کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد لڑکے والے جب بھی آئیں تو ان پر مٹھائی اور کپڑوں کے جوڑوں کی کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر اپنی خوشی سے ایسے ہی بچوں کیلئے تھوڑی سے مٹھائی لائیں تو اس کو محلّہ میں تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ، فصل فی المصافحۃ......الخ، الحدیث ۸۹۷۶، ص۴۷۹)

مگر اس ہدیہ کو ٹیکس نہ بنالو کہ وہ بے چارہ اس کے بغیر آہی نہ سکے۔ تاریخ کا مقرر کرنا بھی اسی سادگی سے ہونا ضروری ہے کہ اگر اسی شہر سے لوگ آرہے ہیں تو ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے ہو اور اگر دوسرے شہر سے آرہے ہیں تو پانچ آدمی سے زیادہ نہ ہوں۔ جن کی تواضع کھانے سے کی جائے اور مقرر کرنے والے سن رسیدہ بزرگ لوگ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ شادی کیلئے جمعہ یا سوموار (پیر) کا دن مقرر

ہو کیوں کہ یہ بہت برکت والے دن ہیں۔ پھر تاریخ کے بعد گانے باجے ڈھول وغیرہ نہ ہوں بلکہ اگر ہو سکے تو ہر تیسرے دن محفلِ میلاد کر دیا کریں، جس میں نعت خوانی اور درود پاک کی تلاوت ہو ایسے وعظ کیے جائیں جس میں موجودہ رسموں کی برائیاں بیان ہوں۔ مائیوں اور اُبٹن کی تمام رسمیں بالکل بند کر دی جائیں۔ یعنی اگر دلہن کو ایک جگہ بٹھا دیا جائے یا کہ دولہا دلہن کے خوشبو یعنی اُبٹن مَلا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ اُبٹن ایک طرح کی خوشبو ہے اور خوشبو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو بہت پسند تھی۔ بلکہ شادی کے وقت خوشبو استعمال کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے لیکن ان کاموں کے ساتھ حرام رسمیں مثلاً گانا بجانا عورتوں اور مردوں کا خلط ملط ہونا، بیہودہ مذاق سب بند کر دیئے جائیں۔ غرضیکہ دینی اور دنیاوی کاموں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی پیروی دین و دنیا کی بھلائی کا ذریعہ ہے۔ اس زمانے میں بعض لوگ دولہا کو چاندی کا زیور پہناتے ہیں یا چھری چاقو ان کے ساتھ رکھتے ہیں تا کہ اسکو بھوت نہ چمٹ جائے یہ سب ناجائز رسمیں ہیں۔ اگر دولہا پر کسی قسم کا خوف ہے تو صبح و شام آیت الکرسی پڑھ کر خود اپنے پر دم کر لیا کرے۔ بلکہ نمازی آدمی کو کبھی کوئی آسیب بفضلہٖ تعالیٰ نہیں چھوتا، قرانِ پاک اچھا نگہبان ہے، اس کو اختیار کرو۔

دوسری فصل:

نِکاح اور رُخصت کی رَسمیں

موجودہ رسمیں:

نکاح کے وقت دو طرح کی رسمیں ہوتی ہیں۔ کچھ دولہا کے گھر کی جاتی ہیں

اور کچھ وہ جو دلہن کے گھر۔ دولہا کے تو یہ ہوتا ہے کہ دولہا کو نائی غسل دیتا ہے اور وہ ہی کپڑے بدلواتا ہے، سرخ رنگ کی پگڑی باندھ کر اس پر سنہری گوٹا لپیٹ دیا جاتا ہے، پھر اس پر سہرا باندھتا ہے جس میں پھول پتی اور نلکیاں لگی ہوتی ہیں۔ نائی یہ کام کر کے ایک تھالی رکھ دیتا ہے جس میں تمام قرابت دار مرد، روپیہ پیسا نچھاور کر کے ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد عورتیں نچھاور کرتی ہیں۔ جو نائی کی بیوی نائن کا حق ہوتا ہے اور آج سے پہلے سارے قرابت دار جمع ہو چکتے ہیں جو کھانا کھاتے جاتے ہیں اور نیوتے کے روپے دیے جاتے ہیں اور لکھنے والا وہ روپے لکھتا جاتا ہے۔ اس کھانے کا نام برات کی روٹی ہے۔ اس وقت زِیادہ قابلِ رحم دولہا کے نانا ماموں کی حالت ہوتی ہے کیوں کہ ان پر ضروری ہے کہ بھات لے کر آئیں ورنہ ناک کٹ جائیگی۔ اس بھات کی رقم نے صدہا گھر برباد کر دیئے۔ بھات میں ضروری ہے کہ دولہا اور اس کے تمام قرابت داروں کے لیے کپڑے کے جوڑے، کچھ نقدی اور کچھ غلہ دیں۔ بعض جگہ چالیس پچاس جوڑے تک لانے پڑتے ہیں۔ اگر ایک جوڑا پانچ روپے میں بھی بناؤ تو ڈھائی سو روپے ٹھنڈے ہو گئے۔ خود میں نے ایک دکاندار کو دیکھا کہ بڑے مزے سے گزر کر رہا تھا، بھانجی کی شادی آن پڑی، میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ بھات نہ دے یا اپنی حیثیت کے مطابق دے وہ نہ مانا۔ آخر کار اسکی دکان بھات کی نذر ہو گئی اب بہت مصیبت میں ہے۔

بھانجی کے نکاح میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ کپڑوں کے جوڑوں کے سوا بھانجی کو زیور یا برات کی روٹی ماموں کرے۔ غرضیکہ ایک شادی میں چار گھروں کی بربادی ہو جاتی ہے۔ جب یہ رسمیں ہو چکیں تو اب برات چلی، جس کے ساتھ بری (یعنی دولہا کی طرف سے دلہن کے لئے بھیجا جانے والا سامان) اور آگے باجا۔ بلکہ بعض دفعہ آگے

آگے ناچنے والی رنڈیاں بھی ہوتی ہیں۔ گولے چلائے جاتے ہیں، آتشبازی میں آگ لگتی ہے۔ بَری اس میوہ (فروٹ) کو کہتے ہیں جو دولہا کی طرف سے جاتی ہے جس میں شکر، ایک من ناریل، مکھانا وغیرہ، تیس سیر کچا دودھ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ دلہن کے گھر یہ چیزیں دی جاتی ہیں جو بعد شادی تقسیم ہوتی ہیں۔ جب بارات دلہن کے مکان پہنچی تو اوّل وہاں آتشبازی میں آگ لگائی گئی، پھر پھول پتی لٹائی گئی، پھر تمام باراتیوں کو دلہن کی طرف عام دعوت دی گئی، پھر نکاح ہوا، دولہا مکان میں گیا جہاں پہلے سے عورتوں کا مجمع لگا ہوا ہے۔ اس موقع پر بڑی پردہ نشین عورتیں بھی دولہا کے سامنے بے تکلف بغیر پردہ آجاتی ہیں۔[1] گالیوں سے بھرے ہوئے گانے گائے جاتے ہیں۔ سالیاں بہنوئی سے قسم قسم کے مذاق کرتی ہیں (حالانکہ سالیوں کا بہنوئی سے پردہ سخت ضروری ہے)، میراثن وغیرہ اپنے حقوق وصول کرتی ہیں۔ پھر رخصت کی تیاری ہوتی ہے جہیز دکھایا جاتا ہے۔ جہیز میں تین قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، ایک تو دولہا والوں کیلئے کپڑوں کے جوڑے یعنی دولہا اسکے ماں باپ، دادادادی، نانا نانی، ماموں، بھائی، چچا، تایا تائی، بھنگی، بہشتی، نائی غرضیکہ سب کو جوڑے ضرور دیئے جاتے ہیں۔ جن کا مجموعہ بعض جگہ اسّی نوّے جوڑے ہوتے ہیں۔ دوسرے کاٹھ کباڑ یعنی میزیں، کرسیاں، برتن، چارپائیاں وغیرہ تیسرے روز ان سب کی نمائش کے بعد رخصت ہوئی، جس میں باہر باجا کا شور اندر رونے چلّانے والوں کا زور ہوتا ہے۔ پالکی میں دلہن سوار آگے دولہا گھوڑے پر سوار پالکی پر پیسوں بلکہ پنجاب میں روپوں اور

---

[1]: پردے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی کی مایہ ناز تالیف "پردے کے بارے میں سوال جواب" مکتبۃ المدینہ سے ھدیۃً حاصل کیجئے۔

چاندی کے چھلّے اور انگوٹھیوں کی بکھیر ہوتی ہوئی روانگی ہوئی۔ سبحان اللہ عزوجل! کیا پاکیزہ مجلس ہے کہ آگے بھنگیوں اور چماروں کے بچّے لوٹنے والوں کا ہجوم پھر باجے والے میراثیوں کی جماعت اور جماعتِ شرفا پیچھے اگر آنکھ ہو تو ایسی مجلس میں شرکت بھی معیوب سمجھو، کہاں تک بیان کیا جائے؟ بعض وہ رسمیں ہیں جن کے بیان سے شرم بھی آتی ہے کہ اس کتاب کو غیر مسلم قومیں بھی پڑھیں گی۔ وہ مسلمانوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گی! حق یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے ایسے ناخلف اولاد ہوئے کہ ہم نے ان کے نام کو ڈبودیا۔ آج ایسی رسمیں بھنگی چماروں میں بھی نہیں جو مسلمانوں میں ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں:

ان رسموں کی خربیاں میں کیا بیان کروں، صرف اتنا عرض کردیتا ہوں کہ ان رسموں نے مسلمان مالداروں کو غریب کنگال بنادیا۔ گھر والوں کو بے گھر کردیا۔ مسلمانوں کے محلّے ہندوؤں کے پاس پہنچ گئے، ہر شخص اپنے شہر میں صدہا مثالیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اب چند خرابیاں جو موٹی موٹی ہیں عرض کرتا ہوں۔ اوّل خرابی یہ ہے کہ اس میں مال کی بربادی اور حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے،

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دوسرے یہ کہ یہ سارے کام اپنے نام کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مگر دوستو! سوائے بدنامی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کھانے والے تو کھانے میں عیب نکالتے ہوئے جاتے ہیں کہ اس میں گھی ولایتی تھا، نمک زیادہ تھا، مرچ اچھی نہ تھی اور دولہا والے ہمیشہ شکایت ہی کرتے دیکھے گئے، لڑکی کیلئے وہاں طعنے ہی طعنے ہوتے ہیں۔

لطیفہ: یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے گھر یہ براتی عمدہ عمدہ مزیدار مال کھا کر جائیں مگر ان کا منہ سیدھا نہیں ہوتا کھانے میں عیب نکالتے ہیں مگر اولیاء اللہ عزوجل! اور پیر و مرشدوں کے گھر سوکھی روٹیاں اور دال دلیہ خوشی سے تبرّک سمجھ کر تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ سوکھی روٹیاں اپنے بچوں کو پردیس میں بھیجتے ہیں، جا کر دیکھو اجمیر شریف کا دلیہ اور بغداد شریف اور دوسرے آستانوں کی دال روٹیاں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

دوستو! وجہ صرف یہ ہے کہ یہ کھانے مخلوق کو راضی کرنے کیلئے ہیں اور وہ خشک روٹیاں خالق کیلئے اگر ہم بھی شادی بیاہ کے موقع پر کھانا، جہیز وغیرہ فقط سنّت کی نیت سے سنّت طریقہ پر کریں تو کبھی کوئی اعتراض ہوسکتا ہی نہیں۔ ہمارے دوست سیٹھ عبدالغنی صاحب ہر سال بقر عید کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور پلاؤ پکا کر عام مسلمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ معزز مسلمان جو کسی کی شادی بیاہ میں بڑے نخرے سے جاتے ہیں وہ بغیر بلائے یہاں آجاتے ہیں اور اگر آخری ایک اثر (یعنی لقمہ) بھی پالیتے ہیں تو سمجھ کر کھاتے ہیں۔ ابھی قریب میں ہی انجمن خدام الصوفیہ کے صدر فضل الٰہی صاحب یگانوالہ رئیس گجرات نے ولیمہ کی دعوت نیتِ سنّت سے کی نہ کسی کو شکایت ہوئی اور نہ کسی نے عیب نکالا۔ عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نام پاک عیب پوش ہے جس چیز پر ان کا نام آجائے اس کے سب عیب چھپ جاتے ہیں اگر ہم لوگ ولیمہ کا کھانا سنّت کی نیّت سے کریں تو اگر دال روٹی بھی مسلمانوں کے سامنے رکھ دیں گے تو وہ بھی مسلمان برکت کی نیت سے سیر ہو کر کھائیں گے۔

تیسری خرابی ان رسموں میں یہ ہے کہ ان کی وجہ سے شریف غریبوں کی لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں اور مالداروں کی لڑکیاں ٹھکانے لگ جاتی ہیں۔ کیونکہ لوگ اپنے بیٹوں کا پیغام وہاں ہی لے جاتے ہیں جہاں جہیز زیادہ ملے اگر ہر جگہ کیلئے جہیز مقرر ہو جائے کہ امیر و غریب سب اتنا ہی جہیز وغیرہ دیں تو ہر مسلمان کی لڑکی جلد ٹھکانے لگ جائے (یعنی اس کی شادی ہو جائے)۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کی وجہ سے مسلمانوں کی اپنی اولاد وبالِ جان معلوم ہونے لگی۔ کہ اگر کسی کے لڑکی پیدا ہوئی سمجھا کہ یا تو اب میرے مکان کی خیر نہیں یا جائیداد و دکان چلی۔ اسی لئے لوگ لڑکی کے پیدا ہونے پر گھبراتے ہیں یہ ان رسموں کی ''برکت'' ہے۔

پانچویں خرابی یہ ہے کہ نکاح مقصود ہوتا ہے دو قوموں کا مل جانا یعنی لڑکے والے لڑکی والے کے قرابت دار اور محب بن جائیں۔ اور لڑکی والے، لڑکے والے کے۔ اسی لئے اس کا نام نکاح ہے، نکاح کے معنیٰ ہیں مل جانا تو یہ نکاح قبیلوں اور جماعتوں کے ملانے والی چیز ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نکاح میں لڑکی دے کر لڑکا لیتے ہیں اور لڑکا دے کر لڑکی حاصل کرتے ہیں۔ مگر اب مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ نکاح مال حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کے چار فرزند ہو گئے وہ سمجھا کہ میری چار جائیدادیں ہو گئیں کہ ان کو بیاہوں گا، جہیزوں سے گھر بھر لوں گا۔ اب جب دلہن خاطر خواہ جہیز نہ لائی۔ لڑائی قائم ہو گئی اور اب عام طور نکاح لڑائی کی جڑ بن کر رہ گیا ہے کہ اپنے عزیزوں میں لڑکی دو تو آپس کا پرانا رشتہ بھی ختم ہو جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ نکاح کو ایک مالی کاروبار سمجھ لیا گیا ہے۔

چھٹی خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے چند اولادیں پہلے کا نکاح تو بہت دھوم دھام سے کیا۔ اس ایک نکاح میں اس کا مصالحہ ختم ہوگیا۔ باقی اولاد کے فقط نکاح ہی ہوئے، کوئی رسم ادا نہ ہوئی، کیونکہ روپیہ نہ تھا تو اب اس اولاد کو ماں باپ سے شکایت ہوتی ہے کہ بڑے بھائی میں کیا خوبی تھی جو ہم میں نہ تھی تو باپ اور اولاد میں ایسی بگڑتی ہے کہ خدا کی پناہ!

ساتویں خرابی یہ ہے کہ لڑکی والوں نے دولہا کے نکاح کے وقت اتنا خرچ کرایا کہ اسکا مکان بھی رہن ہوگیا۔ بہت قرضہ سر پر سوار ہوگیا۔ اب دلہن صاحبہ جب گھر آئیں تو مکان بھی ہاتھ سے گیا اور مصیبت بھی آپڑی۔ تو نام یہ ہوتا ہے یہ دلہن ایسی منحوس آئی کہ اسکے آتے ہی ہمارے گھر کی خیر و برکت اڑگئی اس سے پھر لڑائیاں شروع ہوجاتی ہیں یہ خبر نہیں کہ بے چاری دلہن کا قصور نہیں۔ بلکہ تمہاری ان ہندوانی رسموں کی "برکت" ہے۔

آٹھویں خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کو پورا کرنے کیلئے غریب لوگ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی فکر کرنے لگتے ہیں، جوں جوں اولاد جوان ہوتی ہے ان کی فکریں بڑھتی جاتی ہیں۔ اب نہ روٹی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ پانی۔ فکر یہ ہوتی ہے کہ کسی صورت سے پیسہ جمع کرو کہ یہ رسمیں پوری ہوں اب روپیہ جمع کرتے رہے۔ اس روپیہ میں زکوٰۃ بھی واجب ہے اور حج بھی فرض ہوجاتا ہے وہ نہیں ادا کرتے۔ کیونکہ اگر ان عبادات میں یہ روپیہ خرچ ہوگیا تو وہ شیطانی رسمیں کس طرح پوری ہوں گی۔ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ ان کے پاس تقریباً دو ہزار روپیہ تھا، میں نے کہا: "آپ پر حج فرض ہے، حج کو جاؤ۔" فرمانے لگے کہ "بڑا حج تو لڑکی کی شادی اور اس کا جہیز ہے۔" میں

نے کہا! شادی کے اخراجات جو اپنی قوم نے بنا لئے ہیں، وہ فرض نہیں ہیں اور حج فرض ہے، فرمانے لگے: ''کچھ بھی ہوتا ہو ناک تو نہیں کٹوائی جاتی۔'' آخر حج نہ کیا، لڑکی کی شادی میں گلچھرّے اُڑائے۔

آپ نے بہت مالداروں کو دیکھا ہوگا کہ حج ان کو نصیب نہیں ہوتا۔ لگتا ہے شادیوں سے ہی انہیں چھٹکارا نہیں ملتا۔ ادھر توجہ کیسے کریں یہ بھی خیال رہے کہ حج کرنا ہر اس شخص کا فرض ہے۔ جس کے پاس مکّہ معظمہ جانے آنے کا کرایہ اور باقی مصارف ہوں یہ جو مشہور ہے کہ بڑھاپے میں حج کرو غلط ہے کیا خبر کہ بڑھاپا ہم کو لے گا یا نہیں اور یہ مال رہے گا یا نہیں۔

نویں خرابی یہ ہے کہ غریب لوگ لڑکی کے بچپن ہی سے کپڑے جمع کرنے شروع کرتے ہیں کیونکہ اتنے جوڑے وہ ایکدم نہیں بنا سکتے۔ جب تک لڑکی جوان ہوتی ہے کپڑے گل جاتے ہیں انہیں گلے ہوئے کپڑوں کے جوڑے بنا کر دیتے ہیں۔ جب وہ پہنے جاتے ہیں تو دو دن میں پھٹ جاتے ہیں جس سے پہننے والے گالیاں دیتے ہیں کہ ایسے کپڑے دینے کی کیا ضرورت تھی؟

دسویں خرابی یہ ہے کہ دلہن والے مصیبت اُٹھا کر پیسہ برباد کر کے کاٹھ کباڑ یعنی میز و کرسیاں، مسہریاں لڑکی کو دے تو دیتے ہیں مگر دولہا کا گھر اتنا تنگ اور چھوٹا ہوتا ہے کہ وہاں رکھنے کو جگہ نہیں اور اگر دولہا میاں کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔ تو جب دو چار دفعہ مکان بدلنا پڑتا ہے تو یہ تمام کاٹھ کباڑ ٹوٹ پھوٹ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ جتنے روپے کا جہیز دیا گیا اگر اتنا روپیہ نقد دیا جاتا یا اس روپیہ کی کوئی دکان یا مکان لڑکی کو دیا جاتا تو لڑکے کے کام آتا اور اس کی اولاد عمر بھر آپ کو دعائیں دیتی اور لڑکی کی

بھی سسرال میں عزت ہوتی اور اگر خدا نہ کرے کہ کبھی لڑکی پر کوئی مصیبت آتی تو اس کے کرایہ سے اپنا برا وقت نکال لیتی۔

مسلمانوں کے کچھ بہانے:

جب یہ خرابیاں مسلمانوں کو بتائی جاتی ہیں تو ان کو چند قسم کے عذر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ صاحب ہم کیا کریں، ہماری عورتیں اور لڑکے نہیں مانتے، ہم ان کی وجہ سے مجبور ہیں۔ یہ عذر محض بیکار ہے، حقیقت یہ ہے کہ آدھی مرضی خود مردوں کی بھی ہوتی ہے۔ تب ان کی عورتیں اور لڑکے اشارہ یا نرمی پا کر ضد کرتے ہیں۔ ورنہ ممکن نہیں کہ ہمارے گھر میں ہماری مرضی کے بغیر کوئی کام ہو جائے۔ اگر ہانڈی میں نمک زیادہ ہو جائے تو عورت بے چاری کی شامت اور اگر اولاد یا بیوی کسی وقت نماز نہ پڑھے تو بالکل پرواہ ہی نہیں، جان لو کہ حق تعالیٰ نیّت سے خبردار ہے بعض بزرگوں (یعنی بوڑھے لوگوں) کو دیکھا گیا ہے کہ آگے آگے فرزند کی بارات مع ناچ باجے کے جارہی ہے اور پیچھے پیچھے یہ حضرت لاحول پڑھتے چلے جارہے ہیں اور کہتے ہیں کیا کریں بچّہ نہیں مانتا، یقیناً یہ لاحول خوشی کی ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

کہ لاحول گویند شادی کناں

(یعنی: لاحول کہتے ہیں خوش ہو جاتے ہیں۔)

دوسرے پنجاب میں یہ قانون ہے کہ ماں باپ کے مال سے لڑکی میراث نہیں پاتی لکھ پتی باپ کے بعد سارا مال، جائداد، مکانات سب کچھ لڑکے کا ہے، لڑکی ایک پائی کی حقدار نہیں۔ بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ہم لڑکی کی میراث کے بدلے اس کی

شادی دھوم دھام سے کردیتے ہیں۔ سبحان اللہ عزوجل! اپنے نام کیلئے روپیہ حرام کاموں میں برباد کرو اور لڑکی کے حصّے سے کاٹو۔ کیوں جناب! آپ جو لڑکے کی شادی اور اس کی پڑھائی لکھائی پر جو خرچہ کرتے ہیں۔ بی۔ اے، ایم۔ اے، کی ڈگری دلواتے ہیں کیا وہ بھی فرزند کے میراث سے کاٹتے ہیں ہرگز نہیں۔ پھر یہ عذر کیسا؟ یہ محض دھوکہ دینا ہے۔

تیسرے یہ کہ ہم کو علمائے کرام نے یہ باتیں بتائی ہی نہیں۔ اس لئے ہم لوگ اس سے غافل رہے، اب جب کہ رسوم چل پڑیں لہٰذا ان کا بند ہونا مشکل ہے۔ لیکن یہ بہانہ بھی غلط ہے علمائے اہل سنّت نے اس کے متعلق کتابیں لکھیں۔ مسلمانوں نے قبول نہ کیا چنانچہ امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے ایک کتاب لکھی جَلِیُّ الصَّوت جس میں صاف صاف فرمایا کہ میّت کی روٹی امیروں کیلئے کھانا حرام ہے صرف غریب لوگ کھائیں ایک کتاب لکھی ھَادِی النَّاس اِلیٰ اَحکَامِ الاَعْرَاسِ جس میں شادی بیاہ کی مروجہ رسموں کی برائیاں بتائیں اور شرعی رسمیں بیان فرمائیں، ایک کتاب لکھی مروّجہ النجاء جس میں ثابت فرمایا کہ سوا چند موقعوں کے باقی جگہ عورت کو گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اور بھی علمائے اہلسنت نے ان باتوں کے متعلق کتابیں لکھیں۔ افسوس! کہ اپنا قصور علماء کے سر لگاتے ہو۔

چوتھا بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اگر شادی بیاہوں میں یہ رسمیں نہ ہوں تو ہمارے گھر لوگ جمع نہ ہوں گے جس سے شادی میں رونق نہ ہوگی۔ مگر یہ فقط وہم و دھوکا ہے حق یہ ہے کہ شادی و نکاح میں شرکت اگر سنّت کی نیّت سے ہو تو عبادت ہے اب تو ہمارے نکاحوں میں لوگ تماشائی بن کر یا کھانے کیلئے آتے ہیں۔ جس کا کچھ ثواب

نہیں پاتے اور جب ان شاءاللہ عزوجل! عبادت کی نیت سے آیا کریں گے تو جیسے لوگ عید کی نماز کیلئے عیدگاہ میں جاتے ہیں تب ان شاءاللہ عزوجل! رونق ہی کچھ اور ہوگی اور بہار ہی کچھ اور آئے گی۔ ابھی یہاں گجرات میں بھائی فضل الٰہی صاحب کے گھر ایسی ہی سیدھی سادی شادی ہوئی۔ اس قدر مجمع تھا کہ میں نے آج تک کسی بارات میں ایسا مجمع نہ دیکھا، بہت سے مسلمان تو وضو کر کے درود شریف پڑھتے ہوئے اس سارے جلوس میں شریک ہوئے۔

پانچواں بہانہ یہ کرتے ہیں کہ لوگ ہم کو طعنہ کریں گے کہ خرچ کم کرنے کیلئے یہ رسمیں بند کی ہیں اور بعض لوگ یہ کہیں گے کہ یہ ماتم کی مجلس ہے یہاں ناچ نہیں باجہ نہیں۔ گویا تیجہ پڑھا جا رہا ہے، یہ عذر بھی بیکار ہے۔ ایک سنّت کو زندہ کرنے میں سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ کیا یہ ثواب مفت میں مل جائے گا؟ لوگوں کے طعنے عوام کا مذاق، اوّل اوّل برداشت کرنے پڑیں گے اور دوستو! اب بھی لوگ طعنے دینے سے کب باز آتے ہیں۔ کوئی کھانے کا مذاق اڑاتا ہے کوئی جہیز کا کوئی اور طرح کی شکایت کرتا ہے غرضیکہ لوگوں کے طعنے سے کوئی کسی وقت نہیں بچ سکتا۔ لوگوں نے تو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں کو عیب لگائے اور طعنے دیئے تم ان کی زبان سے کس طرح بچ سکتے ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ پہلے تو کچھ مشکل پڑے گی۔ مگر بعد میں ان شاءاللہ عزوجل! وہ ہی طعنے دینے والے لوگ تم کو دعائیں دیں گے۔ اور غریب وغرباء کی مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ اللہ عزوجل! اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی راضی ہوں گے اور مسلمان بھی، مضبوطی سے قائم رہنا شرط ہے۔

بیاہ شادی کی اسلامی رسمیں:

سب سے بہتر تو یہ ہوگا کہ اپنی اولاد کے نکاح کیلئے حضرتِ خاتونِ جنّت شاہزادیٔ اسلام فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاحِ پاک کو نمونہ بناؤ اور یقین کرو کہ ہماری اولاد ان کے قدمِ پاک پر قربان اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی مرضی ہوتی کہ میری لختِ جگر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو اور صحابۂ کرام سے اس کیلئے چندہ (نیوتا) وغیرہ کیلئے حکم فرمادیا جاتا تو عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خزانہ موجود تھا۔ جو ایک ایک جنگ کیلئے نو نو سو اونٹ اور نو نو سو اشرفیاں حاضر کردیتے تھے۔ لیکن چونکہ منشا یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کیلئے نمونہ بن جائے۔ اس لیے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسمیں ادا کی گئیں۔ لہٰذا مسلمانو! اوّلاً تو اپنی بیاہ بارات سے ساری حرام رسمیں نکال ڈالو، باجے آتشبازی، عورتوں کے گانے، میراثی ڈوم وغیرہ کے گیت، رنڈیوں کے ناچ، عورتوں اور مردوں کا میل جول، پھول پتی کا لٹانا ایک دم اللہ عزوجل! کا نام لے کر مٹادو۔ اب رہی فضول خرچی کی رسمیں ان کو یا تو بند ہی کردو اگر بند نہ کرسکو تو ان کیلئے ایسی حد مقرر کردو جس سے فضول خرچی نہ رہے اور گھر کی بربادی نہ ہو۔ جنہیں امیر وغریب سب بے تکلف پورا کرسکیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس طریقہ سے نکاح کی رسم ادا ہونی چاہیے۔

بھات (نانکی چھک) کی رسم بالکل بند کردی جائے اگر دولہا، دلہن کا ماموں نانا کچھ امداد کرنا چاہیں تو رسم بنا کر نہ کریں بلکہ محض اس لئے کہ قرابت داروں کی مدد کرنا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کا حکم ہے اس لئے بجائے کپڑوں کے نقد

روپیہ دے دیں جو کہ پچیس روپیہ سے زیادہ ہرگز نہ ہوں، یعنی کم تو ہوں۔ مگر اس سے زیادہ نہ ہوں اور یہ امداد خفیہ کی جاوے۔ دکھلاوے کو اس میں دخل نہ ہوتا کہ رسم نہ بن جائے۔ دولہا، دلہن نکاح سے پہلے اُبٹن یا خوشبو کا استعمال کریں مگر مہندی اور تیل لگانے اور ابٹن کی رسم بند کر دی جائے یعنی گانا باجا عورتوں کا جمع ہونا بند کر دو۔ اب اگر بارات شہر کی شہر میں ہے تو ظہر کی نماز پڑھ کر بارات کا مجمع دولہا کے گھر جمع ہو اور دلہن والے لوگ دلہن کے گھر جمع ہوں۔ دلہن کے یہاں اس وقت نعت خوانی یا وعظ یا درود شریف کی مجلس گرم ہو۔ ادھر دولہا کو اچھا عمدہ سہرا باندھ کر یا پیدل یا گھوڑے پر سوار کر کے اس طرح برات کا جلوس روانہ ہو آگے آگے عمدہ نعت خوانی ہوتی جاوے، تمام بازاروں میں یہ جلوس نکالا جائے۔ جب یہ برات دلہن کے گھر پہنچے تو دلہن والے اس برات کو کسی قسم کی روٹی یا کھانا ہرگز نہ دیں کیونکہ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں حضور علیہ السلام نے کوئی کھانا نہ دیا غرضیکہ لڑکی والے کے گھر کھانا نہ ہو۔ بلکہ پان یا خالی چائے سے تواضع کر دی جائے۔ پھر عمدہ طریقہ سے خطبہ نکاح پڑھ کر نکاح ہو جائے۔ اگر نکاح مسجد میں ہو تو اور بھی اچھا ہے نکاح کا مسجد میں ہونا مستحب ہے اور اگر لڑکی کے گھر ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ نکاح ہوتے ہی باراتی لوگ واپس ہو جائیں یہ تمام کام عصر سے پہلے ہو جائیں اور بعد مغرب کو دولہن کو رخصت کر دیا جائے خواہ رخصت ٹانگہ میں ہو یا ڈولی وغیرہ میں۔ مگر اس پر کسی قسم کا نچھاور اور بکھیر بالکل نہ ہو کہ بکھیر کرنے میں پیسے گم ہو جاتے ہیں۔ ہاں نکاح کے وقت خرمے لٹانا سنت ہے اور اگر نکاح کے وقت دو چار گولے چلا دیئے جائیں یا اعلان کی نیت سے جہاں نکاح ہوا ہے وہاں ہی کوئی نقارہ یا نوبت اس طرح بغیر گیت کے پیٹ دی جائے

جیسے سحری کے وقت اٹھانے کے لئے رمضان شریف میں پیٹی جاتی ہے تو بھی بہت اچھا ہے یہ ہی ضرب دف کے معنے ہیں۔

جہیز:

جہیز کے لئے بھی کوئی حد ہونی چاہیئے کہ جس کی ہر امیر و غریب پابندی کرے۔ امیر لوگ اور موقع پر اپنی لڑکیوں کو جو چاہیں دیں۔ مگر جہیز وہ دیں جو مقرر ہو گیا یاد رکھو اگر تم جہیز سے دولہا کا گھر بھی بھر دو گے تو بھی تمہارا نام نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بعض جگہ بھنگی چماروں نے اتنا جہیز دے دیا ہے کہ مسلمان بڑے مالدار بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ چند سال گزرے کہ آگرے (ھند کے ایک شہر) میں ایک چمار نے اپنی لڑکی کو اتنا جہیز دیا کہ وہ بارات کے ساتھ جلوس کی شکل میں ایک میل میں تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے پولیس بلانی پڑی جب اس سے کہا گیا کہ اتنا جہیز رکھنے کے لئے دولہا کے پاس مکان نہیں ہے تو فوراً چھ چھ ہزار یعنی بارہ ہزار روپے کے مکان خرید کر دولہا کو دے دیئے چنانچہ اب ہم نے خود دیکھا کہ جو مسلمان اپنی جائیداد و مکان فروخت کر کے اتنا جہیز دیتے ہیں تو دیکھنے والے اس چمار کے جہیز کا ذکر شروع میں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی وہ چمار جہیز کا ریکارڈ توڑ گیا۔ اس مسلمان بیچارے کا نام نہ تعریف لہٰذا اے مسلمانو! ہوش کرو۔ اس ناموری کے لالچ میں اپنے گھر کو آگ نہ لگا دَیا درکھو کہ نام اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ لہٰذا جو جہیز ہم عرض کرتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہ دو۔

برتن ۱۱عدد، چارپائی درمیانی ایک عدد، لحاف ایک عدد۔ توشک (گدیلا)

ایک عدد، تکیہ ایک عدد، چادر ایک عدد، دلہن کو جوڑے چار عدد، جس میں دو عدد سوتی ہوں اور دو ریشمی۔ دولہا کو جوڑے دو عدد، دولہا کے والد کو جوڑا ایک عدد، دولہا کی ماں کو جوڑا ایک عدد، مصلی (جاءنماز) ایک عدد، قرآن شریف مع رحل ایک عدد، زیور بقدر ہمت مگر اس میں بھی زیادتی نہ کرو۔ اگر ہو سکے تو اس کے علاوہ نقد روپیہ لڑکی کے نام میں جمع کرادو اور اگر تم کو اللہ عزوجل! نے دیا ہے تو لڑکی کو کوئی مکان، دوکان، جائیداد کی شکل میں خرید دو لڑکی کے نام رجسٹری ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمام لڑکیوں میں برابری ہونا ضروری ہے لہذا اگر نقدی روپیہ یا جائیداد ایک کو دی ہے تو سب کو دو ورنہ گنہگار ہو گئے۔ جو اولاد میں برابری نہ رکھے حدیث شریف میں اس کو ظالم کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الھبۃ، باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، الحدیث ۲۲۱۶، ج ۳، ص ۸۹۸)

اور اپنی لڑکیوں کو سکھا دو کہ اگر ان کی ساس یا نند طعنہ دیں تو وہ جواب دیں کہ میں سنت طریقہ اور حضرت خاتون جنت کی غلامی میں تمہارے گھر آئی ہوں۔ اگر تم نے مجھ پر طعنہ کیا تو تمہارا یہ طعنہ مجھ پر نہ ہوگا بلکہ اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام پر ہوگا۔ ساس نند بھی خوب یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے یہ جواب سن کر بھی زبان نہ روکی۔ تو ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔

لطیفہ: حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیٹی کو جہیز میں ہر چیز دوں گا۔ اب کیا کروں کہ قسم پوری ہو۔ کیونکہ ہر چیز تو بادشاہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی لڑکی کو جہیز میں قرآن شریف دے دے کیونکہ قرآن شریف میں ہر چیز ہے اور آیت پڑھ دی

(روح البیان) پارہ گیارہواں سورہ یونس کی پہلی آیت

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ ۷، الانعام ۵۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو

(روح البیان، پ ۱۱، یونس: تحت ۱، ج ۴، ص ۴)

لہٰذا لڑکیوں اور ان کی ساس نندوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جس نے قرآن شریف جہیز میں دے دیا اس نے سب کچھ دے دیا کیا چکی، چولہا اور دنیا کی چیز قرآن شریف سے بڑھ کر ہیں۔

اور اگر برات دوسرے شہر سے آئی ہے تو برات میں آنے والے آدمی مرد اور عورت ۲۵ سے زیادہ نہ ہوں اور ان مہمانوں کو لڑکی والا کھانا کھلائے مگر یہ کھانا مہمانی کے حق کا ہوگا نہ کہ برات کی روٹی۔ اس طرح دولہن والے کے گھر جو اپنی برادری اور بستی کی عام دعوت ہوتی ہے۔ وہ بالکل بند کر دی جائے۔ ہاں باہر کے مہمان اور برات کے منتظمین ضرور کھانا کھائیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ دلہن کے گھر عام برادری کی دعوت نہ ہو کہ یہ بلا وجہ کا بوجھ ہے۔ جہاں تک ہو سکے لڑکی والے کا بوجھ ہلکا کر دو۔

جب دلہن خیر سے گھر پہنچے۔ تو رخصت کے دوسرے دن یعنی شبِ عروسی کی صبح کو دولہا کے گھر دعوت ولیمہ ہونی چاہیے۔ یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق ہو کہ یہ سنت ہے مگر اس کی دھوم دھام کے لئے سودی قرضہ نہ لیا جائے اور مالداروں کے ساتھ کچھ غربا اور مساکین کو بھی اس دعوت میں بلایا جائے یاد رکھو کہ جس شادی میں خرچہ کم ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل! وہ شادی بڑی مبارک اور دلہن بڑی خوش نصیب ہوگی ہم نے دیکھا کہ زیادہ جہیز لے جانے والی لڑکیاں سسرال میں تکلیف سے رہیں اور کم

جہیز لانے والیاں بڑے آرام سے گزارا کر رہی ہیں۔

ہم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اور انکا جہیز اور ان کی خانگی زندگی شریف نظم میں لکھی ہے۔ اور آپ کو سنائیں، سنو اور عبرت پکڑو۔

شہزادیٔ اسلام مالکہ دارالسلام حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

گوش دل سے مومنوں لو ذرا — ہے یہ قصہ فاطمہ کے عقد کا !
پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی — اور تھی بائیس سال عمر علی
عقد کا پیغام حیدر نے دیا — مصطفیٰ نے مرحبا اھلا کہا
پیر کا دن سترہ ماہ رجب — دوسرا سن ہجرت شاہ عرب
پھر مدینہ میں ہوا اعلان عام — ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام
اس خبر سے شور برپا ہوگیا — کوچہ و بازار میں غل سا مچا
آج ہے مولی کی دختر کا نکاح — آج ہے اس نیک اختر کا نکاح
آج ہے اس پاک وسچی کا نکاح — آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح
خیر سے جب وقت آیا ظہر کا — مسجد نبوی میں مجمع ہوگیا
ایک جانب ہیں ابو بکر و عمر — اک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر
ہر طرف اصحاب وانصار ہیں — درمیان میں احمد مختار ہیں
سامنے نوشہ علی مرتضیٰ — حیدر کرار شاہ لافتی
آج گویا عرش آیا ہے اتر — یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر
جمع جب یہ سارا مجمع ہوگیا — سید الکونین نے خطبہ پڑھا
جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفیٰ ﷺ — عقد زہرا کا علی سے کر دیا
چار سو مثقال چاندی مہر تھا — وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا
بعد میں خرمے لٹائے لاکلام — ماسواء اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی — اور ہر اک نے مبارکباد دی
گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں — والدہ کی یاد میں رونے لگیں
دی تسلی احمد مختار نے — اور فرمایا شہ ابرار نے
فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم — میکہ وسسرال میں اعلیٰ ہو تم
باپ تیرا ہے امام الانبیاء — اور شوہر اولیاء کے پیشوا!
ماہ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی — تب علی کے گھر میں ایک دعوت ہوئی
جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں — کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں
اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے — اور یہ دعوت سنت اسلام ہے
سب کو اس کی راہ چلنا چاہیے — اور بری رسموں سے بچنا چاہیے

جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا — سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا
ایک چادر سترہ پیوند کی — مصطفیٰ ﷺ نے اپنی دختر کو جو دی
ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف — ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف
جس کے اندر اون نہ ریشم روئی — بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری
ایک چکی پیسنے کے واسطے — ایک مشکیزہ تھا پانی کے لئے
ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں — نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں
اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا — ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا
شاہزادی سید الکونین کی — بے سواری ہی علی کے گھر گئی
واسطے جن کے بنے دونوں جہاں — ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں
اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام — صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

شہزادیٔ کونین کی زندگی

آئیں جب خاتون جنت اپنے گھر — پڑگئے سب کام ان کی ذات پر
کام سے کپڑے بھی کالے پڑگئے — ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑگئے
دی خبر زہرا کو اسد اللہ نے — بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے
ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے — اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے
سن کے زہرا آئیں صدیقہ کے گھر — تا کہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر
پر نہ تھے دولت کدہ میں شاہ دیں — والدہ سے عرض کر کے آگئیں
گھر میں جب آئے حبیب کبریا — والدہ نے ماجرا سارا کہا
فاطمہ چھالے دکھانے آئی تھیں — گھر کی تکلیفیں سنانے آئی تھیں
آپ کو گھر میں نہ پایا شاہ دیں — مجھ سے سب دکھ درد اپنا کہہ گئیں
ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں — چکی اور چولہے کے وہ دکھ سے بچیں
شب کو آئے مصطفیٰ ﷺ زہرا کے گھر — اور کہا دختر سے اے جان پدر
ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لئے — باپ جن کے جنگ میں مارے گئے
تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا — آسرا رکھو فقط اللہ کا
ہم تمہیں تسبیح اک ایسی بتائیں — آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں
اولا سبحان ۳۳ بار ہو — اور پھر الحمد اتنی ہی پڑھو
اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی — تا کہ سو ہو جائیں یہ مل کر سبھی
پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح وشام — ورد میں رکھنا اسے اپنے مدام
خلد کی مختار راضی ہوگئیں — سن کے یہ گفتار خوش ہوگئیں

سالک ان کی راہ جو کوئی چلے
دین ودنیا کی مصیبت سے بچے

ہدایت:

نکاح کے بعد کبھی شوہر بیوی میں نا اتفاقی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوہر عورت کی صورت سے بیزار ہوتا ہے اور عورت شوہر کے نام سے گھبراتی ہے جس میں کبھی تو قصور عورت کا ہوتا ہے کبھی مرد کا۔ مرد تو دوسرا نکاح کر لیتا ہے اور اپنی زندگی آرام سے گزارتا ہے مگر بے چاری عورت ہی نہیں بلکہ اس کے میکے والوں تک کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے جس کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے۔ لڑکی والے رو رہے ہیں۔ کبھی مرد غائب یا دیوانہ پاگل ہو جاتا ہے جس کی طلاق کا شرعاً اعتبار نہیں۔ اب عورت بے بس ہے غیر مسلم قومیں مسلمانوں پر طعن دیتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں پر ظلم اور مردوں کو بے جا آزادی ہے اس کا علاج عورتوں نے تو یہ سوچا کہ وہ مرد سے طلاق حاصل کرنے کے لئے مرتد ہونے لگیں یعنی کچھ روز کے لئے عیسائی یا آریہ وغیرہ بن گئیں پھر دوبارہ اسلام لا کر دوسرے نکاح میں چلی گئیں، یہ علاج خطرناک ہے اور غلط بھی کیونکہ اس میں مسلم قوم کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ لگتا ہے اور بہت سی عورتیں پھر اسلام میں واپس نہیں آئیں جس کی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں نیز عورت بے ایمان بن جانے سے پہلا نکاح ٹوٹتا بھی نہیں بلکہ قائم رہتا ہے۔ بعض لیڈران قوم نے اس کا یہ علاج سوچا کہ فسخ نکاح کا قانون بنوا دیا لیکن اس قانون سے بھی شرعاً نکاح نہیں ٹوٹتا۔ طلاق شوہر دے تب ہی ہو سکتی ہے بعض عقلمند لوگوں نے یہ تدبیر سوچی کہ بڑے بڑے مہر بندھوائے پچاس ہزار ایک لاکھ روپیہ یا اپنی لڑکیوں کے نام دولہا سے مکان یا جائیداد لکھوائی مگر یہ علاج بھی مفید ثابت نہ ہوا کیونکہ اتنے بڑے مہر کے

وصول کرنے کے لئے عورت کے پاس کافی روپیہ چاہیے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ مقدمہ چلا۔ شوہر نے ادائے مہر کے جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ میں نے مہر دے دیا ہے یا اس نے معاف کر دیا ہے اس کی بھی مثالیں موجود ہیں اگر کوئی مکان وغیرہ نام کرالیا تو بھی بیکار کیونکہ جب مرد عورت سے آنکھ پھیر لیتا ہے تو پھر مکان یا تھوڑی زمین کی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ مکان چھوڑ بیٹھے تو کیا عورت مکان چاٹے گی۔ ایسے ہی اگر شوہر سے کچھ ماہوار تنخواہ لکھوالی تو اولاتو وصول کرنا مشکل، اگر شوہر غائب ہو گیا یا وہ غریب آدمی ہے تو کس طرح ادا کرے اور اگر تنخواہ ملتی بھی رہی تو جوانی کی عمر کیوں کر گزارے۔ دوستو! یہ سارے علاج غلط ہیں۔ اس کا صرف ایک علاج ہے وہ یہ کہ نکاح کے وقت کابین نامہ شوہر سے لکھوالیا جائے۔ کابین نامہ یہ ہے کہ ایک تحریر لکھی جائے جس میں شوہر کی طرف سے لکھا ہو کہ اگر میں لاپتہ ہو جاؤں یا اس بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کر کے اس پر ظلم کروں یا اس کے حقوق شرعی ادا نہ کروں وغیرہ وغیرہ تو اس عورت کو طلاق بائنہ لینے کا حق ہے لیکن یہ تحریر نکاح کے ایجاب وقبول کے بعد کرائی جائے یا نکاح خواں قاضی ایجاب تو مرد کی طرف سے کرے اور عورت اس شرط پر قبول کرے کہ مجھ کو فلاں فلاں صورت میں طلاق لینے کا حق ہوگا اور مختار پھر ان شاء اللہ عزوجل! شوہر کسی قسم کی بدسلوکی نہ کر سکے گا اور اگر کرے تو عورت خود طلاق لے کر مرد سے آزاد ہو سکے۔

اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں اور یہ علاج بہت مفید ثابت ہوا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ مسلمانوں کے گھر بگڑیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بگڑنے سے بچیں مرد اس ڈر سے عورتیں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے باز رہیں۔

دوسری ہدایت:

پنجاب اور کاٹھیاواڑ میں طلاق کا بہت رواج ہے۔ معمولی سی باتوں پر تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور ہندو محرروں سے طلاق نامہ لکھواتے ہیں۔ جو اسلامی مسائل سے بالکل جاہل ہیں۔ پھر بعد میں پچھتا کر مفتی صاحب کے پاس روتے ہوئے آتے ہیں کہ مولوی صاحب خدا کے لئے کوئی صورت نکالو کہ میری بیوی پھر نکاح میں آجائے میں چونکہ فتوؤں کا کام کرتا ہوں اس لئے مجھے ان واقعات سے بہت سابقہ پڑتا رہتا ہے پھر بہانہ یہ بتاتے ہیں کہ غصہ میں ایسا ہوگیا۔

دوستو! طلاق غصہ میں ہی دی جاتی ہے، خوشی میں کون دیتا ہے پھر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہابیوں سے مسئلہ لکھواتے ہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے اس میں رجوع جائز ہے۔ دوستو! یہ حیلہ بہانہ بالکل بے کار ہے اگر تم وہابی کیا عیسائی آریہ سے بھی لکھوالاؤ کہ طلاق نہ ہوئی۔ کیا اس سے شرعی حکم بدل جائے گا ہرگز نہیں (اس کی تحقیق کہ طلاقیں ایک ہوتی ہیں یا نہیں ہمارے فتاوی میں دیکھو جس میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کردی گئی ہے اور مسلم کی حدیث سے جو دھوکا دیا جاتا ہے اس کو بھی صاف کردیا گیا ہے لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ اوّل تو طلاق کا نام ہی نہ لو، یہ بہت بری چیز ہے "اَبۡغَضُ الۡمُبَاحَاتِ الطَّلَاقُ" (یعنی جائز چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ شے طلاق ہے)۔

اگر ایسا کرنا ہی ہو تو صرف ایک طلاق دو تا کہ اگر بعد کو اور دوبارہ نکاح کی گنجائش رہے اور ہمیشہ طلاق نامہ مسلمان واقف کار محرر یا کسی عالم دین کی رائے سے لکھواؤ۔

تیسری فصل

نکاح کے بعد کی رسمیں

مروّجہ رسمیں:

شادی کے بعد بھی مختلف قسم کی رسمیں قریب قریب ہر جگہ موجود ہیں نکاح کے بعد کی رسموں میں یو۔ پی۔ کا علاقہ سب ملکوں سے آگے بڑھا ہوا ہے یوپی میں تین طرح کی رسمیں جاری ہیں۔ایک **چوتھی**، دوسری **کنگنا** اور **سہرا کھولنے** کی رسم، تیسری **کھیر** کی رسم، **چوتھی** کو یہ ہوتا ہے کہ رخصت کے دوسرے دن دلہن کے میکے سے تیس یا چالیس آدمی یا کچھ کم وبیش چوتھی لوٹانے کیلئے دولہا کے گھر جاتے ہیں، جہاں ان کی پر تکلف دعوت ہوتی ہے کھانا کھا کر بیٹھے چالوں کے تھال میں اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ رکھتے ہیں یہ روپیہ بھی دلہن والوں کی طرف سے چندہ ہو کر بطور نیوتا جمع ہوتا ہے بعض بعض جگہ اس وقت تھال میں سو یا دوسو یا کچھ زیادہ روپیہ ڈالتے جاتے ہیں پھر لڑکی کو اپنے ہمراہ لے آتے ہیں چوتھے دن دولہا کی طرف سے کچھ عورتیں اور کچھ مرد دلہن کے میکے جاتے ہیں اپنے ساتھ سبز ترکاریاں آلو، بینگن وغیرہ اور کچھ مٹھائی جس میں لڈّو ضرور ہوں لے جاتے ہیں۔ وہاں کی تواضع خاطر کے لئے پتلی پتلی کھیر تیار ہوتی ہے۔ایک ٹوٹی کرسی پر کھیر کی تھالی بھری ہوئی رکھ کر اوپر سے سفید چادر ڈال دیتے ہیں دولہا کو بیٹھنے کیلئے وہ کرسی پیش کی جاتی ہے دولہا میاں بے خبر اس پر بیٹھتا ہے، بیٹھتے ہی تمام کپڑے کھیر میں خراب ہو جاتے ہیں اور ہنسی اڑاتی ہے پھر دلہن والے دولہا والوں کے کپڑے اور منہ

خوب اچھی طرح خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں اس میں خوب دل لگی رہتی ہے جب اس شیطانی رسم سے نجات ہوئی تب کھانا کھلایا۔

بعد ظہر ایک چوکی پر دولہا، دلہن، آمنے سامنے بیٹھے وہ لڈو جو دولہا کی طرف سے لائے گئے ہیں آس پاس پھکوائے گئے یعنی دولہا نے دولہن کی طرف پھینکا اور دلہن نے دولہا کی طرف جب سات چکر پورے ہوگئے تب وہ طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے کہ شیطان بھی دم دبا کر بھاگ جائے۔ وہ ترکاریاں اور آلو، شلغم، بینگن وغیرہ جو دولہا والے ساتھ لائے تھے اب ان کے دو حصّے کیے جاتے ہیں ایک حصّہ دولہا والوں کا اور دوسرا حصّہ دلہن والوں کا پھر ایک دوسرے کو اس سے مار لگاتے ہیں اس کے بعد جو اور ترّقی ہوتی ہے وہ بیان کے قابل نہیں یہ تو چوتھی ہوئی اب آگے چلئے جب دلہن کو واپس سُسرال لے گئے۔ تب کنگنا کھولنے کی رسم ادا ہوئی وہ اس طرح کہ دلہن سے کنگنا کھلوایا گیا۔ ادھر سے دولہا نے اس کی گانٹھیں سخت کر رکھی ہیں ادھر سے دلہن کی پوری کوشش ہے کہ اس کو کھول ڈالے جب یہ بمشکل تمام کھولا جا چکا تب آپس میں ایک دوسرے پر پانی پھینکا اور اس میں بڑا ہر (یعنی گروہ) وہ مانا جاتا ہے جو کسی شریف آدمی کو دھوکے سے بلا کر اس کو بھگودے اور جب وہ خفا ہو تو ادھر سے خوشی میں تالیاں بجیں۔ سہرا کھولنے کی یہ رسم ہے کہ جب سہرا کھولا گیا تو کسی قریب کے دریا میں اور اگر دریا موجود نہ ہو تو کسی تالاب میں اگر تالاب بھی نہ تو کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیا جائے مگر یہ سہرا اگر ڈالنے کے لئے عورتیں جائیں تو گاتی بجاتی ہوئی اور واپس ہوں تو گاتی بجاتی ہوئی اور اگر مرد جا کر ڈالیں تو پڑھے لکھے تو ویسے ہی پھینک آتے ہیں اور جاہل لوگ دریا کو سلام کر کے اس میں ڈالتے ہیں پھر کچھ میٹھے چاول پکا کر خواجہ

خضر کی فاتحہ نیاز ہوتی ہے، لیجئے جناب آج ان رسموں نے پیچھا چھوڑا۔

ان رسموں کی خرابیاں:

یہ رسمیں ساری ہندوانی ہیں جس میں عورتوں مردوں کا اختلاط یعنی میل جول ہے یہ بھی حرام اور کھیر اور ترکاریوں کی بربادی ہے یہ بھی حرام ہے، مسلمانوں کے کپڑے خراب کرکے ان کو تکلیف پہنچانی یہ بھی حرام پھر چوتھی میں ایک دوسرے کی مرمّت کرنا ایذا دینا یہ بھی حرام کہ اس میں دل شکنی بھی ہے اور سرشکنی بھی دریا کو اور پانی کو سلام کرنا یہ بھی حرام بلکہ مشرکوں کا کام ہے گانا بجانا یہ بھی حرام ہے۔

ان کی اصلاح:

ان رسموں کی اصلاح یہ ہے کہ از اوّل تا آخر یہ تمام رسمیں بالکل بند کر دی جائیں، بعض جگہ یہ بھی رواج ہے کہ دلہن سُسرال میں کام نہیں کرتی اور جب پہلا کام کرتی ہے تو اس سے پوریاں پکوا کر تقسیم کرائی جاتی ہیں یہ بھی بالکل فضول ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اگر اس وقت برکت کیلئے اس کے ہاتھ کا پہلا کھانا پکوا کر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دی جائے تاکہ برکت رہے تو بہت ہی اچھا ہے۔

دوسری ہدایات:

سُسرال کی لڑائیاں چند وجہ سے ہوتی ہیں کبھی تو دلہن تیز زبان اور گستاخ ہوتی ہے ساس نند کو سخت جواب دیتی ہے اس لئے لڑائی ہوتی ہے کبھی شوہر کی چیزوں کو حقیر جانتی ہے اور وہاں اپنے میکے کی بڑائی کرتی رہتی ہے کہ میرے باپ کے گھر یہ تھا وہ تھا کبھی

ساس نندیں دلہن کے ماں باپ کو اس کی موجودگی میں بُرا بھلا کہتی ہیں، جس کو وہ برداشت نہیں کرسکتی، کبھی میکے بھیجنے پر جھگڑا ہوتا ہے کہ دلہن کہتی ہے کہ میں میکے جاؤں گی سسرال والے نہیں بھیجتے پھر دلہن اپنی تکلیفیں اپنے میکے والوں سے جا کر کہتی ہے تو وہ اس کی طرف سے لڑائی کرتے ہیں یہ ایسی آگ لگتی ہے بجھائے نہیں بجھتی کبھی ساس نندیں بلاوجہ دلہن پر بدگمانی کرتی ہیں کہ ہماری دلہن چیزوں کی چوری کر کے میکے پہنچاتی ہے۔

یہ وہ شکایات ہیں جنکی وجہ سے ہمارے یہاں خانہ جنگیاں رہتی ہیں اور ان شکایات کی جڑ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق سے بے خبر ہیں۔ دلہن کو نہیں معلوم کہ مجھ پر شوہر اور ساس کے کیا حق ہیں اور ساس اور شوہر کو نہیں خبر کہ ہم پر دلہن کے کیا حق ہیں؟ ساسوں اور شوہرون کو یہ خیال چاہئے کہ نئی دلہن ایک قسم کی چڑیا ہے جو ابھی ابھی قفس (پنجرے) میں پھنسی ہے تو پھڑ پھڑاتی بھی ہے اور بھاگنے کی بھی کوشش کرتی ہے مگر شکاری اور پالنے والا اس کو کھانے پانی کا لالچ دے کر پیار کر کے بہلاتا اور اس کے دل لگانے کی کوشش کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ اُس کا دل لگ جاتا ہے اسی طرح ساس، نندوں اور شوہروں کو چاہئے کہ اس کے ساتھ ایسا اچھا برتاوا کریں کہ وہ جلد ان سے مل جل جائے۔ دوستو، چار دن توقیر کے بھی بھاری ہوتے ہیں اور خیال رکھو کہ لڑکی سب کچھ سن سکتی ہے مگر اپنے ماں باپ بہن بھائی کی برائی نہیں سن سکتی، اسکے سامنے اس کے ماں باپ کو ہرگز بُرا نہ کہو، دیکھو ابوجہل کا فرزند عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ عکرمہ کے سامنے کوئی بھی ان کے باپ ابوجہل کو برا نہ کہے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم باب، ہفتم، ذکر عکرمہ بن ابی جہل، ج ۲، ص ۲۹۸)

یہ کیوں تھا صرف اسلئے کہ ہر شخص کی فطری عادت ہے کہ اپنے ماں باپ کی برائی نہ سن سکے، اگر لڑکی کو کسی کام کاج میں مہارت نہ ہو تو آہستگی سے سکھالیں غرضیکہ اس کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اپنی اولاد سے کرتے ہیں یا اپنی بیٹی کیلئے ہم خود چاہتے ہیں وہ بھی تو کسی کی بچی ہے جو چیز اپنی بچی کیلئے گوارا نہ کرو وہ دوسرے کی بچی سے بھی گوارا نہ کرو اور کسی پر بلاوجہ بدگمانی کرنا حرام ہے۔ اس بدگمانی نے صدہا گھروں کو تباہ کر ڈالا، دلہنوں کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھیں کہ زبان شیریں سے ملک گیری ہوتی ہے۔ نرم زبان سے انسان جانوروں کو قبضے میں کرلیتا ہے یہ ساس، نندیں تو پھر انسان ہیں خیال رکھو کہ قدرت نے پکڑنے کیلئے دو ہاتھ، چلنے کیلئے دو پاؤں، دیکھنے کیلئے دو آنکھیں اور سننے کیلئے دو کان دیئے ہیں مگر بولنے کیلئے زبان صرف ایک ہی دی جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بولو کم مگر کام زیادہ کرو، اگر تم اپنے ماں باپ کی بڑائی سب کو جتلاتی پھرو تو بیکار ہے لطف تو جب ہے کہ تمہاری رفتار گفتار خوش خلقی کام دھندا اچھے اخلاق ایسے ہوں کہ ساس نند اور شوہر یا کہ ہر دیکھنے والا تم کو دیکھ کر تمہارے ماں باپ کی تعریف کریں کہ دیکھو تو لڑکی کو کیسی عمدہ تعلیم تربیت دی سسرال میں کیسی ہی لڑائی ہو جائے ماں باپ کو ہرگز اس کی خبر نہ کرو، اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف بھی ہو جائے تو صبر سے کام لو کچھ دنوں میں یہ ساس سسر نندیں اور شوہر سب تمہاری مرضی پر چلیں گے۔ ہم نے وہ لائق شریف لڑکیاں بھی دیکھی ہیں جنہوں نے سسرال میں پہلے کچھ دشواری اٹھائی پھر اپنے اخلاق سے سسرال والوں کو ایسا گرویدہ بنالیا کہ انہوں نے سارے کے سارے اختیار دلہن کو دے دیئے اور کہنے لگے کہ بیٹی گھر بار تو جانے، ہم کو تو دو وقت جو تیرا جی چاہے پکا کر دے دیا کرو اور خیال رہے کہ تمہارے

شوہر کی رضا میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا مندی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، الحدیث ۱۸۵۳، ج ۲، ص ۴۱۱)

(وسنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث ۲۱۴۰، ج ۲، ص ۳۵۵)

اور اے شوہرو! تم یاد رکھو کہ دنیا میں انسان کے چار باپ ہوتے ہیں ایک تو نسبتی باپ، دوسرے اپنا سسر تیسرے اپنا استاد، چوتھے اپنا پیر۔ اگر تم نے اپنے سسر کو برا کہا تو سمجھ لو کہ اپنے باپ کو برا کہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے، ''بہت کامیاب شخص وہ ہے جس کی بیوی بچے اس سے راضی ہوں۔''

خیال رکھو کہ تمہاری بیوی نے صرف تمہاری وجہ سے اپنے سارے میکے کو چھوڑا۔ بلکہ بعض صورتوں میں دیس چھوڑ کر تمہارے ساتھ پردیسی بنی اگر تم بھی اس کو آنکھیں دکھاؤ تو وہ کس کی ہو کر رہے تمہارے ذمہ ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچے سب کے حق ہیں کسی کے حق میں کسی کے حق کے ادا کرنے میں غفلت نہ کرو اور کوشش کرو کہ دنیا سے بندوں کے حق کا بوجھ اپنے پر نہ لے جاؤ، خدا کے تو ہم سب گنہگار ہیں مگر مخلوق کے گنہگار نہ بنیں، حق تعالیٰ میرے ان ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تاثیر دے اور مسلمانوں کے گھروں میں اتفاق پیدا فرمادے، اور جو کوئی اس رسالے سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ فقیر کیلئے دعائے مغفرت اور حسنِ خاتمہ کرے۔

دو باتیں اور بھی یاد رکھو! ایک تو یہ کہ جیسا تم اپنے ماں باپ سے سلوک کرو گے ویسا ہی تمہاری اولاد تمہارے ساتھ سلوک کرے گی، جیسا کہ تم دوسرے کی

اولاد کے ساتھ کروگی ویسا ہی دوسرے تمہاری اولاد سے سلوک کریں گے یعنی اگرتم اپنے ساس سسر کو گالیاں دوگے تمہارے داماد تم کو دیں گے۔

دوسرے یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ ''قرابت داروں سے سلوک کرنے سے عمر اور مال بڑھتے ہیں''۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زندگی پاک معلوم کرنے کیلئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سوانح عمریاں پڑھیں، جن سے پتہ لگے کہ اہل قرابت کے ساتھ کیسا برتاوا کرنا چاہیے۔

پانچواں باب:

محرم، شب براءت، عید، بقر عید کی رسمیں

مروّجہ رسمیں:

ہمارے ملک میں ان مبارک مہینوں میں حسبِ ذیل رسمیں ہوتی ہیں محرم کے پہلے دس دن اور خاص کر دسویں محرم یعنی عاشورہ کا دن کھیل کود، تماشہ اور میلوں کا زمانہ سمجھا گیا ہے۔ کاٹھیاواڑ میں اس زمانہ میں تعزیہ داری کے ساتھ کتے، گدھے، بندر، کی سی صورتیں بنا کر مسلمان تعزیوں کے آگے کودتے ہوئے نکلتے ہیں اور سبیلوں کی خوب زیبائش کرتے ہیں اور غرابیں پی پی کر چوکاروں میں کھڑے ہوکر ماتم کے بہانے سے کودتے ہیں اور یوپی میں مسلمان ان دس دنوں میں برابر رافضیوں کی مجلس میں مرثیے سننے اور مٹھائی لینے پہنچ جاتے ہیں۔ پھر آٹھویں تاریخ کو علَم اور نویں تاریخ کو تعزیوں کی گشت اور دسویں کو تعزیوں کا جلوس خود بھی نکالتے ہیں اور رافضیوں کے تعزیوں کے جلوس میں بھی شرکت کرتے ہیں بعض جاہل لوگ ماتم بھی کرتے ہوئے جاتے ہیں پھر بارہویں محرم کو تعزیوں کا تیجہ اور ۲۰ صفر کو تعزیوں کا چالیسواں نکالا جاتا ہے جس میں چند طرح کے جلوس نکلتے ہیں، صفر کے آخری بدھ کو مسلمانوں کے گھر پوریاں پکائی جاتی ہیں خوشی منائی جاتی ہے اور کاٹھیاواڑ میں لوگ عصر کے بعد ثواب کی نیت سے جنگل میں تفریح کرنے جاتے ہیں اور یوپی میں بعض جگہ اس دن پرانی مٹی کے برتن پھوڑ کر نئے خریدتے ہیں یہ تمام باتیں اس لئے ہوتی ہیں کہ مسلمانوں میں مشہور یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

غسل صحت فرمایا اور تفریح کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے تھے ربیع الاول میں عام مسلمان محفلِ میلاد شریف کی مجلسیں کرتے ہیں جن میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش پاک کا ذکر اور قیام نعت خوانی و درود شریف کی کثرت ہوتی ہے اور بارہویں ربیع الاول کو جلوس نکالا جاتا ہے اور ربیع الآخر شریف میں گیارہویں شریف حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسیں کرتے ہیں جس میں حضرت غوثِ پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حالات پڑھ کا سامعین کو سناتے ہیں اور بعد فاتحہ تقسیم شرینی کرتے ہیں یا مسلمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں مگر اس زمانہ کے مسلم نما مرتدین یعنی دیوبندی وہابی ان پاک مجلسوں کو بدعت کہہ کر روکتے ہیں چنانچہ پنجاب کے اکثر علاقہ میں یہ رسمیں بالکل بند کردی گئی ہیں۔

رجب میں ۲۷ تاریخ کو مسلمان عید معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تقریب میں جلسے کرتے ہیں جس کو رجبی شریف کہتے ہیں اسے کفار روکتے ہیں، شبِ براءت یعنی پندرہویں شعبان کو مسلمان بچے اس قدر آتشبازی چلاتے ہیں کہ راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے اور بہت جگہ اس سے آگ لگ جاتی ہے۔

رمضان شریف میں بعض بے غیرت مسلمان روزہ داروں کے سامنے اور سرِ عام بازاروں میں کھاتے پیتے ہیں بلکہ روٹی کی دکانوں میں بھی پردہ ڈال کر کھانا کھاتے ہیں عید اور بقر عید کے دن عید کی نماز پڑھ کر سارا دن کھیل کود میں گزارتے ہیں اور شہروں میں ان دنوں میں عید، بقر عید کی خوشی میں سینما کے چار چار شو ہوتے ہیں سینما کے ہال مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرے رہتے ہیں اور جن کی نئی شادی ہو وہ پہلی عید ضرور سسرال میں کرتے ہیں جن لڑکوں کی منگنی ہوگئی ہے ان کے گھر سے دلہن کے گھر

جوڑا جانا ضروری ہے۔

ان رسموں کی خرابیاں:

محرم کا مہینہ نہایت مبارک مہینہ ہے، خاص کر عاشورہ کا دن بہت ہی مبارک ہے کہ دسویں محرم جمعہ کے دن حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے زمین پر تشریف لائے اور اسی تاریخ اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے نجات پائی اور فرعون غرق ہوا، اسی تاریخ اور اسی دن میں سید الشہد ا امام حسین نے کربلا کے میدان میں شہادت پائی اور اسی جمعہ کا دن اور غالباً اسی دسویں محرم کو قیامت آئے گی۔ غرضیکہ جمعہ کا دن اور دسویں محرم بہت مبارک دن ہے اسلام میں سب سے پہلے صرف عاشورہ کا روزہ فرض ہوا، پھر رمضان شریف کے روزوں سے اس روزے کی فرضیّت تو منسوخ ہو گئی مگر اس دن کا روزہ اب بھی سنت ہے لہٰذا ان دنوں میں جس طرح نیک کام کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح گناہ کرنے کا عذاب بھی زیادہ تعزیہ داری اور عَلَم نکالنا کودنا، ناچنا، یہ وہ کام ہیں جو یزیدی لوگوں نے کئے تھے کہ امام حسین ودیگر کو شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سر نیزوں پر رکھ کر ان کے آگے کودتے ناچتے خوشیاں مناتے ہوئے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق یزید پلید کے پاس لے گئے۔ باقی اہلِ بیت نے نہ کبھی تعزیہ داری کی اور نہ عَلَم نکالے، نہ سینے کوٹے نہ ماتم کئے۔ لہٰذا اے مسلمانوں ان مبارک دنوں میں یہ کام ہرگز نہ کرو ورنہ سخت گنہگار ہو گے۔ خود بھی ان جلوسوں اور ماتم میں شریک نہ ہو اور اپنے بچوں اپنی بیویوں، دوستوں کو بھی روکو، رافضیوں کی مجلس میں ہرگز شرکت نہ کرو۔ بلکہ خود اپنی سنّیوں کی مجلسیں کرو جس

میں شہادت کے سچے واقعات بیان ہوں۔آخری چہار شنبہ ماہ صفر کے متعلق جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس تاریخ غسلِ صحت فرمایا، وہ محض غلط ہے ۲۷ صفر کو مرض شریف یعنی دردِ سر اور بخار شروع ہوا اور بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن وفات ہوگئی۔ درمیان میں صحت نہ ہوئی، فاتحہ اور قرآن خوانی جب بھی کرو حرج نہیں مگر گھڑے، برتن پھوڑنا مال کو برباد کرنا ہے جو حرام ہے۔ ربیع الاول میں محفلِ میلاد شریف اور ربیع الثانی میں مجلس گیارہویں شریف بہت مجلسیں ہیں ان کو بند کرنا بہت نادانی ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ محفلِ میلاد شریف کی برکت سال بھر تک گھر میں رہتی ہے۔ (روح البیان، پ ۲۶، تحت ۲۹، ج ۹، ص ۵۷)

اس کیلئے ہماری کتاب جاءالحق دیکھو۔ ان مجلسوں کی وجہ سے مسلمانوں کو نصیحت کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور مسلمانوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے جو ایمان کی جڑ ہے بخاری شریف میں ہے کہ ابولہب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا تیرا حال کیا ہے اس نے کہا حال تو بہت خراب ہے مگر سوموار (پیر) کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم ...الخ، الحدیث ۵۱۰۱، ج ۳، ص ۴۳۲، وعمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم ...الخ، الحدیث ۵۱۰۱، ج ۱۴، ص ۴۵)

جب کافر ابولہب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کی خوشی کا کچھ نہ کچھ فائدہ مل گیا تو مسلمان اگر ان کی خوشی منائے تو ضرور ثواب پائے گا۔ لیکن یہ خیال

رہے کہ جوان عورتوں کا اس طرح نعتیں پڑھنا کہ ان کی آواز غیر مردوں کو پہنچے حرام ہے کیونکہ عورت کی آواز کا غیر مردوں سے پردہ ہے اسی طرح ربیع الاول میں جلوس نکالنا بہت مبارک کام ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو مدینہ پاک کے جوان و بچے وہاں کے بازاروں کوچوں اور گلیوں میں یارسول اللہ! کے نعرے لگاتے پھرتے تھے اور جلوس نکالے گئے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب فی حدیث الھجرۃ...الخ، الحدیث ۲۰۰۹، ص ۱۶۰۸ ملخصاً)

اور اس جلوس کے ذریعہ سے وہ کفار اور دوسری قومیں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک حالات سن لیں گے۔ جو اسلامی جلسوں میں نہیں آتے ان کے دلوں میں اسلام کی ہیبت اور بانی اسلام علیہ السلام کی عزت پیدا ہوگی۔ مگر جلوس کے آگے باجہ وغیرہ کا ہونا یا ساتھ عورتوں کا جانا حرام ہے۔

رجب شریف:

اس مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو ہندوپاک میں کونڈے ہوتے ہیں یعنی نئے کونڈے منگائے جاتے ہیں اور سوا پاؤ میدہ، سوا پاؤ شکر، سوا پاؤ گھی کی پوریاں بنا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرتے ہیں، اس رسم میں صرف دو خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں ایک تو یہ کہ فاتحہ دلانے والوں کا عقیدہ یہ ہو گیا ہے اگر فاتحہ کے اول لکڑہارے کا قصہ نہ پڑھا جائے تو فاتحہ نہ ہوگی اور پوریاں گھر سے باہر نہیں جاسکتیں اور بغیر نئے کونڈے کے یہ فاتحہ نہیں ہوسکتی یہ سارے خیال غلط ہیں فاتحہ ہر کونڈے پر اور ہر برتن میں ہو جائے گی۔ اگر صرف زیادہ صفائی کے لئے نئے کونڈے منگالیں تو حرج نہیں دوسری فاتحہ کے کھانوں کی طرح اس کو بھی باہر بھیجا جاسکتا ہے

رجبی شریف بھی حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی معراج کی خوشی ہے اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس میں بھی جوان عورتوں کو نعتیں بلند آواز سے پڑھنا کہ جس سے باہر آواز پہنچے حرام ہے۔

شب براءت:

شبِ براءت کی رات بہت مبارک ہے رات میں سال بھر میں ہونے والے سارے انتظامات فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں کہ اس سال میں فلاں فلاں کی موت ہے، فلاں فلاں جگہ اتنا پانی برسایا جاوے گا، فلاں کو مالدار اور فلاں کو غریب بنایا جائے گا، اور جو اس رات میں عبادت کرتے ہیں ان کو عذاب الٰہی سے چھٹکارا یعنی رہائی ملتی ہے۔ اسلئے اس رات کا نام شبِ براءت عربی میں براءت کے معنی رہائی اور چھٹکارا ہیں۔ یعنی یہ رات رہائی کی رات ہے قران کریم فرماتا ہے

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (پ۲۵، الدخان،۴) ترجمہ کنزالایمان: اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

اس رات کو زمزم کے کنوئیں میں پانی بڑھایا جاتا ہے اس رات حق تعالیٰ کی رحمتیں بہت زیادہ اترتی ہیں۔ (تفسیرِ روح البیان، پ۲۵، تحت ۴، ج۸ ص۴۰۴)

اس رات کو گناہ میں گزارنا بڑی محرومی کی بات ہے آتشبازی کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھینکے۔ کاٹھیاواڑ میں ہندو

لوگ ہولی اور دیوالی کے موقع پر آتشبازی چلاتے ہیں۔ ہندو پاک میں یہ رسم مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی، مگر افسوس کہ ہندو تو اس کو چھوڑ چکے ہیں مگر مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ سالانہ اس رسم مین برباد ہو جاتا ہے اور ہر سال خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ سے اتنے گھر آتشبازی سے جل گئے اور اتنے آدمی جل کر مر گئے۔ اس میں جان کا خطرہ اور مال کی بربادی مکانوں میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے اپنے مال میں اپنے ہاتھ سے آگ لگانا اور پھر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال سر پر ڈالنا ہے، خدا عزوجل کیلئے اس بیہودہ اور حرام کام سے بچو۔ اپنے بچوں اور قرابت داروں کو روکو جہاں آوارہ بچے یہ کھیل کھیل رہے ہوں وہاں تماشا دیکھنے کیلئے بھی نہ جاؤ۔ آتشبازی بنانا اس کا بیچنا۔ اس کا خریدنا اور خریدوانا اس کا چلانا یا چلوانا سب حرام ہے۔

رمضان شریف:

(رمضان شریف) میں دن کو سب کے سامنے، کھانا، پینا، سخت گناہ اور بے حیائی ہے پہلے زمانہ میں ہندو اور دوسرے کفار بھی رمضان میں بازاروں میں کھانے پینے سے بچتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے روزے کا زمانہ ہے مگر جب مسلمانوں نے خود ہی اس مہینہ کا ادب چھوڑ دیا تو دوسروں کی شکایت کیا ہے۔

عید، بقر عید:

(عید، بقر عید) بھی عبادت کے دن ہیں ان میں بھی مسلمان گناہ اور بے حیائی کرتے ہیں اگر مسلمان قوم حساب لگائے تو ہندوستان میں ہزار ہا روپیہ روزانہ

سینماؤں، تھیٹروں اور دوسری عیاشی میں خرچ ہورہا ہے۔ اگر قوم کا یہ روپیہ بچ جائے اور کسی قومی کام میں خرچ ہو تو قوم کے غریب لوگ پل جائیں اور مسلمانوں کے دن بدل جائیں غرضیکہ ان دنوں میں یہ کام سخت گناہ ہیں۔

ان دنوں میں اسلامی رسمیں:

ان مہینوں میں کیا کام کرنے چاہئیں یہ تو ہم ان شاء اللہ عزوجل! اس کتاب کے آخر میں عرض کریں گے۔ کچھ ضروری باتیں یہاں بتاتے ہیں محرم کی دسویں تاریخ کو حلیم (کھچڑا) پکانا بہت بہتر ہے کیونکہ جب حضرت نوح علیہ السلام اس دن اپنی کشتی سے زمین پر آئے تو کوئی غلہ نہ رہا تھا کشتی والوں کے پاس جو کچھ غلہ کے دانے تھے وہ سب ملا کر پکائے گئے۔ (روح البیان، پ۱۲، ھود: تحت ۳۸، ج۴، ص۱۴۲)

اور حدیث شریف میں آیا کہ جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے گھر کھانے میں وسعت کرے یعنی خوب پکائے اور کھلائے تو سال بھر اس کے گھر میں برکت رہے گی۔ (کشف الخفاء، الحدیث ۲۶۴۱، ج۲، ص۲۵۳)

اور کھچڑے (حلیم) میں ہر کھانا پڑتا ہے لہٰذا اُمید ہے کہ ہر کھانے میں سال بھر تک برکت رہے گی۔ صدقہ وخیرات کرے، اپنے گھر اور محلہ میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کرے جس میں اگر رونا آئے تو آنسوؤں سے روئے کپڑے پھاڑنا ماتم کرنا منہ پیٹنا، سوگ کرنا حرام ہے رافضیوں کی مجلسوں میں ہرگز نہ جاؤ کہ وہاں اکثر تبرّا ہوتا ہے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتے ہیں ربیع الاول میں مہینہ بھر تک جب چاہو محفلِ میلاد شریف کرو مگر اس کے پڑھنے والے یا

تو مرد ہوں یا چھوٹی لڑکیاں اور اگر جوان لڑکیاں اور عورتیں پڑھیں تو اتنی نیچی آواز سے روائتیں پڑھیں کہ ان کی آواز باہر نہ جائے اور محفل میلاد شریف میں روزے نماز اور پردے وغیرہ کے احکام بھی سنائے جائیں تا کہ نعت شریف کے ساتھ احکامِ اسلام کی بھی تبلیغ ہو اور جس قدر خوشی مناؤ، عطر ملو، گلاب چھڑکو، ہار پھول ڈالو بہت ثواب ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش اللہ عزوجل! کی رحمت ہے اور اللہ عزوجل! کی رحمت پر خوشی منانا۔ قرآن کریم کا حکم ہے قرآن شریف فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پ۱۱، یونس، ۵۸)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

بلکہ ہر خوشی وغم کے موقعہ پر میلاد شریف کرو، شادی بیاہ، موت بیماری ہر وقت ان کے گیت گاؤ کیونکہ

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

رجب:

(رجب) کے مہینہ میں ۲۲ تاریخ کو کونڈوں کی رسم بہت اچھی اور برکت والی ہے۔ مگر اس میں سے یہ قید نکال دو کہ فاتحہ کی چیز باہر نہ جائے اور لکڑی والے کا قصہ ضرور پڑھا جائے۔

شب براءت:

شب برات میں رات بھر جاگو، قبروں کی زیارت کرو رات بھر نفل پڑھو۔ حلوے پر فاتحہ پڑھ کر خیرات کرو اور باقی اس کے احکام آخر میں لکھے جائیں گے۔

رمضان شریف:

(رمضان) میں جو کوئی کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ بھی کسی کے سامنے نہ کھائے پئے چار وجہ سے روزہ معاف ہے عورت کو حیض یا نفاس آنا ایسی بیماری جس میں روزہ نقصان کرے، سفر مگر ان سب صورتوں قضا کرنی پڑے گی۔

ستائیسویں رمضان:

غالباً شب قدر ہے اس رات کو ہو سکے تو ساری رات جاگ کر عبادت کرو، ورنہ سحری کھا کر پھر نہ سوؤ صبح تک قرآن مجید اور نفل پڑھو رمضان شریف میں ہر نیک کام کا ثواب ستر گنا ملتا ہے اس لئے پورا ماہ رمضان قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل پڑھنے اور صدقہ وخیرات میں گزارو عید کے دن اچھے کپڑے پہننا، غسل کرنا خوشبو ملنا سنّت ہے ایک دوسرے کو مبارک باد دو، اگر تمہارے پاس ۵۶ روپے نقد (فی زمانہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) یا اس قیمت کا کوئی تجارتی مال یا ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہے اور قرض وغیرہ نہیں ہے تو اپنی طرف سے اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے فطرہ ادا کرو۔ فطرہ خواہ رمضان میں دے دو یا عید کی نماز سے پہلے عید کے دن دے دو فطرہ ایک شخص کی طرف سے ۵/۷ اروپیہ اٹھنی بھر گیہوں یا

اس سے دوگنا جو.. یا.. اس کی قیمت کا باجرہ چاول وغیرہ ہے۔ پھر کچھ خرمے کھا کر عید گاہ کو جاؤ۔ راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر کہتے جاؤ ایک راستے سے واپس آؤ دوسرے راستہ سے۔

بقرعید کے دن یہ کام کرو غسل کرنا کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مگر اس دن بغیر کچھ کھائے عید گاہ کو جاؤ۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جاؤ اور اگر تمہارے پاس اتنا مال ہے جو فطرے کیلئے بیان کیا گیا تو بعد نماز کے اپنی طرف سے قربانی کردو۔ یاد رکھو کہ سال بھر میں پانچ دن روزہ رکھنا منع ہے ایک عید الفطر کا اور چار دن بقرعید کے یعنی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں باقی احکام کیلئے بہار شریعت دیکھو، فضول خرچیوں کو بند کرو۔ اور اس سے جو پیسہ بچے اس سے اپنے قرابت داروں اور محلے والوں، یتیم خانوں، اور دینی مدرسوں کی مدد کرنا چاہیے یقین جانو کہ مسلمان قوم کی عید جب ہی ہوگی جب ساری قوم خوش حال، ہنرمند اور پرہیزگار ہو اگر تم نے اپنے بچوں کو عید کے دن کپڑوں سے لاد دیا لیکن تمہاری مسلم قوم کے غریب بچے اس دن در بدر بھیک مانگتے پھرے تو سمجھ لو کہ یہ عید قوم کی نہیں۔ حق تعالیٰ مسلم قوم کو سچی عید نصیب فرماوے۔ امین [1]

---

[1] نوافل، صدقۂ فطر وغیرہ کی تفصیلی معلومات کے لئے فیضانِ سنت جلد اول کے باب "فیضانِ رمضان" کا مطالعہ کیجئے۔

چھٹا باب

نیا فیشن اور پردہ

نئے تعلیم یافتہ لوگوں نے مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کی بیماریوں کا علاج یہ سوچا ہے کہ مسلمان مغربی تہذیب میں اپنے آپ کو فنا کر ڈالیں اس طرح کے مرد تو داڑھیاں منڈوا دیں مونچھیں لمبی کریں، نیکر (جانگھیا) کوٹ پتلون، ہیٹ استعمال کریں، نماز کو خیر باد کہہ دیں اور اپنے کو ایسا ظاہر کریں کہ یہ کسی انگریز کے فرزند ہیں اور عورتوں کو گھروں سے باہر نکالیں، پردہ توڑ دیں، اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر بازاروں، کمپنی باغوں اور تفریح گاہوں میں گھومتے پھریں، رات کو بیگم کو لے کر سینما جائیں۔ بلکہ کالج اور اسکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں بلکہ مرد وعورتیں مل کر ٹینس، ہاکی وغیرہ کھیلیں یہ بھوت ان عقلمندوں پر ایس اھوار ہوا ہے کہ جو ان کو سمجھاتا ہے اس کے یہ دشمن ہیں اس کو ملاں یا مسجد کا لوٹا یا پرانی ٹائپ کا بڈھا کہہ کر اس کا مذاق اڑا کر رکھ دیتے ہیں اخباروں اور رسالوں میں برابر پردہ کے خلاف مضامین چھپ رہے ہیں قرآنی آیتوں اور احادیث شریفہ کو کھینچ تان کر پردہ کے خلاف چسپاں کیا جارہا ہے میں تو اب تک نہ سمجھ سکا کہ ان حرکتوں سے مسلم قوم ترقی کیوں کر سکے گی۔ اور جن صاحبوں نے اپنے گھروں میں پیرس اور لندن کا نمونہ پیدا کیا ہے انہوں نے اب تک کتنے ملک جیتے اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنی ذات سے کیا فائدے پہنچائے ہم اس باب کی دو فصلیں کرتے ہیں پہلی فصل میں نئے فیشن کی خرابیاں اور دوسری فصل میں پردے کے فائدے اور بے پردگی کے نقلی اور عقلی

نقصانات بیان کریں گے۔حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق دے۔

پہلی فصل

نئے فیشن کی خرابیاں

قرآن کریم فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ (پ۲،البقرہ:۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

انسان کو قدرت نے دو قسم کے اعضاء دیئے ہیں ایک ظاہری دوسرے چھپے ہوئے ظاہری عُضو تو صورت چہرا آنکھ، ناک، کان وغیرہ ہیں اور چھپے ہوئے عضو دل، دماغ، جگر وغیرہ تعالیٰ مسلمان کامل ایمان والا جب ہوسکتا ہے کہ صورت میں بھی مسلمان ہوا اور دل سے بھی یعنی اسلام کا اس پر ایسا رنگ چڑھے کہ صورت اور سیرت دونوں کو رنگ دے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ موجیں مار رہا ہو اس میں ایمان کی شمع جل رہی ہو اور صورت ایسی ہو جو اللہ عزوجل! کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند تھی یعنی مسلمان کی سی اگر دل میں ایمان ہے مگر صورت بھگوان داس کی سی تو سمجھ لو کہ اسلام میں پورے داخل نہ ہوئے سیرت بھی اچھی بناؤ اور صورت بھی۔غور سے سنو! حضرت مغیرہ ابنِ شیبہ جو کہ اصحابی رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں، ایک بار ان کی مونچھیں کچھ بڑھ گئی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے مغیرہ! تمہاری مونچھیں بڑھ گئیں۔ کاٹ لو انہوں نے خیال کیا کہ

گھر جا کر قینچی سے کاٹ دوں گا۔ مگر سرکاری فرمان ہوا کہ ہماری مسواک لو۔ اس پر بڑھے ہوئے بال رکھ کر چھری سے کاٹ دو۔ یعنی اتنی بھی مہلت نہ دی کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹیں، نہیں یہاں ہی کاٹ دو جس سے معلوم ہوا کہ بڑی مونچھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ناپسند تھیں دنیا میں ہزاروں پیغمبر تشریف لائے مگر کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی اور نہ مونچھیں رکھائیں، لہٰذا داڑھی فطرت یعنی سنت انبیاء علیہم السلام ہے حدیث پاک میں ہے داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو اور مشرکین کی مخالفت کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۹، ص ۱۵۴)

اس کے علاوہ بہت سے نقلی دلیلیں دی جاسکتی ہیں۔ مگر ہمارے نئے تعلیم یافتہ لوگ نقلی دلائل کے مقابلے عقلی باتوں کو زیادہ مانتے ہیں گویا گلاب کے پھول کے مقابلے میں گینڈے کے پھول ان کو زیادہ پیارے ہیں اس لئے عقلی باتیں بھی عرض کرتا ہوں سنو! اسلامی شکل اور اسلامی لباس میں اتنے فائدے ہیں (۱) گورنمنٹ نے ہزاروں محکمے بنادیئے ہیں، ریلوے، ڈاکخانہ، پولیس، فوج اور کچہری وغیرہ اور ہر محکمے کیلئے وردی علیحدہ علیحدہ مقرر کردی کہ اگر لاکھوں آدمیوں میں کسی محکمہ کا آدمی کھڑا ہو تو صاف پہچان میں آجاتا ہے، اگر کوئی سرکاری نوکر اپنی ڈیوٹی کے وقت اپنی وردی میں نہ ہو تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے اگر بار بار کہنے پر نہ مانے تو برخاست کردیا جاتا ہے اسی طرح ہم بھی محکمہ اسلام اور سلطنت مصطفوی اور حکومت الٰہیہ کے نوکر ہیں ہمارے لئے علیحدہ شکل مقرر کردی کہ اگر لاکھوں کافروں کے بیچ میں کھڑے ہوں تو پہچان لئے جائیں کہ مصطفےٰ علیہ السلام کا غلام وہ کھڑا ہے اگر ہم نے اپنی وردی چھوڑ دی تو ہم بھی سزا کے مستحق ہوں گے۔ (۲) قدرت نے انسان کی ظاہری صورت اور دل میں ایسا رشتہ

رکھا ہے کہ ہر ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے اگر آپ کا دل غمگین ہے تو چہرہ پر اداسی چھا جاتی ہے اور دیکھنے والا کہہ دیتا ہے کہ خیر تو ہے چہرہ کیوں اداس ہے دل میں خوشی ہے تو چہرہ بھی سرخ وسپید ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی کو دق (یعنی ٹی. بی) کی بیماری ہے تو حکیم کہتے ہیں کہ اس کو اچھی ہوا میں رکھو اچھے اور صاف کپڑے پہناؤ اس کو فلاں دوا کے پانی سے غسل دو کہیے بیماری تو دل میں ہے یہ ظاہری جسم کا علاج کیوں ہو رہا ہے اسی لئے کہ اگر ظاہر اچھا ہوگا تو اندر بھی اچھا ہو جائے گا۔

تندرست آدمی کو چاہئے کہ روزانہ غسل کرے صاف کپڑے پہنے صاف گھر میں رہے تو تندرست رہے گا۔ اسی طرح غذا کا اثر بھی دل پر پڑتا ہے۔ سؤر کھانا شریعت نے اسی لے حرام فرمادیا کہ اس سے بے غیرتی پیدا ہوتی ہے کیونکہ سؤر بے غیرت جانور ہے اور سؤر کھانے والی قومیں بھی بے غیرت ہوتی ہیں جس کا تجربہ ہو رہا ہے اگر چیتے یا شیر کی چربی کھائی جائے تو دل میں سختی اور بربریت پیدا ہوتی ہے چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنا اسی لئے منع ہے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے، غرضیکہ ماننا پڑے گا کہ غذا اور لباس کا اثر دل پر ہوتا ہے تو اگر کافروں کی طرح لباس پہنا گیا یا کفار کی سی صورت بنائی گئی تو یقیناً دل میں کافروں سے محبت اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو جاوے گی غرضیکہ یہ بیماری آخر میں مہلک ثابت ہوگی اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جو کسی دوسری قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ ان میں سے ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۳۲۷، ج ۲، ص ۱۵۱)

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کی سی صورت بناؤ تا کہ مسلمانوں ہی کی طرح سیرت پیدا ہو۔ (۳) ہندوستان میں اکثر ہندو مسلم فساد ہوتا رہتا ہے اور بہت جگہ سننے میں آیا

کہ فساد کی حالت میں بعض مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے کیونکہ پہچانے نہ گئے کہ یہ مسلمان ہیں یا ہندو چنانچہ تیسرے سال جو بریلی اور پیلی بھیت میں ہندو مسلم فساد ہوا اس جگہ سے خبریں کہ بہت سے مسلمانوں کو خود مسلمانوں نے ہندو سمجھ کر فنا کردیا۔ یہ اس نئے فیشن کی برکتیں ہیں میرے ولی نعمت مرشد برحق حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دام ظلہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم ریل میں سفر کررہے تھے کہ ایک اسٹیشن سے ایک صاحب سوار ہوئے جو بظاہر ہندو معلوم ہوتے تھے گاڑی میں جگہ تنگ تھی ایک لالہ جی سے ان کا جگہ لینے کا جھگڑا ہوگیا۔ لالہ جی کے ساتھی زیادہ تھے اس لئے لالہ جی نے ان حضرت کو خوب پیٹا مسلمان مسافر بیچ بچاؤ میں زیادہ نہ پڑے کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندو آپس میں لڑ رہے ہیں ہمارا زیادہ زور دینا خلاف مصلحت ہے۔ بے چارے شامت کے مارے پٹ کٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے جب اگلے اسٹیشن پر اترے تو انہوں نے کہا السلام علیکم تب معلوم ہوا کہ یہ حضرت مسلمان ہیں تب ہم نے افسوس کیا اور ان سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے فیشن نے آپ کو اس وقت پٹوایا۔"

میں جب کبھی بازار وغیرہ جاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ سلام کسے کروں معلوم نہیں کہ ہندو کون ہے اور مسلمان کون؟ بہت دفعہ کسی کو کہا اسلام علیکم انہوں نے فرمایا بندگی صاحب ہم شرمندہ ہوگئے۔ میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے مسلمان کی دکان سے چیز خریدوں مگر دوکاندار کی شکل ایسی ہوتی ہے کہ پہچان نہیں ہوتی کہ یہ کون ہیں اگر دوکان پر کوئی بورڈ لگا ہے جس کے نام سے معلوم ہوگیا کہ یہ مسلمان کی دوکان ہے تو خیر ورنہ بہت دشواری ہوتی ہے غرضیکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ شکل اور لباس میں

کفار سے علیٰحدہ رہیں (۴) کسی کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کہاں ہوگی۔ اگر ہم پردیس میں مرگئے جہاں ہمارا جان پہچان والا کوئی نہ ہو تو سخت مشکل در پیش ہوگی۔ لوگ پریشان ہوں گے کہ ان کو دفن کریں یا آگ میں جلا دیں کیونکہ صورت سے پہچان نہ پڑے گی چنانچہ چند سال پیشتر علی گڑھ کے ایک صاحب کا ریل میں انتقال ہوگیا خبر ہونے پر رات میں ہی نعش اتارلی گئی مگر اب یہ فکر ہوئی کہ یہ ہے کون ؟ ہندو یا مسلمان اس کو سپرد خاک کریں یا آگ میں ڈالیں آخر ان کا ختنہ دیکھا گیا تب پتہ لگا کہ یہ مسلمان ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کفار کی سی شکل اور ان کا سا لباس زندگی میں بھی خطرناک ہے اور مرنے کے بعد بھی۔ (۵) زمین میں جب بیج بویا جاتا ہے تو اولاً ایک سیدھی سی شاخ ہی نکلتی ہے پھر آ کر ہر طرف پھیلتی ہے پھر اس میں پھل نکلتے ہیں اگر کوئی شخص اس کی چوطرف کی شاخوں اور پتوں کو کاٹ ڈالے تو پھل نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ ایک بیج ہے جو مسلمان کے دل میں بویا گیا، پھر صورت اور ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک کی طرف اس درخت کی شاخیں چلیں کہ اس کلمہ نے مسلمان کی آنکھ کو غیر صورتوں سے علیٰحدہ کر دیا۔ ہاتھ کو حرام چیز کے چھونے سے روک دیا۔ صورت پر ایمانی آثار پیدا کر دیئے کان کو غیبت سننے اور زبان کو جھوٹ بولنے غیبت کرنے سے روکا جو شخص دل سے مسلمان تو ہو مگر کافروں کی سی صورت بنائے اپنے ہاتھ، پاؤں، زبان، آنکھ، ناک، کان کو حرام کاموں سے نہ روکے وہ اسی شخص کی طرح ہوگا جو آم کا بیج بودے اور اس کی تمام شاخیں وغیرہ کاٹ ڈالے جس طرح وہ بیوقوف پھل سے محروم رہے گا اسی طرح یہ مسلمان اسلام کے پھلوں سے محروم رہے گا (۶) پکا رنگ وہ ہوتا ہے جو کسی پانی یا دھوبی سے نہ چھوٹے اور کچا رنگ وہ جو چھوٹ

جائے۔تو اے مسلمانو! تم اللہ عزوجل! کے رنگ میں رنگ ہوئے ہو۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ ترجمہ کنزالایمان: ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی (رنگائی)؟

صِبْغَةً (پ ۱، البقرہ ۱۳۸)

گرتم کفار کو دیکھ کر اپنے رنگ کو کھو بیٹھے تو جان لو کہ تمہارا رنگ کچا تھا۔ اگر پکا رنگ ہوتا تو اوروں کو رنگ آتے۔

مسلمانوں کے عذر:

ہم مسلمانوں کے وہ عذر بھی پیش کردیں جو کہ وہ بیان کرتے ہیں اور جس سے اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہیں۔ (۱) خدا دِل کو دیکھتا ہے۔ شکل کو نہیں دیکھتا، دل صاف چاہئے حدیث میں ہے "اِنَّ اللّٰـهَ لَايَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ بَلْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ" (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے نہیں بلکہ تمہارے دل دیکھتا ہے۔)

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ...... الخ، باب تحریم ظلم المسلم ...... الخ، الحدیث ۲۵۶۴، ص ۱۳۸۷)

یہ عذر پڑھے لکھے مسلمان کرتے ہیں۔

جواب: اچھا صاحب اگر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں دل کا اعتبار ہے تو آپ میرے گھر کھانا کھاؤ یا شربت پیؤ اور میں نہایت عمدہ بادام کا شربت یا عمدہ بریانی کھلاؤں پلاؤں مگر گلاس یا رکابی میں اوپر کی طرف خوب اچھی گندگی پلیدی لگا دوں۔ آپ اس برتن میں کھالو گے؟ ہرگز نہیں کیوں جناب! برتن کا کیا اعتبار؟ اس کے اندر کی چیز تو اچھی ہے جب تم بُرے برتن میں اچھی غذا نہیں کھاتے پیتے رب تعالیٰ تمہاری بُری صورتوں کیسا تھ اچھے اعمال کیونکر قبول فرماویگا۔ اگر قرآن شریف پڑھو تو لطف جب ہے کہ منہ

میں قرآن شریف ہو۔اور صورت پر اس کا عمل ہو اگر تمہارے منہ قرآن ہے اور صورت قرآن شریف کے خلاف تو گویا اپنے عمل سے تم خود جھوٹے ہو۔بادشاہ کے آنے کیلئے گھر اور گھر کا دروازہ دونوں صاف کرو کیونکہ بادشاہ دروازے سے آویگا اور گھر میں بیٹھے گا اسی طرح قرآن شریف کیلئے دل اور صورت دونوں سنبھالو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ صورتوں کے ساتھ دل کو بھی دیکھتا ہے اگر اس کا وہ مطلب ہوتا جو تم سمجھتے ہو تو پھر سر پر چوٹی، کان میں جنیوا اور پاؤں میں دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہونا چاہئے تھا، حالانکہ فقہا فرماتے ہیں کہ چوٹی رکھنا، زنار باندھنا کفر ہے۔

(۲) اسلامی شکل سے ہماری عزت نہیں ہوتی جب ہم انگریزی لباس میں ہوتے ہیں تو ہماری عزت ہوتی ہے کیونکہ وہ ترقی یافتہ قوم کا لباس ہے۔

جواب: آدمی کی عزت لباس سے نہیں بلکہ لباس کی عزت آدمی سے ہے اگر تمہارے اندر کوئی جوہر ہے یا اگر تم عزت اور ترقی والی قوم کے فرد ہو۔تو تمہاری ہر طرح عزت ہوگی کوئی بھی لباس پہنو اگر ان چیزوں سے خالی ہو تو کوئی لباس پہنو عزت نہیں ہوگی۔ابھی کچھ دن پہلے گاندھی اور اس کے دوسرے ساتھی گول میز کانفرس میں شریک ہونے کیلئے لندن گئے جب خاص پارلیمنٹ کے دفتر پہنچے تو مسٹر گاندھی اسی چوٹی اور اسی لنگوٹی میں تھے جو ان کا اپنا قومی لباس ہے سوبھاش چندر بوس نے ایک بار لندن کا سفر کیا تو اپنی گائے اپنی دھوتیا، لٹیا اپنے ساتھ لے گئے کہئے کیا اس لباس سے ان کی عزت گھٹ گئی؟ آج مسلمانوں کے سوا تمام قومیں سکھ ہندو بلکہ کاٹھیاواڑ میں بھرے اور خوجہ ہمیشہ اپنے قومی لباس میں رہتے ہیں سکھ کے منہ پر داڑھی سر پر بال ہاتھ میں

لوہے کا کڑا ہر جگہ رہتا ہے کیوں صاحب! کیا وہ دنیا میں ذلیل ہیں سچ ہے کہ جوانکی اس لباس میں عزت ہے وہ تمہاری بوٹ سوٹ میں نہیں، دوستو! اگر عزت چاہتے ہوتو سچے مسلمان بنواور اپنی مسلم قوم کو ترقی دو۔

(۳) آخر داڑھی میں فائدہ کیا ہے؟ کہ مولوی اس کے اتنے پیچھے پڑے ہیں؟

جواب: داڑھی اور تمام اسلامی لباس کی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں اب بھی عرض کرتے ہیں کہ اسلام کے ہر کام میں صدہا حکمتیں ہیں سنو! مسواک سنّت ہے اس میں بہت فائدے ہیں دانتوں کو مضبوط کرتی ہے مسوڑھوں کو فائدہ مند ہے منہ کو صاف کرتی ہے گندہ ذہنی کی بیماری کو فائدہ مند ہے معدہ درست کرتی ہے یعنی ہضم کرتی ہے آنکھوں کی روشنی بڑھاتی ہے زبان میں قوت پیدا کرتی ہے دانتوں کا صاف رکھتی ہے جانکنی کو آسان کرتی ہے، بلغم کو کاٹتی ہے، پت دور کرتی ہے سَر کی رگوں کو مضبوط کرتی ہے موت کے وقت کلمہ یاد دلاتی ہے غرضیکہ اسکے فائدے ۳۶ ہیں دیکھو شامی اور طب کی کتابیں۔اسی طرح ختنہ ڈیڑھ سو بیمارں کے لئے فائدہ مند ہے باہ کو قوی کرتا ہے انسان کی قوت مردی کو بڑھاتا ہے، اس جگہ میل وغیرہ جمع نہیں ہونے دیتا، اولاد قوی پیدا کرتا ہے، ختنہ والے کی عورت کسی طرف رغبت نہیں کرتی بعض بیماریوں میں ڈاکٹر ہندوؤں کے بچوں کا بھی ختنہ کرادیتے ہیں۔ **ناخن** میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے اگر ناخن کھانے یا پانی میں ڈبوئے جائیں تو وہ کھانا بیماری پیدا کرتا ہے اسی لئے انگریز وغیرہ چھری کانٹے سے کھانا کھاتے ہیں کیونکہ عیسائیوں کے یہاں ناخن بہت کم

کٹواتے ہیں اور پرانے زمانے کے لوگ وہ پانی نہیں پیتے تھے جس میں ناخن ڈوب جائیں مگر اسلام نے اسکا یہ انتظام فرمایا کہ ناخن کٹوانیکا حکم دیا اور چھری کانٹے کی مصیبت سے بچایا اسی طرح مونچھوں کے بالوں میں زہریلا مادہ موجود ہے اگر مونچھیں بڑی بڑی ہوں اور پانی پیتے وقت پانی میں ڈوب جائیں تو پانی صحت کے لئے نقصان دہ ہوگا اسی لئے اب موجودہ فیشن کے لوگ مونچھ منڈوانے لگے۔اس کا اسلام نے یہ انتظام فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے کا حکم دے دیا۔کیونکہ مونچھیں منڈانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے۔

داڑھی کے بھی بہت فائدے ہیں سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ داڑھی مرد کے چہرے کی زینت ہے اور منہ کا نور جیسے عورت کیلئے سر کے بال یا انسان کیلئے آنکھو کے پلک اور بھویں (بروٹے) زینت ہیں۔اسی طرح مرد کیلئے داڑھی۔اگر عورت اپنے سر کے بال منڈا دے تو بری معلوم ہوگی یا کوئی آدمی اپنی بھویں (بروٹے) اور پلکیں صاف کرادے وہ بُرا معلوم ہوگا۔اسیطرح مرد داڑھی منڈانے سے بُرا معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ: یہ ہے کہ داڑھی مرد کو بہت سے گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ داڑھی سے مرد پر بزرگی آجاتی ہے اسکو بُرے کام کرتے ہوئے یہ غیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی دیکھ لے گا تو کہے گا کہ ایسی داڑھی اور تیرے ایسے کام۔داڑھی کی بھی تجھ کو لاج نہ آئی اس خیال سے وہ بہت سی چھچھوری باتیں اور کھلم کھلا برے کام سے بچ جاتا ہے یہ آزمائش ہے کہ نماز اور داڑھی بفضلہ تعالیٰ برائیوں سے روکتی ہے تیسرے یہ کہ داڑھی کے بالوں سے قوت مردی بڑھتی ہے۔ایک حکیم صاحب کے پاس ایک نامرد آیا جس نے شکایت کی کہ میں نے اپنی کمزوری کا بہت علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا انہوں نے

فرمایا کہ داڑھی رکھ لے یہ اس کا آخری اور تیر بہدف نسخہ ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ قدرت نے انسان کے بعض عضوؤں کا بعض سے رشتہ رکھا ہے اوپر کے دنت اور داڑھوں کا آنکھوں سے تعلق ہے اگر کوئی شخص اوپر کی داڑھیں نکلوادے تو اسکی آنکھیں خراب ہوجاتی ہیں پاؤں کے تلوؤں کا بھی آنکھوں سے تعلق ہے کہ اگر آنکھوں میں گرمی ہوتو تلوؤں کی مالش کی جاتی ہے اگر نیند نہ آوے تو پاؤں کے تلوؤں میں گھی اور نمک کی مالش نیند لاتی ہے اسی طرح داڑھی کا تعلق خاص مرد کی قوتوں اور منی سے ہے اسی وجہ سے عورت کے داڑھی نہیں ہوتی اور نابالغ بچہ جسمیں منی کا مادہ نہیں ہوتا اور ہجڑا (نامرد یعنی زنانہ) کے داڑھی نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی مرد کے داڑھی ہو اور اسکے فوطے نکال دیئے جائیں تو داڑھی خوبخود جھڑ جائیگی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں میں مشہور ہے کہ مولویوں کے اولاد بہت ہوتی ہے اور مولوی کی بیوی آوارہ نہیں ہوتی اسکی وجہ داڑھی ہی ہے اور ناف کے نیچے کے بال قوتِ مردی کیلئے نقصان دہ ہیں اسی لئے شریعت نے انکے صاف کرنیکا حکم دیا ہے اگر ہوسکے تو آٹھویں روز استرے سے ورنہ پندرہویں یا بیسویں دن ضرور لے۔ غرضیکہ سنت کے ہر کام میں حکمتیں ہیں ہم نے ایک کتاب لکھی ہے ''انوار القرآن'' جس میں نماز کی رکعتیں، وضو، غسل اور تمام اسلامی کاموں کی حکمتیں بیان کی ہیں۔ حتیٰ کہ یہ بھی اس میں بتایا ہے کہ جو سزائیں اسلام نے مقرر فرمائی ہیں مثلاً چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، زنا کی سزا رجم کرنا اس میں کیا حکمتیں ہیں نیز ہم نے اپنی تفسیرِ نعیمی میں اسلامی احکام کے فوائد اچھی طرح بیان کردیئے اس کا مطالعہ کرو۔ مونچھ کے بال بھی قوتِ مردی کیلئے فائدہ مند ہیں مگر ان کی نوکوں میں زہریلا اثر ہے اس لئے ان کو کاٹ تو دو مگر بالکل نہ مونڈو۔

(۴) آج دنیا میں ہر جگہ داڑھی منڈوں کی ہی بادشاہت ہے مال، دولت، حکومت، انہی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ برکت والی چیز ہے (مسلمان یہ مذاق میں کہتے ہیں)۔

جواب: اگر داڑھی منڈانے سے بادشاہت مل جاتی ہے حکومت، دولت، عزت ہاتھ آتی ہے تو جناب والا! آپ کو داڑھی منڈاتے، ہیٹ لگاتے، کوٹ پتلون پہنتے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ آپ کو تو حکومت کیا کوئی چیز بھی نہیں ملی، پھر تمام بھنگی، چمار، چوہڑے اور ہر قوم یہ کام کرتی ہے وہ کیوں بادشاہ نہیں بن گئی؟ دوستو! عزت، حکومت، دولت تم کو جو بھی ملے گا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی سے ملے گا۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ۴، ال عمران، ۱۳۹)

آج غیروں کو اس لئے تمہارا حاکم کر دیا گیا کہ تم میں حکومت کی اہلیّت نہ رہی ورنہ یہ تمام عزتیں تمہارے ہی لئے تھیں، یاد رکھو! ساری قومیں آگے بڑھ کر ترقی کریں گی، مگر تم ساڑھے تیرہ سو برس پیچھے ہٹ کر۔ سلطان اورنگزیب شاہجہان وغیرہ اسی طرح عرب وعجم کے تقریباً سارے اسلامی بادشاہ داڑھی والے ہی گزرے۔

لطیفہ: ایک مسلمان ہم سے کہنے لگے کہ اسلام نے ہم کو ترقی سے روکا۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ اس نے سود تو حرام کر دیا اور زکوٰۃ فرض کر دی۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

کیونکر ہو ان اصولوں میں افلاس سے نجات
یاں سود تو حرام ہے اور فرض ہے زکوٰۃ!

آج دوسری قومیں سود کی وجہ سے ترقی کر رہی ہیں۔اگر ہم سود کا لین دین کریں تو ہم بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ہم نے عرض کیا آج دنیا میں جو بھی مصیبت ہے وہ سود ہی کی وجہ سے ہے، بڑے بڑے بیوپاریوں کا ایک دم جو دیوالیہ ہو جاتا ہے وہ یا تو سٹے (جوئے) کی وجہ سے یا ہنڈی کے لین دین (سودی کاروبار) سے، اگر آدمی اپنی پونجی کے مطابق کام کرے اور محنت، مشقت اور دیانت داری سے تجارت کرے تو اس کی تجارت ٹھوس اور ان شاء اللہ عزوجل! لازوال ہوگی اور زکوٰۃ نکالنے سے اپنا مال محفوظ ہو جاتا ہے جیسے گورنمنٹ کا حق ادا کرنے سے مال محفوظ ہوتا ہے زکوٰتی مال برباد نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے انگور اور بیر کے درخت کی شاخیں کاٹنے سے زیادہ پھل آتا ہے اسی طرح زکوٰۃ دینے سے مال زیادہ ہوتا قدرت نے ہر چیز سے زکوٰۃ لی ہے آپ کے جسم پر بیماریاں آتی ہیں یہ تندرستی کی زکوٰۃ ہے ناخن اور بال کٹوائے جاتے ہیں یہ عضو کی زکوٰۃ، تو چاہئے کہ مال کی بھی زکوٰۃ ہو مسلمانوں کے زوال کی وجہ سے ان کی بیکاری، تجارت سے نفرت اور آوارگی ہے اور یہ تو تجربہ ہے کہ مسلمان کے لئے سود پھیلتا نہیں۔آخر کار تباہی لاتا ہے دوسری قوم سود سے بڑھ سکتی ہے مگر مسلمان اِن شاء اللہ عزوجل! سود لینے سے نہ بڑھے گا۔ بلکہ زکوٰۃ دینے سے۔ پائخانہ کا کیڑا پائخانہ (گو) کھا کر زندگی گزارتا ہے مگر بلبل کی غذا پھول ہے۔مسلمانو! تم بلبل ہو پھول یعنی حلال کمائی حاصل کر کے کھاؤ۔حرام پر نہ للچاؤ۔حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی، دیکھو ایک بکری سال میں ایک یا دو بچے ہی دیتی ہے اور ہزار ہا بکریاں ہر روز ذبح ہو جاتی ہیں اور کتیا سال میں چھ سات بچے دیتی ہے اور کوئی کتا ذبح نہیں ہوتا مگر پھر بھی بکریوں کے جھنڈ کے جھنڈ اور ریوڑ دیکھنے میں آتے ہیں اور کتوں کا ریوڑ آج

تک نظر نہ پڑا کیوں؟ اسلیئے کہ بکری حلال اور کتا حرام لہٰذا بکری میں برکت ہے۔

(۵) داڑھی مونچھ کپڑا ہماری اپنی چیزیں ہیں جس طرح چاہیں استعمال کریں مولوی لوگ اس پر کیوں پابندیاں لگاتے ہیں، گھر کی کھیتی ہے جس وقت چاہو اور جس طرح چاہو کاٹو اور استعمال کرو۔

جواب: یہ غلط خیال ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی ہیں نہیں ہر چیز رب تعالیٰ کی ہے ہم کو چندروزہ استعمال کیلئے دی گئی ہے پھر چیز مالک کی ہی ہوگی کسی نے کسی سے چرخہ مانگا تو جو سوت کات لیا وہ اپنا اور پھر چرخہ چرخے والے کا، اعمال سوت ہیں اور یہ جسم چرخہ کارخانے سے کسی کو ایک مشین ملی مگر وہ آدمی اس مشین کے کل پرزے کو چلانے سے بے خبر ہے تو مشین کے ساتھ ایک کتاب بھی ملتی ہے جس میں ہر پرزے کے استعمال کا طریقہ لکھا ہوتا ہے اور کمپنی کی طرف سے کچھ آدمی بھی مشین سکھانے والے مقرر ہوتے ہیں کہ بے علم لوگ اس کتاب کو دیکھیں اور اس استاد سے مشین چلانا سیکھیں۔ اگر یونہی کوئی غلط سلط مشین چلانا شروع کردے تو بہت جلد مشین توڑ ڈالے گا۔ اور ممکن ہے کہ مشین سے خود بھی چوٹ کھا جائے اسی طرح ہمارا جسم مشین ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کے پرزے ہیں یہ مشین ہم کو قدرت کے کارخانے سے ملی ہے اس کا استعمال سکھانے کیلئے کارخانہ کے مالک نے ایک کتاب بنائی جس کا نام ہے ''قرآن مجید'' اور اس مشین کا کام سکھانے کیلئے استادوں کا اُستاد دنیا بھر کا معلم بھیجا جس کا نام پاک ہے مُحَمَّدٌ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس استاذ الکل نے ہم کو مشین چلا کر دکھادی اور قرآن مجید نے پکار دیا کہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

اے غافلو! اے مشین والو! اگر مشین صحیح طریقہ سے چلانا چاہتے ہو تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طریقہ پر چلاؤ جیسے جسم پر جان حکومت کرتی ہے کہ ہر عضو اس کی مرضی سے حرکت کرتا ہے اس طرح اس جان پر اس سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حاکم بناؤ کہ جو حرکت ہو ان ہی کی رضا سے ہو اسی کا نام تصوّف ہے اور یہ ہی حقیقت، معرفت، اور طریقت کا مغز ہے حضرت صدر الا فاضل دام ظلہم نے خوب فرمایا:

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکہ آکر　　کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کردو باہر
آپ آجایئے قالب میں مرے جاں بن کر　　سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں بن کر

اسلامی شکل اور لباس:

اسلامی شکل یہ ہے کہ سر کے بال یا تو سب رکھائے یا سب کٹوا دے یا سب منڈائے کچھ بال رکھنا کچھ کٹوانا منع ہیں، جیسے کہ انگریزی بال میں ہوتا ہے ایسے ہی کچھ بال رکھنا اور کچھ منڈانا منع ہے۔ جیسے کہ بعض لوگ بیچ سر پر پان رکھواتے ہیں یا بعض لوگ سر کے اگلے حصے پر چھجے رکھواتے ہیں یا بعض جاہل مسلمان کسی بزرگ ... بچوں کے سروں پر ہندوؤں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں۔ یہ سب منع ہے اور جس کے کل بال رکھے ہوں وہ یا تو کان کی لو تک، یا کندھوں تک رکھے یعنی تا بگوش یا تا بدوش۔ کہ یہ سنت ہے اور زیادہ لمبے بال رکھنا اور اس میں چوٹی مانگ عورتوں کی طرح کرنا منع ہے۔

مونچھ اس قدر کاٹنا ضروری ہے کہ اوپر کے ہونٹ کی ڈوری کھل جائے بالکل نہ کٹوانا یا بالکل منڈا دینا منع ہے اوراور داڑھی ایک مٹھی رکھنا ضروری ہے یعنی ٹھوڑی کے نیچے جو بال ہیں انکو اپنی مٹھی میں پکڑے جو مٹھی سے آگے نکلے ہوں وہ کٹوادے یعنی مٹھی سے کم کرنا بھی منع اور مٹھی سے زیادہ لمبی رکھنا بھی منع ہے اب رہی آس پاس کی داڑھی یعنی جبڑوں پر کے بال وہ جس گول دائرے میں آجائیں وہ نہ کٹوائے اور جو دائرے سے نکل جائیں وہ کٹوادے یعنی جبکہ ٹھوڑی کے نیچے کے بال ایک مٹھی لمبے ہوں اور اسکے دائرے میں جس قدر بال آجائیں اسکا کٹوانا بھی منع ہے۔ ناک کے بال کٹوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے اگر بغل کے بال بھی استرے سے مونڈے جائیں تو بھی حرج نہیں ناف کے نیچے کے بال مونڈنا سنت ہے قینچی سے کاٹنا نحوست کا سبب ہے ہاتھوں پاؤں کے ناخن کٹوانا بھی سنت ہے بہتر یہ ہے کہ سارے کام ہر ہفتہ میں ایک بار ضرور کرے اگر ہر ہفتہ نہ کرسکے تو چالیس دن سے زیادہ دیر نہ لگائے۔ مرد کو اپنے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا زینت کیلئے منع ہے۔

اسلامی لباس:

اسلامی لباس یہ ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک کا جسم ڈھکنا فرض ہے اگر نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔ اور نماز کے سوا بھی اگر چہ اکیلے میں ہی بلا وجہ کھولے تو گنہگار ہوگا اس کے سوا باقی لباس میں بہتر یہ ہے کہ پگڑی سر پر باندھے اور پوری آستین کی قمیص یا کُرتہ پہنے اور ٹخنوں سے اُونچا تہبند یا پاجامہ پہنے ان کپڑوں کے سوا

چکن، واسکٹ جو کچھ بھی پہنے وہ کافروں کے لباس کی طرح نہ ہو۔ پگڑی کے نیچے ٹوپی ہونا چاہئے اگر ٹوپی نہ ہو تو بھی سر کی کھوپڑی ڈھک لے اگر کھوپڑی کھلی رہی اور آس پاس پگڑی لپیٹی رہی تو سخت بُرا ہے اور اگر فقط ٹوپی اوڑھے تو ایسی ٹوپی سے بچے جو کفار یا فاسقوں کی خاص ٹوپی ہے جیسے گاندی کیپ، ہیٹ، ہندوانی گول ٹوپی، ایک قاعدہ یاد رکھو وہ یہ کہ جو لباس کافروں کی قومی نشانی ہو اسکا استعمال مسلمانوں کو حرام ہے جیسے ہیٹ اور ہندوانی دھوتی وغیرہ اور جو لباس کہ کافروں کی مذہبی پہچان بن چکا ہے اسکا استعمال کفر ہے جیسے کہ ہندوانی چوٹی اور زنار اور عیسائی قوم کا صلیبی نشان وغیرہ یعنی جس لباس کو دیکھ کر لوگ جانیں کہ یہ ہندو یا عیسائی کا لباس ہے اس لباس سے مسلمانوں کو بچنا از حد ضروری ہے۔

دوسری ضروری باتیں اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چرچا رکھو اپنی بیوی بچوں کو نماز کا سخت پابند بناؤ۔ سات برس کے بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس برس کے بچوں کو مار مار کر نماز پڑھاؤ رات کو جلدی سو جاؤ صبح کو جلد جاگو اپنے بچوں کو جلد جگا دو۔ کیونکہ وہ رحمت کے نازل ہونے کا وقت ہے بچوں کو تعلیم دو کہ وہ ہر کام بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کریں اور صبح کے وقت تمہارے گھروں سے قرآن کریم کی آوازیں آتی ہوں کہ قرآن شریف کی آواز مصیبتوں کو ٹالتی ہے جب ایک گھنٹہ ان نیک کاموں میں خرچ کرو پھر اللہ عزوجل! کا نام لے کر دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو جاؤ عورتوں کا لباس دوسری فصل میں بیان ہوگا۔

دوسری فصل

عورتوں کا پردہ

عورتوں کیلئے پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ، اے مسلم قوم! اگر تو اپنی دینی اور دنیوی ترقی چاہتی ہے تو عورتوں کی اسلامی حکم کے مطابق پردے میں رکھو ہم اس کے متعلق ایک مختصر سے گفتگو کر کے پردے کے عقلی اور نقلی دلائل اور بے پردگی کے نقصان بیان کرتے ہیں۔

قدرت نے اپنی مخلوق کو علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے بنایا ہے اور جس کو جس کام کیلئے بنایا ہے اسکے مطابق اس کا مزاج بنایا، ہر چیز سے قدرتی کام لینا چاہئے جو خلافِ فطرت کام لے گا وہ خرابی میں پڑے گا۔ اسکی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ ٹوپی سر پر رکھنے اور جوتا پاؤں میں پہننے کیلئے ہے جو جوتا سر پر باندھ لے اور ٹوپی پاؤں میں لگالے وہ دیوانہ ہے، گلاس پانی پینے اور اگالدان تھوکنے کے لئے ہے جو کوئی اگالدان پانی پئے اور گلاس میں تھوکے وہ پورا پاگل ہے، بیل کی جگہ گھوڑا اور گھوڑے کی جگہ بیل کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح انسان کے دو گروہ کئے گئے ہیں ایک عورت دوسرے مرد۔ عورت کو گھر میں رہ کر اندرونی زندگی سنبھالنے کیلئے بنایا گیا ہے اور مرد کو باہر پھر کر کمانے اور باہر کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بنایا۔ مثل مشہور ہے کہ پچاس عورتوں کی کمائی میں وہ برکت نہیں جو ایک مرد کی کمائی میں ہے اور پچاس مردوں سے گھر میں رونق نہیں جو ایک عورت سے ہے، اسی لئے شوہر کے ذمہ بیوی کا سارا خرچ رکھا ہے اور بیوی کے ذمہ شوہر کا خرچہ نہیں۔ کیونکہ عورت کمانے کیلئے بنی ہی نہیں اسی

لئے عورتوں کو وہ چیزیں دیں جس سے اس کو مجبوراً گھر میں بیٹھنا پڑے۔ اور مردوں کو اس سے آزاد رکھا۔ جیسے بچے جننا، حیض ونفاس آنا۔ بچوں کو دودھ پلانا وغیرہ اسی لئے بچپن سے ہی لڑکوں کو بھاگ دوڑ، اُچھل کود کے کھیل پسند ہیں جیسے، کبڈی، کسرت، ڈنڈ لگانا وغیرہ اور لڑکیوں کو قدرتی طور پر وہ کھیل پسند ہیں جن میں بھاگنا دوڑنا نہ ہو بلکہ ایک جگہ بیٹھا رہنا پڑے جیسے گڑیا سے کھیل۔ سینا پرونا چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکانا آپ نے کسی چھوٹی بچی کو کبڈی کھیلتے، ڈنڈ لگاتے نہ دیکھا ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے لڑکوں کو باہر کیلئے اور لڑکیوں کو گھر کے اندر کیلئے پیدا کیا ہے۔ اب جو شخص عورتوں کو باہر نکالے یا مردوں کو اندر رہنے کا مشورہ دے وہ ایسا ہی دیوانہ ہے جیسا کہ جوتوپی پاؤں میں اور جوتا سر پر رکھے۔

جب آپ نے اتنا سمجھ لیا کہ مرد اور عورت ایک ہی کام کیلئے نہ بنے بلکہ علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے تو اب جو کوئی ان دونوں فریقوں کو ایک کام سپرد کرنا چاہے وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے اس کو کبھی بھی کامیابی نہ ہوگی۔ گویا یوں سمجھو کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اندرونی اور گھریلو دونوں کیلئے عورت اور مرد باہر کیلئے اگر آپ نے عورت اور مرد دونوں کو باہر نکال دیا تو گویا آپ نے زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ نکال دیا تو یقیناً گاڑی نہ چل سکے گی۔ اب ہم عقلی اور نقلی دلائل پردہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

(۱) سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ایسی مائیں کہ تمام جہان کی مائیں ان کے قدم پاک پر قربان اگر وہ بیویاں مسلمانوں سے پردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا تھا، کیونکہ

اولاد سے پردہ کیسا۔ مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کرکے فرمایا،

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی
(پ۲۲، الاحزاب ۳۳)

یعنی اے نبی کی بیویو! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔ اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

اس میں تو ان بیویوں سے کلام تھا۔ اب مسلمانوں سے حکم ہو رہا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط
(پ۲۲، الاحزاب: ۵۳)

یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی استعمال کی چیز مانگو، تو پردے کے باہر سے مانگو۔

دیکھو بیویوں کو اُدھر گھروں میں روک دیا اور مسلمانوں کو باہر سے کوئی چیز مانگنے کا یہ طریقہ سکھایا۔

(۲) مشکوٰۃ باب النظر الی لمخطوبہ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی دو بیویوں حضرتِ ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت عبداللہ ابن مکتوم جو کہ نابینا تھے آگئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں بیویوں سے فرمایا: کہ اِحْتَجِبَا مِنْهُ ان سے پردہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ تو نابینا ہیں فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء......الخ، الحدیث ۲۷۸۷، ج۷، ص۳۵۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ ہی ضروری نہیں کہ مرد عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی عورت غیر مرد کو نہ دیکھے۔ دیکھو یہاں مرد نابینا ہیں مگر پردہ کا حکم دیا گیا۔

(۳) ایک لڑائی میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے جارہے ہیں آگے آگے حضرت آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گیت گاتے ہوئے جارہے ہیں لشکر کے ساتھ کچھ باپردہ عورتیں بھی ہیں حضرت آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش آواز تھے ارشاد فرمایا: اے آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا گیت بند کرو کیونکہ میرے ساتھ کچی شیشیاں ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثانی، الحدیث ۴۸۰۶، ج ۳، ص ۱۸۸)

(وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث ۲۳۲۳، ص ۱۲۶۹)

اس میں عورتوں کے دلوں کو کچی شیشیاں فرمایا، جس سے معلوم ہوا ہے کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت مرد کا اور مرد عورت کا گانا نہ سنیں۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو بھی حکم تھا کہ نمازِ عید اور دوسری نمازوں میں حاضر ہوا کریں اسی طرح وعظ کے جلسوں میں شرکت کیا کریں کیونکہ اسلام بالکل نیا نیا دنیا میں آیا تھا۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وعظ عورتیں نہ سنتیں تو شریعت کے حکم اپنے لئے کیسے معلوم کرتیں مگر پھر بھی ان کے نکلنے میں بہت پابندیاں لگادی گئی تھیں کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں، بیچ راستہ کسی غیر سے بات نہ کریں فجر کی نماز اس قدر اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی کہ عورتیں پڑھ کر نکل جائیں اور کوئی پہچان نہ سکے عورتیں مردوں سے بالکل پیچھے کھڑی ہوتی تھیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں ان کو مسجدوں میں آنے اور عید گاہ جانے سے بھی روک دیا عورتوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ ہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیک کاموں سے روک دیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام بھی اس زمانہ کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجدوں سے

روک دیتے دیکھو شامی وغیرہ۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی حمل المیت، ج ۳، ص ۱۶۲ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس......الحدیث ۸۶۹، ج ۱، ص ۳۰۰)

ان احادیث میں غور کرو کہ وہ زمانہ نہایت خیر و برکت کا۔ یہ زمانہ شر و فساد کا، اسوقت عام مرد پرہیزگار، اب نہایت آزاد اور فساق اور فجار، اس وقت عام عورتیں پاک دامن حیا والی اور شرمیلی۔ اب عام عورتیں بے غیرت، آزاد اور بے شرم جب اس وقت عورتوں سے پردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اس وقت سے اچھا ہے؟ ہم نے مختصر طریقہ سے قرآن وحدیث کی روشنی میں پردہ کی ضرورت بیان کی۔

(۵) اب فقہ کی بھی سیر کرتے چلئے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ عورت کے سر سے نکلے ہوئے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن بھی غیر مرد نہ دیکھے (دیکھو شامی باب الستر)

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں عید، بقر عید کی نماز واجب نہیں، کیوں؟ اسلئے کہ یہ نمازیں جماعت سے مسجدوں میں ہی ہوتی ہیں اور عورتوں کو بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عورت پر حج کیلئے سفر کرنا اس وقت تک فرض نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ اپنا محرم نہ ہو یعنی، باپ بیٹا یا شوہر وغیرہ عورت کا منہ غیر مرد نہ دیکھے۔ (دیکھو شامی باب الستر)

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی قولھم ......الخ، ج ۳، ص ۵۳۱)

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے کیوں؟ اسلئے کہ اگر دن میں دفن کیا گیا تو کم از کم دفن کرنے والوں کو

میرے جسم کا اندازہ تو ہو جائے گا۔ یہ بھی منظور نہیں غرضیکہ پردہ کی وجہ سے شریعت نے بہت سے حکم عورتوں سے اُٹھا لئے۔

غور تو کرو: کہ جب عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں قبرستان جانے کی اجازت نہیں عیدگاہ میں جا کر عید پڑھنے کی اجازت نہیں تو بازاروں، کالجوں اور کمپنی باغوں میں سیر کیلئے جانیکی اجازت کیونکر ہوگی۔ کیا بازار کالج اور کمپنی باغ مسجدوں اور مکّہ شریف سے بڑھ کر ہیں؟

نوٹ ضروری: جن احادیث میں عورتوں کا باہر نکلنا آتا ہے وہ یا تو پردہ فرض ہونے سے پہلے تھا یا کسی ضرورت کی وجہ سے پردہ کے ساتھ تھا۔ ان احادیث کو بغیر سوچے سمجھے بے پردگی کیلئے آڑ بنانا محض نادانی ہے اسی طرح اس زمانہ میں عورتوں کا جہادوں میں شرکت کرنا اس وجہ سے تھا کہ اسوقت مردوں کی تعداد تھوڑی تھی اب بھی اگر کسی جگہ مسلمان مرد تھوڑے ہوں اور کفّار زیادہ اور جہاد فرض عین ہو جائے تو عورتیں جہاد میں ضرور جائیں ان جہادوں کو اس زمانہ کی بے حیائی کیلئے آڑ نہ بناؤ۔ اب جہاد کے بہانہ سے عورتوں کو مردوں کے سامنے ننگا پریڈ کرایا جاتا ہے بعض دفعہ مجاہدین نے ضرورتاً گھوڑوں کے پیشاب پئے، درختوں کے پتے کھائے، کیا اب بھی بلا ضرورت یہ کام کرائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ لائے جب جہاد میں عورتوں کی ضرورت پڑے۔ یہاں تک تو نقلی دلائل سے ہم نے پردہ کی ضرورت ثابت کر دی اب عقلی دلیلیں بھی سنئے۔

(۱) عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے ہر

ایک کو دکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کرلے۔اسی طرح عورت کو چھپانا اور غیروں کو نہ دکھانا ضروری ہے۔

(۲)عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول اور پھول چمن میں ہی ہرا بھرا رہتا ہے اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مرجھا جائیگا۔اسی طرح عورت کا چمن اس کا گھر اور اسکے بال بچے ہیں اسکو بلاوجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مرجھا جائے گی۔

(۳)عورت کا دل نہایت نازک ہے بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کرلیتا ہے اسلئے اس کو کچی شیشیاں فرمایا گیا۔ہمارے یہاں بھی عورت کو صنفِ نازک کہتے ہیں اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دور رکھتے ہیں ۔کہ ٹوٹ نہ جائیں، غیروں کی نگاہیں اس کیلئے مضبوط پتھر ہے اسلئے اس کو غیروں سے بچاؤ۔

(۴) عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزت اور آبرو ہے اور اس کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے، سفید کپڑے پر معمولی سا داغ دھبہ دور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اس کے لئے ایک بدنما داغ ہیں، اس لئے اس کو ان دھبوں سے دور رکھو۔

(۵) عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو، اسلئے قرآن کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۵٦)

اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آ گئے تو یوں سمجھو کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی، پھر اسکا دل اپنے گھر بار میں نہ لگے گا جس سے یہ گھر آخر تباہ ہو جائیگا۔

اعتراض: بعض لوگ پردہ کے مسئلہ پر دو اعتراض کرتے ہیں اوّل یہ کہ عورتوں کا

گھروں میں قید رکھنا ان پر ظلم ہے جب ہم باہر کی ہوا کھاتے ہیں تو انکو اس نعمت سے کیوں محروم رکھا جائے دوسرے یہ کہ عورت کو پردے میں رکھنے کی وجہ سے اس کو تپ دق ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کو باہر نکالا جائے۔

جواب: اوّل سوال کا جواب تو یہ ہے کہ گھر عورت کیلئے قید خانہ نہیں بلکہ اس کا چمن ہے گھر کے کاروبار اور اپنے بال بچّوں کو دیکھ کر وہ ایسی خوش رہتی ہیں جیسے چمن میں بُلبل، گھر میں رکھنا اس پر ظلم نہیں، بلکہ عزت وعصمت کی حفاظت ہے اس کو قدرت نے اسی لئے بنایا ہے بکری اسی لئے ہے کہ رات کو گھر رکھی جائے اور شیر چیتا اور محافظ کتا اسلئے ہے کہ انکو آزاد پھرایا جائے اگر بکری کو آزاد کیا تو اس کی جان خطرے میں ہے اسکو شکاری جانور پھاڑ ڈالیں گے۔

دوسرے سوال کا جواب میں کیا دوں، خود تجربہ دے رہا ہے وہ یہ کہ عورت کیلئے پردہ تپ دق کا سبب نہیں ہماری پرانی بزرگ عورتیں گھر کے دروازے سے بھی بے خبر تھیں مگر وہ جانتی بھی نہ تھیں کہ تپ دق کسے کہتے ہیں اور آج کل بے پردگی میں اوّل نمبر دو صوبہ ہیں ایک کاٹھیاواڑ، دوسرا پنجاب، مگر اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان ہی دونوں صوبوں میں تپ دق زیادہ ہے یوپی میں عام طور پر شریفوں کی بہو بیٹیاں پردہ نشین ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں دق بہت ہی کم ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ دق ہے ہی نہیں تو بھی بے جانہ ہوگا۔ جناب اگر پردہ سے دِق پیدا ہوتی ہے تو مردوں کو دِق کیوں ہوتی ہے۔

دوستو! دق کی وجہ کچھ اور ہے یاد رکھو! تندرستی کے دو بڑے اصول ہیں ان کی

پابندی کرو۔ان شاء اللہ عزوجل! تندرست رہو گے۔اوّل یہ کہ بھوکے ہوکر کھاؤ اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ بلکہ روٹی سے بھوکے اُٹھو اور دوسرے یہ کہ تھک کر سوؤ پہلے عورتیں چائے کو جانتی بھی نہ تھیں گھر میں محنت مشقت کے کام کرتی تھیں۔چکی پیسنا،غلّہ صاف کرنا،خوب پسینہ آتا تھا۔بھوک کھل کر لگتی تھی اور رات کو چارپائی پر خوب بے ہوشی کی نیند آتی تھی اسلئے تندرست رہتی تھیں،آج ہم دیکھتے ہیں کہ پردہ والی عورتیں ہشاش بشاش معلوم ہوتی ہیں،ان کے چہرے تروتازہ ہوتے ہیں مگر آوارہ اور بے ہودہ عورتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ اس پھول کو لُو لگ گئی ہے۔ دوستو! یہ سب بہانہ ہیں،ضروری ہے کہ مکان کُھلے ہوادار صاف ہوں،اپنے مکانوں کے صحن بڑے بڑے اور کھلے ہوئے ہوادار رکھو اور عورتوں بچوں کو چائے اور دوسری خشک چیزوں سے بچاؤ اور دودھ گھی وغیرہ کا استعمال رکھو عورتوں کو آرام طلب نہ بناؤ۔

اسلامی پردہ اور طریقہ زندگی:

عورت کا جسم سر سے پاؤں تک ستر ہے جس کا چھپانا ضروری ہے سواء چہرے اور کلائیوں تک ہاتھوں اور ٹخنے سے نیچے تک پاؤں کے،کہ ان کا چھپانا نماز میں فرض نہیں باقی حصّہ اگر کُھلا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔لہٰذا اُسکا لباس ایسا ہونا چاہئے جو سر سے پاؤں تک اس کو ڈھکا رکھے۔اور اسقدر باریک کپڑا نہ پہنے جس سے سر کے بال یا پاؤں کی پنڈلیاں یا پیٹ اوپر سے ننگا ہو۔گھر میں اگر اکیلی یا شوہر یا ماں باپ کے سامنے ہو تو دوپٹہ اتار سکتی ہے لیکن اگر داماد یا دوسرا قرابت دار ہو تو سر باقاعدہ ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے اور شوہر کے سوا جو بھی گھر میں آئے وہ آواز سے خبر کر کے آئے

۔اجنبی عورت کو سوائے چند صورتوں کے دیکھنا منع ہے (۱) طبیب مریضہ کے مرض کی جگہ کو (۲) جس عورت کے ساتھ نکاح کرنا ہے اس کو چھپ کر دیکھ سکتا ہے۔(۳) گواہ جو عورت کے متعلق گواہی دینا چاہے۔(۴) قاضی جو عورت کے متعلق کوئی حکم دینا چاہے۔وہ بھی بقدرِ ضرورت دیکھ سکتا ہے۔آوارہ عورتوں سے بھی شریف عورتیں پردہ کریں۔(درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، مطلب فی ستر العورۃ، ج ۲، ص ۹۵ تا ۱۰۰ ملخصاً و ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج ۹، ص ۶۱۳)

عورت کو اپنے گھر سے نکلنا بھی منع ہے۔سوائے چند موقعہ کے (۱) قابلہ یعنی دائی پیشہ کرنے والی عورت گھر سے نکل سکتی ہے۔(۲) شاہدہ گواہی دینے کے لئے عورت قاضی کے گھر جاسکتی ہے (۳) غاسلہ جو عورت مردہ عورتوں کو غسل دیتی ہے وہ بھی اس ضرورت سے نکل سکتی ہے (۴) کاسبہ جس عورت کا کوئی کمائی کرنے والا نہ ہو وہ روزی حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکل سکتی ہے (۵) زائرہ۔والدین اور خاص اہلِ قرابت سے ملنے کیلئے بھی گھر سے نکل سکتی ہے وغیرہ اگر اس کی پوری تحقیق کرنا ہو تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب مروج النجا لخروج النساء کا مطالعہ کرو۔ہم نے جو کہا ان موقعوں میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پردہ سے نکلے اس طرح نہ نکلے جیسے آج کل رواج ہے کہ یا تو بے برقع باہر پھرتی ہیں یا اگر ہے تو منہ کھلا ہوا اور برقع بھی نہایت خوش نما اور چمکدار کہ دوسرے مردوں کی اس پر خواہ مخواہ نظر پڑے یہ جائز نہیں یہ احکام تھے گھر سے باہر نکلنے کے۔اب رہا سفر کرنا اس کے متعلق یہ ضرور یاد رکھو کہ عورت کو اکیلے یا کسی اجنبی کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔آجکل جو رواج ہوگیا ہے کہ گھر کو خط لکھ دیا

کہ ہم نے اپنی بیوی کو فلاں گاڑی پر سوار کر دیا ہے تم اسٹیشن پر آکر اتار لینا۔ یہ ناجائز بھی ہے اور خطرناک بھی دیور اور بہنوئی وغیرہ سے بڑے بڑے گھروں میں بھی پردہ نہیں بلکہ بعض عورتیں تو کہتی ہیں۔ کہ ان سے پردہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ محض غلط ہے حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا کہ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ دیور تو اور بھی زیادہ موت ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل......الخ، الحدیث ۵۲۳۲، ج ۳، ص ۴۷۲)

بعض جگہ ان سے ہنسی اور مذاق تک کیا جاتا ہے خیال رکھو کہ جس عورت سے کبھی بھی نکاح ہو سکے اس سے پردہ ضروری ہے کہ وہ اجنبی ہے اور جس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو جیسے داماد، رضاعی، بیٹا، باپ، بھائی، خسر، وغیرہ۔ ان سے پردہ ضروری نہیں اگر ان لوگوں سے باقاعدہ پردہ نہ ہو سکے تو کم از کم گھونگھٹ سے رہنا اور ان کے سامنے حیا اور شرم سے رہنا ضروری ہے ایسا باریک لباس نہ پہنو جس سے ننگی معلوم ہو اور ایسا لباس نہ پہنو جو پنڈلیوں سے بالکل چمٹ جاتا ہو اور جس سے بدن کا اندازہ ہوتا ہو ہاں اگر اس گھر میں سوائے شوہر وغیرہ کے کوئی اجنبی نہ آتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ایسے گھر آج کل مشکل سے ملیں گے۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا ہے۔

چو زہرا باش از مخلوق روپوش　　　　که در آغوش شبیرے بہ بینی

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اللہ والی پردہ دار بنو تا کہ اپنی گود میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اولاد دیکھو۔

لڑکیوں کی تعلیم:

اپنی لڑکی کو وہ علم و ہنر ضرور سکھا دو جس کی اس کو جوان ہو کر ضرورت پڑے گی

لہٰذا سب سے پہلے لڑکی کو پاکی پلیدی، حیض و نفاس کے شرعی مسئلے روزہ ، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے مسئلے پڑھا دو یعنی قرآن شریف اور دینیات کے رسالے پڑھا دو۔ پھر کچھ ایسی اخلاقی کتابیں جس میں شوہر کے حقوق بجالانے بچوں کے پالنے ساس نندوں سے میل ومحبت رکھنے کے طریقے سکھائے گئے ہوں وہ بھی ضرور پڑھا دو۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تاریخ بھی مطالعہ کراؤ جس سے دنیا میں رہنے سہنے کا ڈھنگ آ جائے۔ اس کے بعد ہر طرح کا کھانا پکانا، بقدرِ ضرورت سینا پرونا اور دوسری زنانہ دستکاری اور سوئی کا ہنر ضرور سکھاؤ کیونکہ سوئی ہی وہ چیز ہے جس کی ضرورت مرنے کے بعد بھی پڑتی ہے۔ یعنی مردہ سلا ہوا کفن پہن کر قبر میں جاتا ہے سوئی عورتوں کا خاص ہنر ہے کہ اگر (خدا نہ کرے) کبھی عورت پر کوئی مصیبت پڑ جائے یا بیوہ ہو جائے اور کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کر سکے تو گھر میں آبرو سے بیٹھ کر اپنی دستکاریوں سے پیٹ پال سکے۔ آجکل کھانا پکانے اور سینے پرونے کی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

چنانچہ دہلی کا باورچی خانہ، خوان نعمت، خوان یغما۔ کھانے پکانے کے ہنر کے لیے ضرور پڑھا دو بلکہ ان سے ہر طرح کا کھانا پکوالو۔ اور دوستو! تین چیزوں سے اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو بہت بچاؤ ایک ناول، دوسرے کالج اور سکولوں کی تعلیم، تیسرے تھیٹر اور سینما۔ یہ تین چیزیں لڑکیوں کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس وقت لڑکیوں میں جس قدر شوخی، آزادی اور بے غیرتی ہے وہ سب ان تین ہی کی وجہ سے ہے۔ ہم نے دیکھا کہ لڑکیوں کے لیے پہلے تو زنانہ اسکول کھلے اور ان میں پردہ دار گاڑیاں بچیوں کو لانے اور لے جانے کے لیے رکھی گئیں اگرچہ ان میں کانا پردہ تھا مگر

خیر کچھ عار اور شرم تھی۔ پھر وہ گاڑیاں بند ہوئیں اور صرف ایک عورت جس کو ماماں کہتے تھے لانے اور پہنچانے کے لیے رہ گئی۔ پھر وہ بھی ختم۔ صرف یہ رہا کہ جوان لڑکیاں برقعہ پہن کر آتیں۔ پھر یہ بھی ختم ہوا۔ آزادانہ طور سے آنے جانے لگیں۔ پھر عقل کے اندھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کی ایک ہی جگہ تعلیم شروع کرادی اور شارداا یکٹ جاری کرایا جس کے معنی یہ تھے کہ اٹھارہ سال سے پہلے کوئی نکاح نہ کرسکے پھر لڑکیوں اور لڑکوں کو سینما کے عشقیہ ڈرامے دکھائے بیہودہ ناولوں کی روک تھام نہ کی جس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے جذبات کو بھڑکایا گیا اور نکاح روک کر بھڑکے ہوئے جذبات کو پورا ہونے سے روک دیا گیا جس کا منشا صرف یہ ہے کہ حرام کاری بڑھے۔ کیونکہ بھڑکی ہوئی شہوت جب حلال راستہ نہ پائے گی تو حرام کی طرف خرچ ہوگی۔ اور ایسا ہو رہا ہے۔ اب اس وقت یہ حالت ہے کہ جب اسکولوں، کالجوں کی لڑکیاں صبح شام زرق برق لباس میں راستوں سے آپس میں مذاق دل لگی کرتی ہوئی زور سے باتیں کرتی ہوئی عطر لگائے، دوپٹہ سر سے اتارے ہوئے نکلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہندوستان میں پیرس آگیا۔ اور دردمند دل رکھنے والے خون کے آنسو روتے ہیں۔ اکبرالہ آبادی نے خوب فرمایا ہے:

بے پردہ مجھ کو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

کوشش کرو کہ تمہاری لڑکیاں حیادار اور ادب والی بنیں تاکہ ان کی اولاد میں یہ اوصاف پائے جائیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں — معدنِ زر معدنِ فولاد بن سکتی نہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

اے غافلو! اے مشین والو! اگر مشین صحیح طریقہ سے چلانا چاہتے ہو تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طریقہ پر چلاؤ جیسے جسم پر جان حکومت کرتی ہے کہ ہر عضو اس کی مرضی سے حرکت کرتا ہے اس طرح اس جان پر اس سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حاکم بناؤ کہ جو حرکت ہو ان ہی کی رضا سے ہو اسی کا نام تصوّف ہے اور یہ ہی حقیقت، معرفت، اور طریقت کا مغز ہے حضرت صدرالا فاضل دام ظلہم نے خوب فرمایا:

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکہ آ کر　　کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کردو باہر
آپ آجایئے قالب میں مرے جاں بن کر　　سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں بن کر

اسلامی شکل اور لباس:

اسلامی شکل یہ ہے کہ سر کے بال یا تو سب رکھائے یا سب کٹوا دے یا سب منڈائے کچھ بال رکھنا کچھ کٹوانا منع ہیں، جیسے کہ انگریزی بال میں ہوتا ہے ایسے ہی کچھ بال رکھنا اور کچھ منڈانا منع ہے۔ جیسے کہ بعض لوگ بیچ سر پر پان رکھواتے ہیں یا بعض لوگ سر کے اگلے حصے پر چھجے رکھواتے ہیں یا بعض جاہل مسلمان کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے سروں پر ہندوؤں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں۔ یہ سب منع ہے اور جس کے کل بال رکھے ہوں وہ یا تو کان کی لو تک، یا کندھوں تک رکھے یعنی تا بگوش یا تا بدوش۔ کہ یہ سنت ہے اور زیادہ لمبے بال رکھنا اور اس میں چوٹی مانگ عورتوں کی طرح کرنا منع ہے۔

مونچھ اس قدر کاٹنا ضروری ہے کہ اوپر کے ہونٹ کی ڈوری کھل جائے بالکل نہ کٹوانا یا بالکل منڈا دینا منع ہے اور اور داڑھی ایک مٹھی رکھنا ضروری ہے یعنی ٹھوڑی کے نیچے جو بال ہیں انکو اپنی مٹھی میں پکڑے جو مٹھی سے آگے نکلے ہوں وہ کٹوادے یعنی مٹھی سے کم کرنا بھی منع اور مٹھی سے زیادہ لمبی رکھنا بھی منع ہے اب رہی آس پاس کی داڑھی یعنی جبڑوں پر کے بال وہ جس گول دائرے میں آجائیں وہ نہ کٹوائے اور جو دائرے سے نکل جائیں وہ کٹوادے یعنی جبکہ ٹھوڑی کے نیچے کے بال ایک مٹھی لمبے ہوں اور اسکے دائرے میں جس قدر بال آجائیں اسکا کٹوانا بھی منع ہے۔ ناک کے بال کٹوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے اگر بغل کے بال بھی استرے سے مونڈے جائیں تو بھی حرج نہیں ناف کے نیچے کے بال مونڈنا سنت ہے قینچی سے کاٹنا نحوست کا سبب ہے ہاتھوں پاؤں کے ناخن کٹوانا بھی سنت ہے بہتر یہ ہے کہ سارے کام ہر ہفتہ میں ایک بار ضرور کرے اگر ہر ہفتہ نہ کرسکے تو چالیس دن سے زیادہ دیر نہ لگائے۔ مرد کو اپنے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا زینت کیلئے منع ہے۔

اسلامی لباس:

اسلامی لباس یہ ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک کا جسم ڈھکنا فرض ہے اگر نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔ اور نماز کے سوا بھی اگر چہ اکیلے میں ہی بلا وجہ کھولے تو گنہگار ہوگا اس کے سوا باقی لباس میں بہتر یہ ہے کہ پگڑی سر پر باندھے اور پوری آستین کی قمیص یا کُرتہ پہنے اور ٹخنوں سے اُونچا تہبند یا پاجامہ پہنے ان کپڑوں کے سوا

چکن، واسکٹ جو کچھ بھی پہنے وہ کافروں کے لباس کی طرح نہ ہو۔ پگڑی کے نیچے ٹوپی ہونا چاہئے اگر ٹوپی نہ ہوتو بھی سر کی کھوپڑی ڈھک لے اگر کھوپڑی کھلی رہی اور آس پاس پگڑی لپیٹی رہی تو سخت بُرا ہے اور اگر فقط ٹوپی اوڑھے تو ایسی ٹوپی سے بچے جو کفار یا فاسقوں کی خاص ٹوپی ہے جیسے گاندی کیپ، ہیٹ، ہندوانی گول ٹوپی، ایک قاعدہ یاد رکھو وہ یہ کہ جو لباس کافروں کی قومی نشانی ہو اسکا استعمال مسلمانوں کو حرام ہے جیسے ہیٹ اور ہندوانی دھوتی وغیرہ اور جو لباس کہ کافروں کی مذہبی پہچان بن چکا ہے اسکا استعمال کفر ہے جیسے کہ ہندوانی چوٹی اور زنار اور عیسائی قوم کا صلیبی نشان وغیرہ یعنی جس لباس کو دیکھ کر لوگ جانیں کہ یہ ہندو یا عیسائی کا لباس ہے اس لباس سے مسلمانوں کو بچنا از حد ضروری ہے۔

دوسری ضروری باتیں اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چرچا رکھو اپنی بیوی بچوں کو نماز کا سخت پابند بناؤ۔ سات برس کے بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس برس کے بچوں کو مار مار کر نماز پڑھاؤ رات کو جلدی سو جاؤ صبح کو جلد جاگو اپنے بچوں کو جلد جگا دو۔ کیونکہ وہ رحمت کے نازل ہونے کا وقت ہے بچوں کو تعلیم دو کہ وہ ہر کام بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کریں اور صبح کے وقت تمہارے گھروں سے قرآن کریم کی آوازیں آتی ہوں کہ قرآن شریف کی آواز مصیبتوں کو ٹالتی ہے جب ایک گھنٹہ ان نیک کاموں میں خرچ کرو پھر اللہ عزوجل! کا نام لے کر دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو جاؤ عورتوں کا لباس دوسری فصل میں بیان ہوگا۔

دوسری فصل

عورتوں کا پردہ

عورتوں کیلئے پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ۔ اے مسلم قوم! اگر تو اپنی دینی اور دنیوی ترقی چاہتی ہے تو عورتوں کی اسلامی حکم کے مطابق پردے میں رکھو ہم اس کے متعلق ایک مختصر سے گفتگو کر کے پردے کے عقلی اور نقلی دلائل اور بے پردگی کے نقصان بیان کرتے ہیں۔

قدرت نے اپنی مخلوق کو علیٰحدہ علیحدہ کاموں کیلئے بنایا ہے اور جس کو جس کام کیلئے بنایا ہے اسکے مطابق اس کا مزاج بنایا، ہر چیز سے قدرتی کام لینا چاہئے جو خلافِ فطرت کام لے گا وہ خرابی میں پڑے گا۔ اسکی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ ٹوپی سر پر رکھنے اور جوتا پاؤں میں پہننے کیلئے ہے جو جوتا سر پر باندھ لے اور ٹوپی پاؤں میں لگالے وہ دیوانہ ہے، گلاس پانی پینے اور اگالدان تھوکنے کے لئے ہے جو کوئی اگالدان پانی پیئے اور گلاس میں تھوکے وہ پورا پاگل ہے، بیل کی جگہ گھوڑا اور گھوڑے کی جگہ بیل کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح انسان کے دو گروہ کیے گئے ہیں ایک عورت دوسرے مرد۔ عورت کو گھر میں رہ کر اندرونی زندگی سنبھالنے کیلئے بنایا گیا ہے اور مرد کو باہر پھر کر کھانے اور باہر کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بنایا۔ مثل مشہور ہے کہ کہ پچاس عورتوں کی کمائی میں وہ برکت نہیں جو ایک مرد کی کمائی میں ہے اور پچاس مردوں سے گھر میں رونق نہیں جو ایک عورت سے ہے، اسی لئے شوہر کے ذمہ بیوی کا سارا خرچ رکھا ہے اور بیوی کے ذمہ شوہر کا خرچہ نہیں۔ کیونکہ عورت کمانے کیلئے بنی ہی نہیں اسی

لئے عورتوں کو وہ چیزیں دیں جس سے اس کو مجبوراً گھر میں بیٹھنا پڑے۔ اور مردوں کو اس سے آزاد رکھا۔ جیسے بچے جننا، حیض ونفاس آنا۔ بچوں کو دودھ پلانا وغیرہ اسی لئے بچپن سے ہی لڑکوں کو بھاگ دوڑ، اُچھل کود کے کھیل پسند ہیں جیسے، کبڈی، کسرت، ڈنڈ لگانا وغیرہ اور لڑکیوں کو قدرتی طور پر وہ کھیل پسند ہیں جن میں بھاگنا دوڑنا نہ ہو بلکہ ایک جگہ بیٹھا رہنا پڑے جیسے گڑیا سے کھیل۔ سینا پرونا چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکانا آپ نے کسی چھوٹی بچی کو کبڈی کھیلتے، ڈنڈ لگاتے نہ دیکھا ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے لڑکوں کو باہر کیلئے اور لڑکیوں کو گھر کے اندر کیلئے پیدا کیا ہے۔ اب جو شخص عورتوں کو باہر نکالے یا مردوں کو اندر رہنے کا مشورہ دے وہ ایسا ہی دیوانہ ہے جیسا کہ جوتوپی پاؤں میں اور جوتا سر پر رکھے۔

جب آپ نے اتنا سمجھ لیا کہ مرد اور عورت ایک ہی کام کیلئے نہ بنے بلکہ علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے تو اب جو کوئی ان دونوں فریقوں کو ایک کام سپرد کرنا چاہے وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے اس کو کبھی بھی کامیابی نہ ہوگی۔ گویا یوں سمجھو کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اندورنی اور گھریلو دونوں کیلئے عورت اور مرد باہر کیلئے اگر آپ نے عورت اور مرد دونوں کو باہر نکال دیا تو گویا آپ نے زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ نکال دیا تو یقیناً گاڑی نہ چل سکے گی۔ اب ہم عقلی اور نقلی دلائل پردہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

(۱) سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ایسی مائیں کہ تمام جہان کی مائیں ان کے قدم پاک پر قربان اگر وہ بیویاں مسلمانوں سے پردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا تھا، کیونکہ

اولاد سے پردہ کیسا۔ مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کر کے فرمایا،

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (پ۲۲،الاحزاب ۳۳)

یعنی اے نبی کی بیویو! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔ اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

اس میں تو ان بیویوں سے کلام تھا۔ اب مسلمانوں سے حکم ہو رہا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط (پ۲۲،الاحزاب:۵۳)

یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی استعمال کی چیز مانگو، تو پردے کے باہر سے مانگو۔

دیکھو بیویوں کو اُدھر گھروں میں روک دیا اور مسلمانوں کو باہر سے کوئی چیز مانگنے کا یہ طریقہ سکھایا۔

(۲) مشکوٰۃ باب النظر الی لمخطوبہ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی دو بیویوں حضرتِ امِ سلمہ اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت عبداللہ ابن مکتوم جو کہ نابینا تھے آ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں بیویوں سے فرمایا: کہ اِحْتَجِبَا مِنْهُ ان سے پردہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ تو نابینا ہیں فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء......الخ، الحدیث ۲۷۸۷، ج ۷، ص ۳۵۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ ہی ضروری نہیں کہ مرد عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی عورت غیر مرد کو نہ دیکھے۔ دیکھو یہاں مرد نابینا ہیں مگر پردہ کا حکم دیا گیا۔

(۳) ایک لڑائی میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے جارہے ہیں آگے آگے حضرت آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گیت گاتے ہوئے جارہے ہیں لشکر کے ساتھ کچھ باپردہ عورتیں بھی ہیں حضرت آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش آواز تھے ارشاد فرمایا: اے آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا گیت بند کرو کیونکہ میرے ساتھ کچی شیشیاں ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآدب، باب البیان والشعر، الفصل الثانی، الحدیث ۴۸۰۶، ج ۳، ص ۱۸۸)

(وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث ۲۳۲۳، ص ۱۲۶۹)

اس میں عورتوں کے دلوں کو کچی شیشیاں فرمایا، جس سے معلوم ہوا ہے کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت مرد کا اور مرد عورت کا گانا نہ سنیں۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو بھی حکم تھا کہ نمازِ عید اور دوسری نمازوں میں حاضر ہوا کریں اسی طرح وعظ کے جلسوں میں شرکت کیا کریں کیونکہ اسلام بالکل نیا نیا دنیا میں آیا تھا۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وعظ عورتیں نہ سنتیں تو شریعت کے حکم اپنے لئے کیسے معلوم کرتیں مگر پھر بھی ان کے نکلنے میں بہت پابندیاں لگا دی گئی تھیں کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں، بیچ راستہ کسی غیر سے بات نہ کریں فجر کی نماز اس قدر اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی کہ عورتیں پڑھ کر نکل جائیں اور کوئی پہچان نہ سکے عورتیں مردوں سے بالکل پیچھے کھڑی ہوتی تھیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں ان کو مسجدوں میں آنے اور عید گاہ جانے سے بھی روک دیا عورتوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ ہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیک کاموں سے روک دیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام بھی اس زمانہ کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجدوں سے

روک دیتے دیکھو شامی وغیرہ۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی حمل المیت، ج ۳، ص ۱۶۲ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس...... الحدیث ۸۶۹، ج ۱، ص ۳۰۰)

ان احادیث میں غور کرو کہ وہ زمانہ نہایت خیر و برکت کا۔ یہ زمانہ شر و فساد کا، اسوقت عام مرد پرہیز گار، اب نہایت آزاد اور فساق اور فجار، اس وقت عام عورتیں پاک دامن حیا والی اور شرمیلی ۔اب عام عورتیں بے غیرت، آزاد اور بے شرم جب اس وقت عورتوں سے پردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اس وقت سے اچھا ہے؟ ہم نے مختصر طریقہ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں پردہ کی ضرورت بیان کی۔

(۵) اب فقہ کی بھی سیر کرتے چلئے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ عورت کے سر سے نکلے ہوئے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن بھی غیر مرد نہ دیکھے (دیکھو شامی باب الستر)

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں عید، بقر عید کی نماز واجب نہیں، کیوں؟ اسلئے کہ یہ نمازیں جماعت سے مسجدوں میں ہی ہوتی ہیں اور عورتوں کو بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عورت پر حج کیلئے سفر کرنا اس وقت تک فرض نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ اپنا محرم نہ ہو یعنی، باپ بیٹا یا شوہر وغیرہ عورت کا منہ غیر مرد نہ دیکھے۔ (دیکھو شامی باب الستر)

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی قولھم ...... الخ، ج ۳، ص ۵۳۱)

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے کیوں؟ اسلئے کہ اگر دن میں دفن کیا گیا تو کم از کم دفن کرنے والوں کو

میرے جسم کا اندازہ تو ہو جائے گا۔ یہ بھی منظور نہیں غرضیکہ پردہ کی وجہ سے شریعت نے بہت سے حکم عورتوں سے اُٹھا لئے۔

غورتو کرو: کہ جب عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں قبرستان جانے کی اجازت نہیں عیدگاہ میں جا کر عید پڑھنے کی اجازت نہیں تو بازاروں، کالجوں اور کمپنی باغوں میں سیر کیلئے جانیکی اجازت کیونکر ہوگی۔ کیا بازار کالج اور کمپنی باغ مسجدوں اور مکّہ شریف سے بڑھ کر ہیں؟

نوٹ ضروری: جن احادیث میں عورتوں کا باہر نکلنا آتا ہے وہ یا تو پردہ فرض ہونے سے پہلے تھا یا کسی ضرورت کی وجہ سے پردہ کے ساتھ تھا۔ ان احادیث کو بغیر سوچے سمجھے بے پردگی کیلئے آڑ بنانا محض نادانی ہے اسی طرح اس زمانہ میں عورتوں کا جہادوں میں شرکت کرنا اس وجہ سے تھا کہ اسوقت مردوں کی تعداد تھوڑی تھی اب بھی اگر کسی جگہ مسلمان مرد تھوڑے ہوں اور کفّار زیادہ اور جہاد فرض عین ہو جائے تو عورتیں جہاد میں ضرور جائیں ان جہادوں کو اس زمانہ کی بے حیائی کیلئے آڑ نہ بناؤ۔ اب جہاد کے بہانہ سے عورتوں کو مردوں کے سامنے ننگا پریڈ کرایا جاتا ہے بعض دفعہ مجاہدین نے ضرورتاً گھوڑوں کے پیشاب پیئے، درختوں کے پتے کھائے، کیا اب بھی بلا ضرورت یہ کام کرائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ لائے جب جہاد میں عورتوں کی ضرورت پڑے۔ یہاں تک تو نقلی دلائل سے ہم نے پردہ کی ضرورت ثابت کر دی اب عقلی دلیلیں بھی سنئے۔

(۱) عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے ہر

ایک کو دکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کرلے۔اسی طرح عورت کو چھپانا اور غیروں کو نہ دکھانا ضروری ہے۔

(۲) عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول اور پھول چمن میں ہی ہرا بھرا رہتا ہے اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مرجھا جائیگا۔اسی طرح عورت کا چمن اس کا گھر اور اسکے بال بچے ہیں اسکو بلا وجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مرجھا جائے گی۔

(۳) عورت کا دل نہایت نازک ہے بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کرلیتا ہے اسلئے اس کو کچی شیشیاں فرمایا گیا۔ہمارے یہاں بھی عورت کو صنف نازک کہتے ہیں اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دور رکھتے ہیں۔کہ ٹوٹ نہ جائیں، غیروں کی نگاہیں اس کیلئے مضبوط پتھر ہے اسلئے اس کو غیروں سے بچاؤ۔

(۴) عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزت اور آبرو ہے اور اس کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے، سفید کپڑے پر معمولی سا داغ دھبہ دور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اس کے لئے ایک بدنما داغ ہیں، اس لئے اس کو ان دھبوں سے دور رکھو۔

(۵) عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو، اسلئے قرآن کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۵۶)

اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آگئے تو یوں سمجھو کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی، پھر اسکا دل اپنے گھر بار میں نہ لگے گا جس سے یہ گھر آخر تباہ ہو جائیگا۔

اعتراض: بعض لوگ پردہ کے مسئلہ پر دو اعتراض کرتے ہیں اوّل یہ کہ عورتوں کا

گھروں میں قید رکھنا ان پر ظلم ہے جب ہم باہر کی ہوا کھاتے ہیں تو انکو اس نعمت سے کیوں محروم رکھا جائے دوسرے یہ کہ عورت کو پردے میں رکھنے کی وجہ سے اس کو تپ دق ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کو باہر نکالا جائے۔

جواب: اوّل سوال کا جواب تو یہ ہے کہ گھر عورت کیلئے قید خانہ نہیں بلکہ اس کا چمن ہے گھر کے کاروبار اور اپنے بال بچوں کو دیکھ کر وہ ایسی خوش رہتی ہیں جیسے چمن میں بُلبل، گھر میں رکھنا اس پر ظلم نہیں، بلکہ عزت وعصمت کی حفاظت ہے اس کو قدرت نے اسی لئے بنایا ہے بکری اسی لئے ہے کہ رات کو گھر رکھی جائے اور شیر چیتا اور محافظ کتا اسلئے ہے کہ انکو آزاد پھرایا جائے اگر بکری کو آزاد کیا تو اس کی جان خطرے میں ہے اسکو شکاری جانور پھاڑ ڈالیں گے۔

دوسرے سوال کا جواب میں کیا دوں، خود تجربہ دے رہا ہے وہ یہ کہ عورت کیلئے پردہ تپ دق کا سبب نہیں ہماری پرانی بزرگ عورتیں گھر کے دروازے سے بھی بے خبر تھیں مگر وہ جانتی بھی نہ تھیں کہ تپ دق کسے کہتے ہیں اور آج کل بے پردگی میں اوّل نمبر دو صوبہ ہیں ایک کاٹھیاواڑ، دوسرا پنجاب، مگر اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان ہی دونوں صوبوں میں تپ دق زیادہ ہے یوپی میں عام طور پر شریفوں کی بہو بیٹیاں پردہ نشین ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں دق بہت ہی کم ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ دق ہے ہی نہیں تو بھی بے جا نہ ہوگا۔ جناب اگر پردہ سے دِق پیدا ہوتی ہے تو مردوں کو دِق کیوں ہوتی ہے۔

دوستو! دق کی وجہ کچھ اور ہے یاد رکھو! تندرستی کے دو بڑے اصول ہیں ان کی

پابندی کرو۔ان شاء اللہ عزوجل! تندرست رہو گے۔اوّل یہ کہ بھوکے ہوکر کھاؤ اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ بلکہ روٹی سے بھوکے اُٹھو اور دوسرے یہ کہ تھک کر سوؤ پہلے عورتیں چائے کو جانتی بھی نہ تھیں گھر میں محنت مشقت کے کام کرتی تھیں۔چکی پیسنا،غلّہ صاف کرنا،خوب پسینہ آتا تھا۔بھوک کھل کر لگتی تھی اور رات کو چارپائی پر خوب بے ہوشی کی نیند آتی تھی اسلئے تندرست رہتی تھیں،آج ہم دیکھتے ہیں کہ پردہ والی عورتیں ہشاش بشاش معلوم ہوتی ہیں،ان کے چہرے تر و تازہ ہوتے ہیں مگر آوارہ اور بے ہودہ عورتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ اس پھول کو لُو لگ گئی ہے۔

دوستو! یہ سب بہانہ ہیں،ضروری ہے کہ مکان کُھلے ہوادار صاف ہوں،اپنے مکانوں کے صحن بڑے بڑے اور کھلے ہوئے ہوادار رکھو اور عورتوں بچوں کو چائے اور دوسری خشک چیزوں سے بچاؤ اور دودھ گھی وغیرہ کا استعمال رکھو عورتوں کو آرام طلب نہ بناؤ۔

اسلامی پردہ اور طریقہ زندگی:

عورت کا جسم سر سے پاؤں تک ستر ہے جس کا چھپانا ضروری ہے سواء چہرے اور کلائیوں تک ہاتھوں اور ٹخنے سے نیچے تک پاؤں کے،کہ ان کا چھپانا نماز میں فرض نہیں باقی حصہ اگر کُھلا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔لہٰذا اُسکا لباس ایسا ہونا چاہئے جو سر سے پاؤں تک اس کو ڈھکا رکھے۔اور اسقدر باریک کپڑا نہ پہنے جس سے سر کے بال یا پاؤں کی پنڈلیاں یا پیٹ اوپر سے ننگا ہو۔گھر میں اگر اکیلی یا شوہر یا ماں باپ کے سامنے ہو تو دوپٹہ اتار سکتی ہے لیکن اگر داماد یا دوسرا قرابت دار ہو تو سر باقاعدہ ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے اور شوہر کے سوا جو بھی گھر میں آئے وہ آواز سے خبر کر کے آئے

۔اجنبی عورت کوسوائے چند صورتوں کے دیکھنا منع ہے (۱) طبیب مریضہ کے مرض کی جگہ کو (۲) جس عورت کے ساتھ نکاح کرنا ہے اس کو چھپ کر دیکھ سکتا ہے۔ (۳) گواہ جو عورت کے متعلق گواہی دینا چاہے۔ (۴) قاضی جو عورت کے متعلق کوئی حکم دینا چاہے۔ وہ بھی بقدرِ ضرورت دیکھ سکتا ہے۔ آوارہ عورتوں سے بھی شریف عورتیں پردہ کریں۔ (درمختار و ردالمحتار ،کتاب الصلوٰۃ ،با ب شروط الصلوٰۃ ،مطلب فی ستر العورۃ، ج ۲،ص ۹۵ تا ۱۰۰ ملتقطاً ور دالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج ۹، ص ۶۱۳)

عورت کو اپنے گھر سے نکلنا بھی منع ہے۔ سوائے چند موقعہ کے (۱) قابلہ یعنی دائی پیشہ کرنے والی عورت گھر سے نکل سکتی ہے۔ (۲) شاہدہ گواہی دینے کے لئے عورت قاضی کے گھر جا سکتی ہے (۳) غاسلہ جو عورت مردہ عورتوں کو غسل دیتی ہے وہ بھی اس ضرورت سے نکل سکتی ہے (۴) کاسبہ جس عورت کا کوئی کمائی کرنے والا نہ ہو وہ روزی حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکل سکتی ہے (۵) زائرہ۔ والدین اور خاص اہلِ قرابت سے ملنے کیلئے بھی گھر سے نکل سکتی ہے وغیرہ اگر اس کی پوری تحقیق کرنا ہو تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب مروج النجا لخروج النساء کا مطالعہ کرو۔ ہم نے جو کہا ان موقعوں میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پردہ سے نکلے اس طرح نہ نکلے جیسے آج کل رواج ہے کہ یا تو بے برقع باہر پھرتی ہیں یا اگر برقع ہے تو منہ کھلا ہوا اور برقع بھی نہایت خوش نما اور چمکدار کہ دوسرے مردوں کی اس پر خواہ مخواہ نظر پڑے یہ جائز نہیں یہ احکام تھے گھر سے باہر نکلنے کے۔ اب رہا سفر کرنا اس کے متعلق یہ ضرور یاد رکھو کہ عورت کو اکیلے یا کسی اجنبی کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ آجکل جو رواج ہو گیا ہے کہ گھر کو خط لکھ دیا

کہ ہم نے اپنی بیوی کو فلاں گاڑی پر سوار کر دیا ہے تم اسٹیشن پر آ کر اتار لینا۔ یہ ناجائز بھی ہے اور خطرناک بھی دیور اور بہنوئی وغیرہ سے بڑے بڑے گھروں میں بھی پردہ نہیں بلکہ بعض عورتیں تو کہتی ہیں کہ ان سے پردہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ محض غلط ہے حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا کہ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ دیور تو اور بھی زیادہ موت ہے۔(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل......الخ، الحدیث ۵۲۳۲، ج ۳، ص ۴۷۲)

بعض جگہ ان سے ہنسی اور مذاق تک کیا جاتا ہے خیال رکھو کہ جس عورت سے کبھی بھی نکاح ہو سکے اس سے پردہ ضروری ہے کہ وہ اجنبی ہے اور جس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو جیسے داماد، رضاعی، بیٹا، باپ، بھائی، خسر، وغیرہ۔ ان سے پردہ ضروری نہیں اگر ان لوگوں سے باقاعدہ پردہ نہ ہو سکے تو کم از کم گھونگھٹ سے رہنا اور اُن کے سامنے حیا اور شرم سے رہنا ضروری ہے ایسا باریک لباس نہ پہنو جس سے ننگی معلوم ہو اور ایسا لباس نہ پہنو جو پنڈلیوں سے بالکل چمٹ جاتا ہو اور جس سے بدن کا اندازہ ہوتا ہو ہاں اگر اس گھر میں سوائے شوہر وغیرہ کے کوئی اجنبی نہ آتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ایسے گھر آج کل مشکل سے ملیں گے۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا ہے۔

چو زہرا باش از مخلوق روپوش کہ در آغوش شبّیرے بہ بینی

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اللہ والی پردہ دار بنو تا کہ اپنی گود میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اولاد دیکھو۔

لڑکیوں کی تعلیم:

اپنی لڑکی کو وہ علم و ہنر ضرور سکھا دو جس کی اس کو جوان ہو کر ضرورت پڑے گی

لہٰذا سب سے پہلے لڑکی کو پاکی پلیدی، حیض و نفاس کے شرعی مسئلے روزہ، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے مسئلے پڑھا دو یعنی قرآن شریف اور دینیات کے رسالے پڑھا دو۔ پھر کچھ ایسی اخلاقی کتابیں جس میں شوہر کے حقوق بجالانے بچوں کے پالنے ساس نندوں سے میل و محبت رکھنے کے طریقے سکھائے گئے ہوں وہ بھی ضرور پڑھا دو۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تاریخ بھی مطالعہ کراؤ جس سے دنیا میں رہنے سہنے کا ڈھنگ آجائے۔ اس کے بعد ہر طرح کا کھانا پکانا، بقدرِ ضرورت سینا پرونا اور دوسری زنانہ دستکاری اور سوئی کا ہنر ضرور سکھاؤ کیونکہ سوئی ہی وہ چیز ہے جس کی ضرورت مرنے کے بعد بھی پڑتی ہے۔ یعنی مردہ سلا ہوا کفن پہن کر قبر میں جاتا ہے سوئی عورتوں کا خاص ہنر ہے کہ اگر (خدا نہ کرے) کبھی عورت پر کوئی مصیبت پڑ جائے یا بیوہ ہو جائے اور کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کر سکے تو گھر میں آبرو سے بیٹھ کر اپنی دستکاریوں سے پیٹ پال سکے۔ آجکل کھانا پکانے اور سینے پرونے کی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

چنانچہ دہلی کا باورچی خانہ، خوان نعمت، خوان یغما۔ کھانے پکانے کے ہنر کے لیے ضرور پڑھا دو بلکہ ان سے ہر طرح کا کھانا پکوالو۔ اور دوستو! تین چیزوں سے اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو بہت بچاؤ ایک ناول، دوسرے کالج اور سکولوں کی تعلیم، تیسرے تھیٹر اور سینما۔ یہ تین چیزیں لڑکیوں کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس وقت لڑکیوں میں جس قدر شوخی، آزادی اور بے غیرتی ہے وہ سب ان تین ہی کی وجہ سے ہے۔ ہم نے دیکھا کہ لڑکیوں کے لیے پہلے تو زنانہ اسکول کھلے اور ان میں پردہ دار گاڑیاں بچیوں کو لانے اور لے جانے کے لیے رکھی گئیں اگرچہ ان میں کانا پردہ تھا مگر

خیر کچھ عار اور شرم تھی۔ پھر وہ گاڑیاں بند ہوئیں اور صرف ایک عورت جس کو ماماں کہتے تھے لانے اور پہنچانے کے لیے رہ گئی۔ پھر وہ بھی ختم۔ صرف یہ رہا کہ جوان لڑکیاں برقعہ پہن کر آتیں۔ پھر یہ بھی ختم ہوا۔ آزادانہ طور سے آنے جانے لگیں۔ پھر عقل کے اندھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کی ایک ہی جگہ تعلیم شروع کرادی اور شاردا ایکٹ جاری کرایا جس کے معنی یہ تھے کہ اٹھارہ سال سے پہلے کوئی نکاح نہ کرسکے پھر لڑکیوں اور لڑکوں کو سینما کے عشقیہ ڈرامے دکھائے بیہودہ ناولوں کی روک تھام نہ کی جس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے جذبات کو بھڑکایا گیا اور نکاح روک کر بھڑکے ہوئے جذبات کو پورا ہونے سے روک دیا گیا جس کا منشا صرف یہ ہے کہ حرام کاری بڑھے۔ کیونکہ بھڑکی ہوئی شہوت جب حلال راستہ نہ پائے گی تو حرام کی طرف خرچ ہوگی۔ اور ایسا ہو رہا ہے۔ اب اس وقت یہ حالت ہے کہ جب اسکولوں، کالجوں کی لڑکیاں صبح شام زرق برق لباس میں راستوں سے آپس میں مذاق دل لگی کرتی ہوئی زور سے باتیں کرتی ہوئی عطر لگائے، دوپٹہ سر سے اتارے ہوئے نکلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہندوستان میں پیرس آگیا۔ اور درد مند دل رکھنے والے خون کے آنسو روتے ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی نے خوب فرمایا ہے:

بے پردہ مجھ کو آئیں نظر چند بیبیاں ۔۔۔ اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جوان سے آپ کا پردہ کدھر گیا ۔۔۔ کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

کوشش کرو کہ تمہاری لڑکیاں حیادار اور ادب والی بنیں تاکہ ان کی اولاد میں یہ اوصاف پائے جائیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں ۔۔۔ معدنِ زر معدنِ فولاد بن سکتی نہیں

یادرکھو کہ اس زمانہ میں ان سکولوں اور کالجوں نے قوم میں انقلاب پیدا کردیا ہے۔آج طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی قوم کا نقشہ بدلنا ہو تو اس قوم کے بچوں کو کالج کی تعلیم دلاؤ۔ بہت جلد اس قسم کی حالت بدل جائے گی۔ اکبر نے خوب کہا ہے:

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

اور دوستو! بعض اسکولوں اور کالجوں کے نام میں اسلام کا نام بھی لگا ہوتا ہے یعنی ان کا نام ہوتا ہے اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج اس نام سے دھوکہ نہ کھاؤ اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج نام رکھنا، فقط مسلم قوم سے اسلام کے نام پر چندہ وصول کرنے کے لیے ہے۔ ورنہ کام سب کالجوں کا قریب قریب یکساں ہے۔غضب تو دیکھو کہ نام اسلامیہ اسکول اور تعطیل ہوتی ہے اتوار کے دن۔اسلام میں تو بڑا دن جمعہ کا ہے۔ ہر کام انگریزی میں، وہاں کے طلباء کے اخلاق اور عادات انگریزی۔ پھر یہ اسلامیہ اسکول کہاں رہا؟ بعض اسکولوں کے نام بجائے اسلامیہ اسکول کے محمڈن اسکول یا محمڈن کالج رکھ دیے گئے۔اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کا نام رکھا ہے ''مسلمین'' قرآن فرماتا ہے:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۝ۙ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

(پ ۱۷، الحج: ۷۸)

مگر عیسائیوں کی طرف سے ہمارا نام محمڈن رکھا گیا۔ہم لوگوں کو وہی نام پسند آیا جو کہ عیسائیوں نے ہم کو دیا۔غرضیکہ ان اسکولوں سے اپنی لڑکیوں کو بچاؤ اور اپنے لڑکوں کو بھی وہاں تعلیم ضرورتاً دلواؤ، مگر ان کا دین و مذہب سنبھال کر، اس طرح لڑکیوں کو گھر پر جو ماسٹروں سے پڑھواتے ہیں یا عیسائی عورتوں یا لیڈیوں سے تعلیم دلواتے ہیں

وہ بھی سخت غلطی کرتے ہیں بہت جگہ دیکھا گیا کہ لڑکیاں ماسٹروں کے ساتھ بھاگ گئیں اوران آوارہ استانیوں کے ذریعہ سے ہزار ہا فتنے پھیلے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آخرلڑکیوں کواس قدراعلیٰ تعلیم کی ضرورت کیا ہے۔ان کوتو وہ چیزیں پڑھاؤ،جس سے ان کوکام کرنا پڑتا ہے۔ان کا ساراخرچہ تو شوہروں کے ذمہ ہوگا۔ پھران کواس قدر تعلیم سے کیا فائدہ ہے؟ غرضیکہ اپنی اولاد کودین داراور ہنر مند بناؤ کہ اسی میں دین دنیا کی بھلائی ہے۔اپنی لڑکیوں کوصرف خاتون جنت فاطمۃ الزہرارضی اللہ تعالیٰ عنہاکے نقش قدم پر چلاؤ۔ان کی پاک زندگی کا نقشہ وہ ہے جوڈاکٹر اقبال نے اس طرح بیان فرمایا:

آں ادب پرورده شرم وحیا　　آسیا گردان ولب قرآں سرا

آتشین ونور یاں بفرماں برش　　گم رضا کش دررضا شوہرش

ہاتھ میں چکی اورمنہ میں قرآن دونوں جہان اُن کی فرمانبرداراوروہ خاوندکی مطیع۔

ناپسندیدہ رسوم

ہر شخص کو ایک دن مرنا اور دنیا سے جانا ہے اور کیا خبر ہے کہ کس کی موت کس جگہ اور کس وقت آجائے۔ اس لئے ہر مسلمان کو لازم ہے، میت کے غسل اور کفن دفن کے مسائل سیکھے کہ اگر کسی جگہ ضرورت پڑ جائے تو اس کا کام نہ رُکے۔ ہم نے آج یہ سمجھ رکھا ہے کہ میت کا غسل اور کفن صرف ملاں کا کام ہے۔ ہماری اس میں بے عزتی ہے لیکن اگر کسی کا باپ یا کوئی قرابت دار مر جائے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قبر تک پہنچانے کا سامان کردے تو اس میں بے عزتی کیا ہوگی؟ کیا باپ کے مرنے کے بعد اس کو چھونا بھی بے عزتی ہے۔

ایک مسلمان صاحب بہادر کا انتقال نئی دہلی میں ہوگیا وہ حضرت پنجاب کے رہنے والے تھے۔ وہاں کوئی غسل دینے والا نہ ملا بہت دیر تک ان کے والد کی لاش بے غسل پڑی رہی۔ ضلع بدایوں میں ایک جگہ ایک شخص کے والد کا فاتحہ تھا چونکہ وہ مجمع صاحب بہادروں کا تھا کسی کو قرآن پاک پڑھنا نہ آتا تھا۔ اب بڑی مشکل پڑی آخر کار فوٹوگراف میں سورہ یسین کا ریکارڈ بجا کر اس ریکارڈ کا ثواب مردہ باپ کی روح کو پہنچایا گیا۔

یہ دو باتیں ہیں جس پر مسلمانوں کی حالت پر ماتم کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ موت اور میراث کے ضروری مسئلے مسلمان سیکھیں اور ان تمام مسائل کے لئے ''بہار شریعت'' کو مطالعہ میں رکھیں۔

ہم کو اس جگہ ان رسموں سے گفتگو کرنی ہے جو مسلمانوں میں ناجائز یا فضول خرچیوں

کی پڑی ہوئی ہیں یہ رسمیں دو طرح کی ہیں۔ایک تو موت کے وقت اور دوسری موت کے بعد۔

موت کے وقت کی رسمیں:

عام طور پر یہ رواج ہے کہ میت کے مرتے وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں۔ وہاں دنیاوی باتیں کرتے یں جب انتقال ہو جاتا ہے تو رونے پیٹنے کی حالت میں بے صبری اور بعض وقت کفر کے کلمے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ ہائے خدا نے بے وقت موت دے دی، ملک الموت نے ظلم کر دیا کیا ہمارا ہی گھر موت کے لئے رہ گیا تھا وغیرہ۔ مر چکنے کے بعد جو خویش واقربا باہر پردیس میں ہوتے ہیں ان کو تار سے خبر دیتے ہیں پھر ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ پنجاب میں یہ بیماری بہت ہے۔ میں نے بعض جگہ دیکھا ہے کہ دو دن تک لاش رکھی رہی۔ جب خویش واقرباء آئے تب دفن کیا گیا۔ پھر جس قوم یا جس محلّہ میں موت ہوگئی وہاں ساری قوم اور سارا محلّہ روٹی نہ پکائے اب ایک دن میت پڑی رہی تو زندوں کی بھوک کے مارے آدھی جان گھل گئی۔اب جبکہ دفن سے فراغت ہو چکی تو کسی قرابت دار نے ان سب کے لیے روٹی پکائی اور روٹی پکانے پر یہ ضروری ہے کہ ان تمام لوگوں کے لیے کھانا پکائے جن کے گھر اب تک دفن کے انتظار میں روٹی نہ پکی تھی یعنی ساری برادری یا سارے محلے کے لئے۔

یو. پی (ھند) میں بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ موت کی روٹی محلہ داروں کو رات اٹھا اٹھا کر پہنچاتے ہیں اگر کسی کے گھر نہ پہنچے تو اس کی سخت شکایت ہوتی ہے جیسے کہ شادی کی روٹی کی شکایت ہوتی ہے۔

پنجاب میں یہ بھی رواج ہے کہ میت کے ساتھ ایک دیگ چاولوں کی پک کر

قبرستان جاتی ہے جوکہ دفن کے بعد وہاں فقراء کو تقسیم کردی جاتی ہے اور یوپی میں کچا غلہ اور پیسے لے جاتے ہیں جو قبرستان میں تقسیم ہوتے ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں:

انسان کے لئے نزع کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ عمر بھر کی کمائی کا نچوڑ اس وقت ہورہا ہے۔اس وقت قرابت داروں کا وہاں دنیاوی باتیں کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے میت کا دھیان ہٹنے کا اندیشہ ہے فقط آنکھوں سے آنسو بہیں یا معمولی آواز منہ سے نکلے اور کچھ صبر وغیرہ کے لفظ بھی منہ سے نکل جائیں تو کوئی حرج نہیں مگر پیٹنا،منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بے صبری کی باتیں منہ سے نکالنا نوحہ ہے اور نوحہ حرام،نوحہ کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ نوحہ کرنے اور نوچنے، پیٹنے سے مردہ واپس نہیں آجاتا بلکہ صبر کا جو ثواب ملتا ہے وہ بھی جاتا رہتا ہے۔دو ہی وقت امتحان کے ہوتے ہیں۔ایک خوشی کا دوسرا غم کا۔جوان دو وقتوں میں قائم رہا وہ واقعی مرد ہے۔مصیبت کے وقت یہ خیال رکھو کہ جس رب نے عمر بھر آرام دیا اگر وہ کسی وقت کوئی رنج یا غم بھیج دے تو صبر چاہئے۔کسی قرابت دار کے آنے کے انتظار میں میت کے دفن میں دیر لگانا سخت منع ہے اور اس میں ہر طرح کا خطرہ بھی ہے اگر زیادہ رکھنے سے میت کا جسم بگڑ جائے یا کسی قسم کی بو وغیرہ پیدا ہو جائے یا کسی قسم کی خرابی وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس میں مسلمان میت کی توہین ہے۔قرابت دار آکر میت کو زندہ نہیں کرلیں گے اور منہ دیکھ کر بھی کیا کریں گے۔اس لیے دفن میں جلدی کرنا ضروری ہے۔چند چیزوں میں بلاوجہ دیر لگانا منع ہے لڑکی کی شادی، قرض کا ادا کرنا،

نماز کا پڑھنا، توبہ کرنا، میت کو دفن کرنا، نیک کام کرنا، کسی کے مرنے سے محلہ میں روٹی پکانا یا کھانا منع نہیں ہو جاتا۔ ہاں چونکہ میت کے خاص رشتہ دار دفن میں مشغول ہونے اور زیادہ رنج وغم کی وجہ سے کھانا نہیں پکاتے ان کے لئے کھانا تیار کرنا بلکہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا سنت ہے۔ مگر خیال رہے کہ کھانا صرف ان لوگوں کے لئے پکایا جائے اور وہی لوگ کھائیں جو رنج وغم کی وجہ سے گھر نہ پکا سکیں محلّہ والوں اور برادری کو رسمی طریقہ پر کھلانا بھی ناجائز ہے اور کھانا بھی۔ غم اور رنج دعوتوں کا وقت نہیں، میت کے ساتھ دیگ یا کچھ غلہ لے جانے میں حرج نہیں مگر دو باتوں کا ضرور خیال رہے۔ اول یہ کہ لوگ اس خیرات کو اتنا ضروری نہ سمجھ لیں کہ نہ ہو تو قرض لے کر کریں۔ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی وارث بچہ ہو یا کوئی سفر میں ہو تو میت کے مال سے خیرات نہ کریں بلکہ کوئی شخص اپنی طرف سے کر دے۔ دوسرے یہ کہ قبرستان میں تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ فقراء وغربا قبروں کو پاؤں سے نہ روندیں اور یہ کھانا یا غلہ نیچے نہ گرے۔ بہتر تو یہی ہے کہ گھر پر ہی خیرات کر دی جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ خیرات لینے والے فقراء غلہ لینے کے لیے قبروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور چاول وغیرہ بہت خراب کرتے ہیں۔

موت کے وقت کی اسلامی رسمیں:

جان کنی کی نشانی یہ ہے کہ بیمار کی ناک ٹیڑھی پڑ جاتی ہے اور کنپٹی نیچے بیٹھ جاتی ہے جب یہ علامت بیمار میں دیکھ لی جائے تو فوراً اس کا منہ کعبہ شریف کو کر دیا جائے یا تو اس کی چارپائی قبر کی طرح رکھی جائے یعنی شمال کو سر اور جنوب (دکن) کو

پاؤں اور میت کو سیدھی کروٹ پر لٹا دیا جائے مگر اس سے جان نکلنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بہتر ہے کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیے جائیں اور اس کو چت لٹا دیا جائے تا کہ کعبہ کو منہ ہو جائے کروٹ کی ضرورت نہ رہے۔ چند جگہ کعبہ کی طرف پاؤں کرنا جائز ہیں۔(۱) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت (۲) جان نکلنے کے وقت (۳) میت کو غسل دیتے وقت (۴) اور قبرستان لے جاتے وقت جبکہ قبرستان مشرق کی طرف ہو، اس کے پاس بیٹھنے والے کوئی دنیاوی بات نہ کریں اور اس وقت خود بھی نہ روئیں بلکہ سب لوگ اس قدر آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں کہ میت کے کان میں وہ آواز پہنچتی رہے اور کوئی شخص اس وقت منہ میں پانی ڈالتا رہے کیونکہ اس وقت پیاس کی شدت ہوتی ہے اگر گرمی زیادہ پڑ رہی ہو تو کوئی پنکھے سے ہوا بھی کرتا رہے۔ سورۂ یسین شریف پڑھیں تا کہ اس کی مشکل آسان ہو اور رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ عزوجل! اس کا اور ہم سب کا بیڑا پار لگائیو۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ ط

جب جان نکل جائے تو کسی کو رونے سے نہ روکیں کیونکہ زیادہ غم پر نہ رونا سخت بیماری پیدا کرتا ہے۔ ہاں یہ حکم دیں کہ نوحہ نہ کریں یعنی منہ پر تھپڑ نہ لگائیں اور بے صبری کی باتیں نہ بکیں۔ غسل اور کفن سے فارغ ہو کر نعت خوانی کرتے ہوئے یا بلند آواز سے درود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے میت کو لے چلیں کیونکہ آج کل اگر ذکر الٰہی آواز سے نہ ہو تو لوگ دنیا کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور یہ منع ہے نیز اس نعت خوانی اور درود شریف کی آواز سے گھروں میں لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی میت جا رہی ہے تو آ کر نماز اور دفن میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھ کر کم از کم تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں کہ

جنازہ کی نماز کے بعد دعا کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔(دیکھو ہماری کتاب جاء الحق)(جاء الحق، حصہ اول، ص ۲۲۳)

دفن سے فارغ ہوکر قبر کے سرہانے سے سورۂ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور قبر کے پاؤں کی طرف سورۂ بقر کا آخری رکوع پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں۔ جب دفن سے فارغ ہوکر لوگ لوٹ جائیں تب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہوکر اذان کہہ دیں تو اچھا ہے کہ اس سے عذاب قبر سے نجات ہے اور مردہ کو نکیرین کے سوالات کا جواب بھی یاد آجائے گا۔ پھر قرابت دار میت کے صرف گھر والوں کو کھانا کھلا دیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ پکا کرلانے والا خود بھی ان کے ساتھ کھالے اور ان کو مجبور کر کے کھلائے۔

موت کے بعد کی مروجہ رسمیں:

موت کے بعد ہر علاقہ میں علیحدہ علیحدہ رسمیں ہوتی ہیں۔ مگر کچھ رسمیں ایسی ہیں۔ جو تھوڑے فرق سے ہر جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ ان ہی کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ دلہن کا کفن اس کے میکے سے آتا ہے یعنی یا تو اس کے ماں باپ کفن خرید کرلاتے ہیں یا بعد کو اس کی قیمت دیتے ہیں۔ اسی طرح دفن اور تقریباً موت کا تین دن تک کا سارا خرچہ میکے والے کرتے ہیں۔ دلہن کی اولاد کا کفن بھی میکے والوں کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ تین دن میت والوں کے گھر قرابت داروں اور خاص کر سمدھیانہ سے کھانا آنا ضروری ہے۔ اور کھانا بھی اتنا زیادہ لانا پڑتا ہے کہ سارے کنبے بلکہ ساری برادری کو کافی ہو۔ چھ وقت کھانا بھیجنا پڑتا ہے۔ اگر پچیس پچیس آدمیوں کا ہر وقت کھانا

پکایا گیا تو اس قحط سالی کے زمانہ میں کم از کم پچاس روپیہ خرچ ہوا۔ پھر جب خیر سے یہ تین دن گزر گئے تو اب میت والوں کے ذمہ لازم ہے کہ تیسرے دن تیجہ (سوئم) کرے جس میں ساری برادری بلکہ ساری بستی کی روٹی کرے جس میں امیر و غریب دولت مند لوگ ضرور شریک ہوں اور غضب یہ کہ بہت جگہ یہ برادری کی دعوت خود میت کے مال سے ہوتی ہے حالانکہ میت کے چھوٹے یتیم بچے، بیوہ اور غریب بوڑھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں مگر ان سب کے منہ سے یہ پیسہ نکال کر اس میلہ کو کھلایا جاتا ہے۔ موت کے بعد تین دن تک میت کے گھر والے تعزیت کے لئے بیٹھتے ہیں۔ جہاں بجائے دعا اور تعزیت کے حقے کے دور چلتے ہیں کچھ قرآن کریم پڑھ کر بخشتے بھی ہیں تو اس طرح کہ حقہ منہ میں ہے اور ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں۔ پھر چالیس روز تک برابر دو روٹیاں ہر روز خیرات کی جاتی ہیں اور اس کے درمیان دسواں، بیسواں اور چالیسواں بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہتا ہے۔ جس میں برادری کی عام دعوتیں ہوتی ہیں اور فاتحہ کے لئے ہر قسم کی مٹھائیاں اور فروٹ (میوے) اور کم از کم ایک عمدہ کپڑوں کا جوڑا رکھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے بعد وہ مٹھائیاں اور فروٹ تو گھر کے بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کپڑوں کا جوڑا خیرات ہوتا ہے۔ پھر چھ ماہ کے بعد چھ ماہی اور سال بعد میت کی برسی ہوتی ہے۔ اس برسی میں بھی برادری اور بستی کی روٹی کی جاتی ہے۔ لو، صاحب! آج ان رسموں سے پیچھا چھوٹا۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ کفن پر ایک نہایت خوبصورت ریشمی یا اونی چادر ڈالی جاتی ہے جو بعد دفن خیرات ہوتی ہے مگر دوستو! یہ بھی خیال رہے کہ ننانوے فی صدی یہ رسمیں اپنے نام اور شہرت کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر یہ کام نہ ہوں گے تو ناک کٹ جائے گی۔

ان رسموں کی خرابیاں:

شریعت میں کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ اس کی زندگی کا خرچہ ہے۔ لہٰذا ہر جوان، مالدار مرد کا کفن اس کے اپنے مال سے دیا جانا چاہیے۔ اور چھوٹے بچوں کا کفن اس کے ماں باپ کے ذمے ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کا انتقال رخصت سے پہلے ہو گیا تو بیوی کے باپ کے ذمہ ہے۔ اگر رخصت کے بعد انتقال ہوا تو شوہر کے ذمہ۔ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کے باپ بھائی سے جبراً کفن لینا ظلم ہے اور سخت منع۔ سنت یہ ہے کہ میت کے پڑوسی یا قرابت دار مسلمان صرف ایک دن یعنی دو وقت کھانا میت کے گھر بھیجیں اور وہ کھانا صرف ان لوگوں کے لیے ہو جو غم یا مشغولیت کی وجہ سے آج پکا نہ سکے۔ عام محلّہ والوں اور برادری کو اس کھانے کا حق نہیں۔ ان کے لئے یہ کھانا سخت منع ہے۔ ہاں میت کے گھر جو مہمان باہر سے آئے ہیں ان کو اس کھانے سے کھانا جائز ہے۔ ایک دن سے زیادہ کھانا بھیجنا منع ہے۔ میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گنہگار ہیں یہ کھانا صرف غریبوں فقیروں کا حق ہے کیونکہ یہ صدقہ وخیرات ہے اور اگر میت کا کوئی وارث بچہ ہے یا سفر میں ہے تو بغیر تقسیم کئے ہوئے اس کا مال خیرات کرنا بھی حرام ہے کہ نہ یہ فقیروں کو جائز اور نہ مالداروں کو، لہٰذا یا تو کوئی وارث خاص اپنے مال سے یہ خیرات کرے یا پہلے میت کا مال تقسیم کرلیں۔ پھر نابالغ اور غائب کا حصہ نکال کر حاضر بالغ وارث اپنے حصہ سے کریں۔

ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم تھا۔ اب دنیاوی حالت پر نظر کرو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تیجہ چالیسواں اور برسی کی رسموں نے کتنے مسلمانوں کے گھر تباہ کردیئے میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ مسلمانوں کی دکانیں جائیدادیں اور مکانات چالیسواں اور تیجہ کھا گیا۔ آج وہ ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ ایک صاحب نے باپ کے چالیسویں کے لیے ایک بنیے (کراڑ) سے چار سو روپے قرض لیے تھے۔ ستائیس سو روپیہ ادا کرچکے مگر قرض ختم نہیں ہوا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس تیجے اور چالیسویں کی رسموں سے صرف ایک ہی گھر تباہ نہیں ہوتا بلکہ دلہن کے میکے والے بھی ساتھ تباہ ہوتے ہیں۔ یعنی

ہم تو ڈوبے ہی صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیونکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے اگر تیجہ میت والا کرے تو چالیسویں کی روٹی اس کے سمدھیانے والے کریں، میرے اس کلام کا تجربہ ان کو خوب ہوا ہوگا کہ جن کو کبھی ان رسموں سے واسطہ پڑا ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ میت کا دم نکلا اور محلّہ والی عورتوں مردوں نے گھر گھیر لیا اور اول تو پان دان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اب سب لوگ جمع ہیں۔ کھانا آنے کا انتظار ہے۔ بیچارہ میت والا مصیبت کا مارا اپنا غم بھول جاتا ہے یہ فکر پڑ جاتی ہے کہ اس میلے کا پیٹ کس طرح بھروں۔ پھر جب تک اس بیچارے کا دیوالیہ نہیں نکل جاتا یہ میلہ نہیں ہٹتا۔ لہٰذا اے مسلمانو! ان ناجائز اور خراب رسموں کو بالکل بند کردو۔

موت کے بعد کی اسلامی رسمیں:

کفن دفن کا سارا خرچہ یا تو خود میت کے مال سے ہو اور اگر کسی کی بیوی یا بچہ

مرا ہے تو شوہر یا باپ کے مال سے ہو میکہ سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔ میت کے مال سے کریں۔ ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم ہے۔ کسی سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔ میت والوں کے گھر پڑوسی یا قرابت دار، صرف ایک دن کھانا لے جائیں اور وہ بھی اتنا، جتنا کہ خالص گھر والوں یا ان کے پردیسی مہمانوں کو کافی ہو۔ اور اس میں سنت کی نیت کریں نہ کہ دنیاوی بدلہ اور نام ونمود کی۔ اگر تین روز تک تعزیت کے لئے میت والے مرد کسی جگہ بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں مگر اس میں حقہ کا دور بالکل نہ ہو بلکہ آنے والے فاتحہ پڑھتے آئیں اور صبر کی ہدایت کرتے جائیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کے لیے کوئی نہ بیٹھے اور نہ کوئی آئے ہاں جو پردیسی قرابت دار سفر سے آئے تو جب بھی پہنچے میت والوں کی تعزیت کرے یعنی پرسا دے۔ عورتیں جب کسی کے گھر پرسا دینے آتی ہیں تو خواہ مخواہ میت والوں سے مل کر روتی ہیں۔ چاہے آنسو نہ آئیں، مل کر آواز نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ ان کو صبر کی تلقین کرو اور دسواں اور چالیسواں اور برسی وغیرہ ضرور کرنا چاہیے مگر اس میں دو باتوں کا خیال ضرور ہے۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک ہو سکے میت کے مال سے نہ کریں۔ اگر کوئی وارث بچہ ہے۔ تب اس کے حق سے یہ خیرات کرنا حرام ہے۔ لہٰذا کوئی قرابت دار کھانا پینا وغیرہ اپنے مال سے کرے اور دوسرے یہ کہ کھانا صرف فقراء اور غرباء کو کھلایا جائے۔ علم برادری کی روٹی ہرگز ہرگز نہ کی جائے۔ اور فقراء پر اس قدر خرچ کیا جائے جتنی حیثیت ہو قرض لے کر تو حج اور زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں۔ یہ صدقہ وغیرہ سے بڑھ کر نہیں۔ اس کی پوری تحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب "جَلِیُّ الصَّوْتِ لِنَھْیِ الدَّعْوَۃِ عَنْ اَھْلِ الْمَوْتِ" دیکھو بلکہ دیکھنے والوں سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی کے یہاں پرسا دینے جاتے تو اس کے گھر حقہ، پانی بھی استعمال نہ کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو دعوت نہیں فقط ایک تواضع ہے یہ کیوں نہیں استعمال فرماتے؟ تو فرمایا کہ زکام کو روکو تا کہ بخار سے امن رہے۔

ہماری اس گزارش کا مقصد یہ نہیں کہ تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہ کرو۔ یہ تو دیو بندی یا وہابی کہے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس کو اولیاء کے نام ونمود کے لئے نہ کرو بلکہ ناجائز اور فضول رسموں کو اس سے نکال دو۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمادے۔ آمین

میراث:

اسلامی قانون میں مسلمانوں کی ساری اولاد یعنی لڑکے لڑکیاں اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اس کے مال سے میراث لیتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملتا ہے مگر ہندوؤں آریوں کے دھرم میں لڑکی باپ کے مال سے محروم ہوتی ہے۔ اور سب مال لڑکا ہی لیتا ہے یہ صاف ظلم ہے۔ جب دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو ایک کو میراث دینا اور ایک کو نہ دینا اس کے کیا معنی؟ لیکن کاٹھیاواڑ اور پنجاب کے مسلمانوں نے اپنے لیے یہ ہندوانی قانون قبول کیا ہے۔ اور حکومت کو لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم کو ہندوانی قانون منظور ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم زندگی میں تو مسلمان ہیں اور مرنے کے بعد نعوذ باللہ ہندو۔ یاد رکھو قیامت میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

اگر اسلام کے اس قانون سے ناراضی ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق جان کر اس پر عمل نہ کیا تو حق تلفی اور ظلم ہے۔ لڑکے تم کو کیا بخش دیتے ہیں اور لڑکیاں کیا چھین

لیتی ہیں؟ جب تم مرہی گئے تو اب تمہارا مال کوئی بھی لے تم کو کیا؟ تم بیٹے کی محبت میں اپنی آخرت کیوں تباہ کرتے ہو؟ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ لڑکی تمہارا مال برباد کردے گی۔ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ اپنے باپ کی چیز کا درد جتنا لڑکی کو ہوتا ہے اتنا لڑکے کو نہیں ہوتا۔ایک جگہ لڑکوں نے اپنے باپ کا مکان فروخت کیا لڑکے تو خوشی سے فروخت کررہے تھے مگر لڑکی بہت روتی چلاتی تھی کہ یہ میرے مَرے باپ کی نشانی ہے۔اس کو دیکھ کر اپنے باپ کو یاد کرلیتی ہوں میں اپنا حصہ فروخت نہ کروں گی۔اس کے رونے سے دیکھنے والے بھی رونے لگے اور بڑھاپے میں جتنی ماں باپ کی خدمت لڑکی کرتی ہے اتنی خدمت لڑکا نہیں کرتا۔پھر اس غریب کو کیوں محروم کرتے ہو؟ لڑکے تو مرنے کے بعد قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں آتے لہٰذا ضروری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو پورا حصہ دو۔کاٹھیاواڑ میں ایک قوم ہے جو آغا خوانی خوجہ۔اگر ان کے دو بیٹے ہوں تو ایک کا نام قاسم بھائی اور دوسرے کا نال رام لعل یا مول جی اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں کی بخشش ہوئی تو قاسم بھائی بخشوالے گا اور اگر ہندوؤں کی نجات ہوئی تو رام لعل ہاتھ پکڑے گا۔کیا یہ ہی ہم نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ زندگی میں اسلامی کام کریں اور میراث میں ہندوؤں کے قانون اختیار کریں تاکہ دونوں قومیں خوش رہیں؟

اگر مسلمانوں کو یہی فکر ہے کہ ہماری اولاد ہمارا مال برباد کردے گی تو چاہیے کہ اپنی جائیداد مکانات دوکانیں وغیرہ اپنی اولاد پر وقف کریں۔اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد ہماری جائیداد اور مکانات سے ہر طرح نفع اٹھائے اور اس میں رہے۔اس کا کرایہ کھائے اور حصہ رسد کرایہ کو آپس میں تقسیم کرے مگر اس

کو رہن (گروی) نہ کر سکے۔ اس کو بیچ نہ سکے۔ اس سے ان شاء اللہ عزوجل! تمہاری جائیداد اور مکانات محفوظ ہو جائیں گے کسی کے ہاتھ فروخت نہ ہو سکیں گے اور تم گناہ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اگر مسلمان اس قانون پر عمل کرتے تو آج ان کی جائیدادیں، ہندوؤں کے پاس نہ پہنچ جاتیں۔ وقف علی الاولاد کرنے کا طریقہ کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے اور میراث کے لیے ہم نے ایک کتاب اردو زبان میں لکھ دی ہے جس کا نام ہے "علم المیراث" اس کا مطالعہ کرو۔

ہمارے بعض دوستوں کی فرمائش تھی کہ کتاب کے آخر میں فائدہ مند وظیفے اور اعمال روزانہ پڑھنے کے بھی اور متبرک تاریخوں اور بڑی راتوں کے بھی بیان کر دیے جائیں۔ کیونکہ لوگ ان سے بے خبر ہیں۔ میں مسلمانوں کے فائدے کے لیے وہ اعمال جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ سو فیصد کامیاب ہیں اور جس کی مجھ کو میرے ولی نعمت، مرشد برحق، حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی طرف سے اجازت ہے خاص لِوَجہِ اللّٰہ بتاتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو ان کی اجازت دیتا ہوں۔

نوٹ ضروری: ہر عمل کی کامیابی کی دو شرطیں ہیں۔ اول عامل کا صحیح العقیدہ سنی ہونا اور ہر بد مذہب خصوصاً دیوبندی اور وہابی کی صحبت سے بچنا۔ دوسرے شرعی احکام خصوصاً نماز روزے کا سختی سے پابند ہونا۔ مریض اگر دوا کرے مگر پرہیز نہ کرے تو دوا فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح اگر ان مذکورہ اعمال کا کرنے والا یہ دو پرہیز نہ کرے گا تو کامیاب نہ ہوگا۔ دو طرح کے وظیفے بیان کرتا ہوں ایک تو روزانہ یا کسی خاص موقعہ پر

پڑھنے کے، دوسرے خاص راتوں اور متبرک تاریخوں میں پڑھنے کے لئے۔

صبح وشام: نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد ہر روز تین بار یہ دعا پڑھے اول وآخر تین تین بار درود شریف اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

(الوظیفۃ الکریمۃ، ص۴۵)

پھر یہ پڑھے سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۷۹)

خدا نے چاہا تو زہریلے جانوروں سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ نہایت مجرب ہے۔

روزانہ صبح فجر کی سنتیں اپنے گھر پڑھے اور سنتوں کے بعد اول آخر درود شریف تین تین بار درمیان میں ۷۰ بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ پڑھے گھر میں بہت برکت رہے گی اور سب گھر والوں میں اتفاق بفضلہٖ تعالیٰ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ مرد سنت فجر کے بعد فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے۔

کھانا کھانے کے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ جب کھانا سامنے آجائے تب یہ پڑھ کر کھائے۔ رب نے چاہا تو وہ کھانا نقصان نہ کرے۔ دوا پر بھی یہی دعا پڑھ لینی چاہیے۔

دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے:

روزانہ صبح وشام اول وآخر درود شریف پڑھ کر ۳ بار یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ

خَیْرُالْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ ان شاءاللہ عزوجل! دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

سفر کو جاتے وقت:

جب گھر سے سفر کے لیے نکلے تو اگر کراہت کا وقت نہ ہو (نفل کی کراہت کا وقت فجر اور عصر کے بعد اور دوپہر میں ہے) تو دو رکعت نفل نماز سفر کی نیت سے پڑھ لے۔ ہر رکعت میں تین تین بار قل ھواللہ پڑھے اور بعد کو یہ دعا پڑھے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ط۔ (پ۲۰القصص:۸۵)
رب نے چاہا تو بخیریت گھر واپس آئے گا۔ اور سب کو خیریت سے پائے گا۔ اور اگر اس وقت نفل مکروہ ہو تو بھی محلہ کی مسجد میں آجائے اور یہ دعا پڑھے۔

سواری پر سوار ہوتے وقت:

اگر گھوڑا تانگہ، ریل موٹر وغیرہ خشکی کی سواری پر سوار ہو تو یہ پڑھ کر بیٹھے۔
سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ (پ ۲۵،الزخرف:۱۳،۱۴)

ان شاءاللہ عزوجل! اس سواری میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ اور دریا کی سواری یعنی کشتی جہاز وغیرہ میں بیٹھے وقت یہ دعا پڑھ لے
بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (پ۱۲،ھود:۴۱)
ان شاءاللہ عزوجل! ڈوبنے سے بچے گا۔

رات کو سوتے وقت

اگر سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو رات بھر وہ مکان چوری آگ اور ناگہانی آفات سے محفوظ رہے گا اور پڑھنے والا بدخوابی اور جنات کے خلل سے بچا رہے گا۔ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے ان شاء اللہ عزوجل! خاتمہ بالخیر ہوگا۔

(۲) جو شخص سوتے وقت پانچواں کلمہ اور قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ایک ایک دفعہ پڑھ کر سویا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوگا مگر چاہئے کہ اس کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے اگر بات کرنی پڑ جائے تو دوبارہ اس کو پڑھ لے۔

ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ آخر رکوع تک۔ (پ۱۱، التوبۃ: ۱۲۸، ۱۲۹) پڑھ لیا جائے تو غیب سے روزی ملے گی اور بہت برکت ہوگی۔

مصیبت زدہ کو دیکھ کر:

بیمار قرضدار یا اور کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ ان شاء اللہ عزوجل! وہ مصیبت اپنے کو کبھی نہ آئے گی۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا رأی مبتلی، الحدیث ۳۴۴۳، ج۵، ص۲۷۳)

نہایت مجرب ہے۔

بارہ مہینوں کی متبرک تاریخوں کے وظیفے اور عملیات

دسویں محرم (عاشورہ):

محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پائے گا۔ بال بچوں کے لئے دسویں محرم کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو ان شاء اللہ عزوجل! سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی۔ بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مجرب ہے اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال ان شاء اللہ عزوجل! تعالیٰ بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آب زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔ (روح البیان، پ۱۲، ھود: تحت ۳۸، ج ۴، ص۱۴۲)

اسی دسویں محرم کو جو سرمہ لگائے تو ان شاء تعالیٰ سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دکھیں۔ (درمختار کتاب الصوم) (الدر المختار، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، مطلب فی حدیث التوسعۃ......الخ، ج ۳، ص ۴۵۷)

ربیع الاول کا میلاد شریف:

ربیع الاول بارہویں تاریخ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں روزہ رکھنا ثواب ہے مگر بہتر ہے کہ دو روزے رکھیں اور اس مہینہ میں محفل میلاد شریف کرنے سے تمام سال گھر میں برکتیں اور ہر طرح کا امن رہتا ہے۔

(روح البیان، پ ۲۶، الفتح: تحت ۲۹، ج ۹، ص ۵۷ ملخصا)

اس کا بہت تجربہ کیا گیا ہے اور گیارہویں، بارہویں تاریخوں کی درمیانی رات کو تمام رات جاگے اس رات میں غسل کرے، نئے کپڑے بدلے، خوشبو لگائے، ولادت پاک کی خوشی کرے اور بالکل ٹھیک صبح صادق کے وقت قیام اور سلام کرے۔ ان شاء اللہ عزوجل! جو بھی نیک دعا مانگے قبول ہوگی۔ بہت ہی مجرب ہے۔ اعتقاد شرط ہے۔ لادوا مریض اور بہت مصیبت زدوں پر آزمایا گیا، درست پایا مگر قیام اور سلام کا وقت نہایت صحیح ہو۔

ربیع الآخر کی گیارہویں شریف:

اس مہینہ میں ہر مسلمان اپنے گھر میں حضور غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے۔ سال بھر تک بہت برکت رہے گی اگر ہر چاند کی گیارہویں شب کو یعنی دسویں اور گیارہویں تاریخ کی درمیانی رات کو مقرر پیسوں کی شیرینی مسلمان کی دکان سے خرید کر پابندی سے گیارہویں کی فاتحہ دیا کرے تو رزق میں بہت ہی برکت ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی پریشان حال نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کوئی تاریخ ناغہ نہ کرے اور جتنے پیسے مقرر کردے اس میں کمی نہ ہو اتنے ہی پیسے مقرر کرے جتنے کی پابندی کر سکے۔ خود میں اس کا سختی سے پابند ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی خوبیاں بے شمار پاتا ہوں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

رجب:

رجب کے مہینے میں تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو روزے رکھے اس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں کیونکہ ان روزوں کا ثواب مشہور یہ ہے کہ ایک ہزار

روزوں کے برابر ہے۔

بائیسویں رجب کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے، بہت اڑی ہوئی مصیبتیں جاتی ہیں۔

ستائیسویں رجب کو معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں جلسے کریں، خوشیاں منائیں رات کو جاگ کر نوافل پڑھیں، پنجاب میں رجب کے مہینہ میں زکوٰۃ نکالتے ہیں لیکن ضروری یہ ہے کہ جب مال کا سال پورا ہو جائے فوراً زکوٰۃ نکال دے رجب کا انتظار نہ کرے ہاں سال پورا ہو جانے سے پہلے بھی نکال سکتا ہے اور اگر رمضان میں زکوٰۃ نکالے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہے۔

شعبان، شب برأت:

اس مہینہ کی پندرھویں رات جس کو شب برأت کہتے ہیں بہت مبارک رات ہے۔ اس رات میں قبرستان جانا، وہاں فاتحہ پڑھنا سنت ہے، اسی طرح بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہونا بھی ثواب ہے اگر ہو سکے تو چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزے رکھے۔ پندرھویں تاریخ کو حلوہ وغیرہ بزرگان دین کی فاتحہ پڑھ کر صدقہ وخیرات کرے اور پندرھویں رات کو ساری رات جاگ کر نفل پڑھے اور اس رات کو ہر مسلمان ایک دوسرے سے اپنے قصور معاف کرالیں، قرض وغیرہ ادا کریں کیونکہ بغض والے مسلمان کی دعا قبول نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ سو رکعت نفل پڑھے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور ہر رکعت میں ایک ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے گیارہ گیارہ

مرتبہ ''قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے تو رب تعالیٰ اس کی تمام حاجتیں پوری فرمادے اور اس کے گناہ معاف فرمادے۔ (روح البیان، پ ۲۵، الدخان: تحت ۳، ج ۸، ص ۴۰۳)

اور اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کرے اور زیارات قبور کرے (عورتوں کو قبرستان جانا منع ہے) لہٰذا وہ صرف نوافل اور روزے ادا کریں۔ اگر اس رات کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے تو ان شاء اللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

ماہ رمضان:

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کا ہر ہر منٹ برکتوں سے بھرا ہے اس میں ہر وقت عبادت کی جاتی ہے، دن کو روزہ اور تلاوت قرآن پاک اور رات تراویح اور سحری میں گزرتی ہے۔ مگر اس ماہ میں ایک رات بڑی ہی مبارک ہے۔ دن تو جمعۃ الوداع کا دن اور رات ستائیسویں رات، اس کے کچھ عمل بتائے جاتے ہیں۔

رمضان شریف کی ستائیسویں رات غالباً شب قدر ہے۔ اس رات کو جاگ کر گزارے اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو سحری کھا کر نہ سوئے اور یہ دعا زیادہ مانگے:
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اور اگر ہو سکے تو سو رکعت نفل دو دو کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (الخ) ایک بار اور ''قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد'' تین تین بار پڑھ لے اور ہر سلام پر کم از کم دس دس بار درود شریف پڑھتا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اسی ستائیسویں شب کو تراویح کا ختم قرآن بھی کیا جائے۔ (روح البیان، پ ۳۰، القدر: تحت ۳، ج ۸، ص ۴۰۳)

جمعۃ الوداع میں نماز قضا عمری پڑھے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر وعصر کے درمیان بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور ایک ایک بار فلق اور ناس پڑھے۔اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں اس نے قضا کر کے پڑھی ہوں گی۔ان کے قضا کرنے کا گناہ ان شاء اللہ عزوجل! معاف ہو جائے گا۔یہ نہیں کہ قضا نمازیں اس سے معاف ہو جائیں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہوں گی۔عید بقرعید کی راتوں میں عبادت کرنا ثواب ہے۔

جو کوئی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے تو مجھ فقیر بے نوا کے لئے دعا کرے کہ رب تعالیٰ ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے آمین وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

ضمیمہ اسلامی زندگی

مسلمان اور بیکاری:

مسلمانوں کو برباد کرنے والے اسباب میں سے بڑا سبب ان کے جوانوں کی بیکاری اور بچوں کی آوارگی ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں پر اخراجات زیادہ اور آدمی کے ذریعہ محدود بلکہ قریباً نابود ہیں، یقین کرو، بیکاری کا نتیجہ ناداری ہے۔ ناداری کا انجام قرضداری اور قرضداری کا انجام ذلت وخواری ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ناداری ومفلسی صدہا عیبوں کی جڑ ہے۔ چوری، ڈکیتی، بھیک بدمعاشی، جعلسازی اس کی شاخیں ہیں اور جیل پھانسی اس کے پھل، مفلس کی بات کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ پیشہ ور واعظ اور علماء کو بدنام کرنے والے مہذب بھکاری اعلیٰ درجہ کا وعظ کہہ کر جب اخیر میں کہہ دیں کہ بھائیو! میرے پاس کرایہ نہیں، میں مفلس ہوں، میری مدد کرو، ان دو لفظوں سے سارا وعظ بیکار ہو جاتا ہے۔

بھیک وہ کھٹائی ہے جو وعظ کے سارے نشہ کو اتار دیتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مفلس کی نہ نماز اطمینان کی، نہ روزہ، زکوۃ وحج کا تو ذکر ہی کیا۔ یہ عبادتیں اسے نصیب ہی کیسے ہوں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

غم اهل وعیال وجامه وقوت بازت آرد زسیر در ملکوت!

شب چو عقد نماز بر بندم چه خورد با مداد فرزندم

یعنی بیوی بچوں اور روٹی کپڑے کا غم، عابد صاحب کو ملکوت کی سیر سے نیچے اتار لاتا ہے۔ نماز کی نیت باندھتے ہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ صبح بچے کیا کھائیں گے۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ بیکاری سے بچیں، اپنے بچوں کو آوارہ نہ ہونے دیں اور جوانوں کو کام پر لگائیں دوسری قوموں سے سبق لیں دیکھو ہندوؤں کے چھوٹے بچے یا سکول و کالج میں نظر آئیں گے یا خوانچہ بیچتے۔ مسلمانوں کے بچے یا پتنگ اڑاتے دکھائی دیں گے یا گیند بلاّ کھیلتے دیگر قوموں کے جوان کچہریوں، دفتروں اور عمدہ عمدہ عہدوں کی کرسیوں پر دکھائی دیں گے یا تجارت میں مشغول نظر آئیں گے مگر مسلمانوں کے جوان یا فیشن ایبل اور عیش پرست ملیں گے یا بھیک مانگتے دکھائی دیں گے یا بدمعاشی کرتے نظر آئیں گے۔

سینما مسلمانوں سے آباد، کھیل تماشوں میں مسلمان آگے آگے، تیتر بازی، بٹیر بازی اور پتنگ بازی، مرغ بازی غرض ساری بازیاں اور ہلاکت کے سارے اسباب مسلم قوم میں جمع ہیں۔ میں تو یہ دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہوں کہ ذلیل پیشہ ور مسلمان ہی ملتے ہیں میراثی مسلمان، رنڈیاں اکثر مسلمان زنانے (ہیجڑے) مسلمان یکہ و تانگا والے اکثر مسلمان جواری و شرابی اکثر مسلمان، افسوس جو دین بدمعاشیوں کو دنیا سے مٹانے آیا اس دین کے ماننے والے آج بدمعاشیوں میں اول نمبر۔

یقین کرو کہ ہمارا زندہ رہنا اور ہم پر عذاب الٰہی نہ آنا صرف اس لئے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی امت میں ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ (پ۹، الانفال ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ورنہ پچھلی ہلاک شدہ قوموں نے جو کام ایک ایک کر کے کئے تھے ہم ان سب کے برابر

بلکہ ان سے بڑھ کر کرتے ہیں۔ شعیب علیہ السلام کی قوم کم تولنے کی مجرم تھی۔ لوط علیہ السلام کی قوم نے حرام کاری کی، لیکن دودھ میں سے مکھن نکال لینا، ولایتی گھی دیسی بنا کر بیچ دینا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے باپ دادوں کو بھی نہ آتا تھا لہٰذا مسلمانو! ہوش میں آؤ جلد کوئی حلال کاروبار شروع کرو۔ اب ہم بیکاری کی برائیاں اور حلال کمائی کے نقلی وعقلی فضائل بیان کرتے ہیں۔

کسب کے نقلی فضائل:

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر غذا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھائے۔ داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام بھی اپنی کمائی سے کھاتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل ...... الخ، الحدیث ۲۰۷۲، ج ۲، ص ۱۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب ...... الخ، الحدیث ۲۷۵۹، ج ۲، ص ۵۱۳)

(۲) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کہ طیب چیز وہ ہے جو تم نے اپنی کمائی سے کھائی اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء ان الوالد یاخذ من مال ولدہ، الحدیث ۱۳۶۳، ج ۳، ص ۷۶)

یعنی ماں باپ اولاد کی کمائی کھا سکتے ہیں۔

(۳) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں روپیہ پیسہ کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی۔

(۴) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) حلال کمائی فرض کے بعد فرض ہے۔

(شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، الحدیث ۸۷۴۱، ج ۶، ص ۴۲۰)

یعنی نماز روزہ کے بعد کسب حلال فرض ہے۔

(۵) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا جس کا پیغمبروں کو دیا تھا کہ انبیاء کرام سے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا (پ۱۸، المومنون:۵۱)	اے پیغمبرو! حلال رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور مسلمانوں سے فرمایا:

كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ۱، البقرہ ۵۷)	ہماری دی ہوئی حلال چیزیں کھاؤ۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ...... الخ، الحدیث ۱۰۱۵، ص ۵۰۷)

(۶) بعض لوگ ہاتھ پھیلا پھیلا کر گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان کی غذا، ان کا لباس حرام کمائی کا ہوتا ہے۔ پھر ان کی دعا کیونکر قبول ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ...... الخ، الحدیث ۱۰۵۱، ص ۵۰۷)

(۷) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ تین شخصوں کے سوا کسی کو مانگنا جائز نہیں ایک وہ جو کسی مقروض کا ضامن بن گیا اور قرض اسے دینا پڑ گیا۔ دوسرا وہ جس کا مال آفت ناگہانی سے برباد ہو گیا۔ تیسرا وہ جو فاقہ میں مبتلا ہو گیا ان کے سوا کسی اور کو سوال حلال نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب من تحل لہ المسئلۃ، الحدیث ۱۰۴۴، ص ۵۱۹)

(۸) ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کسی انصاری نے سوال کیا فرمایا: ''کیا تیرے گھر میں کچھ عرض (یعنی سامان) ہے؟'' عرض کیا: صرف ایک کمبل ہے جس کا آدھا بچھاتا ہوں، آدھا اوڑھتا ہوں اور ایک پیالہ جس سے پانی پیتا ہوں۔ فرمایا: وہ

دونوں لے آ، وہ لے آیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے مجمع سے خطاب کر کے فرمایا: اسے کون خریدتا ہے، ایک نے عرض کیا کہ میں ایک درہم سے لیتا ہوں پھر دو تین بار فرمایا کہ درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دوسرے نے عرض کیا میں دو درہم (نو آنے) میں خریدتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے وہ دونوں انہیں کو عطا فرمادیں (نیلام کا ثبوت ہوا) اور یہ دو درہم ان سائل صاحب کو دے کر فرمایا کہ ایک کا غلہ خرید کر گھر میں ڈالو دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ پھر اس کلہاڑی میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ روز تک میرے پاس نہ آنا۔ وہ انصاری پندرہ روز تک لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے پندرہ روز کے بعد جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس کھانے پینے کے بعد دس درہم یعنی پونے تین روپے بچے تھے۔ اس میں سے کچھ کا کپڑا خریدا کچھ کا غلہ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ محنت تمہارے لئے مانگنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ کتاب الزکوۃ) (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسالۃ، الحدیث ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۱۶۸)

(۹) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ جو کوئی بھیک نہ مانگنے کا ضامن بن جائے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب کراھیۃ المسالۃ، الحدیث ۱۶۴۳، ج ۲، ص ۱۷۰)

(۱۰) حضور علیہ السلام نے ابوذر سے فرمایا کہ تم لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ عرض کیا بہت اچھا فرمایا اگر گھوڑے پر سے تمہارا کوڑا گر جائے تو وہ بھی کسی سے نہ مانگو اتر کر خود لو۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب من لاتحل لہ المسالۃ ...... الخ، الفصل الثالث الحدیث ۱۸۵۸، ج ۲، ص ۳۵۳) (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث ۲۱۶۲۹، ج ۸، ص ۱۳۷)

(۱۱) فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو کوئی اپنا فاقہ مخلوق پر پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی فقیری بڑھائے گا۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الزکاۃ، باب فی الاستعفاف، الحدیث ۱۶۴۵، ج ۲، ص ۱۷۰)

طمع فقیری ہے اور یاس غنا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب من لاتحل ......الخ، الفصل الثالث، الحدیث ۱۸۵۶)

کمائی کے عقلی فوائد:

(۱) حلال کمائی پیغمبروں کی سنت ہے (۲) کمائی سے مال بڑھتا ہے اور مال سے صدقہ، خیرات، حج، زکوۃ، مسجدوں کی تعمیر، خانقاہوں کی عمارت ہوسکتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال کے ذریعہ جنت خرید لی کہ ان کے لئے فرمایا گیا۔ اِفۡعَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ (یعنی تم جو چاہے کرو)۔

(۳) کمائی کھیل کود اور صدہا جرموں سے روک دیتی ہے چوری، ڈکتی، بدمعاشی چغلی غیبت لڑائی جھگڑے سے بیکاری کے نتیجے ہیں۔

(۴) کسب سے انسان کو محنت کی عادت پڑتی ہے اور دل سے غرور نکل جاتا ہے۔

(۵) کسب میں غربت وفقیری سے امن ہے اور غریبی دنیا برباد کرکے دونوں میں منہ کالا کرتی ہے۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ (۶) جو کوئی کمائی کے لئے نکلتا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری اس حرکت میں برکت دے اور تیری کمائی کو جنت کا ذخیرہ بنائے اس دعا پر زمین وآسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی پارہ دوم، روح البیان)

(تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۱۳۷، روح البیان، پ ۲، البقرۃ، تحت ۱۶۹، ج ۱، ص ۱۷۳)

انبیاءکرام نے کیا پیشے اختیار کیے:

کسی پیغمبر نے نہ سوال کیا، نہ ناجائز پیشے کیے، ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضرور کیا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے اولاً کپڑا بُننے کا کام کیا کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مشغول ہوگئے۔ ہر قسم کے بیج جنت سے ساتھ لائے تھے ان کی کاشت فرماتے تھے۔ان کے سوا سارے پیشے کیے۔نوح علیہ السلام کا ذریعہ معاش لکڑی کا کام تھا (بڑھئی پیشہ) ادریس علیہ السلام درزی گری فرماتے تھے۔حضرت ہود اور صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا۔حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے معاش حاصل کرتے تھے۔لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔موسیٰ علیہ السلام نے چند سال بکریاں چرائیں، داؤد علیہ السلام زِرہ بناتے تھے۔سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہوکر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزر فرماتے تھے۔عیسیٰ علیہ السلام سیر و سیاحت میں رہے، نہ کہیں مکان بنایا، نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے ناشتہ دیا ہے وہ ہی شام کا کھانا بھی دے گا۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے بکریاں بھی چرائی ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کی تجارت بھی فرمائی، غرض ہر قسم کی حلال کمائیاں سنت انبیاء ہے اس کو عار جاننا نادانی ہے (تفسیر نعیمی عزیزی)

بہتر پیشہ:

افضل پیشہ جہاد، پھر تجارت، پھر کھیتی باڑی، پھر صنعت و حرفت ہے، علمائے

کرام نے فرمایا کہ جائز پیشوں میں ترتیب ہے کہ بعض سے بعض اعلیٰ ہیں۔

جن پیشوں سے دین و دنیا کی بقا ہے دوسرے پیشوں سے افضل ہیں چنانچہ بہتر صنعت دینی تصنیف اور کتاب ہے کہ اس سے قرآن وحدیث اور سارے دینی علوم کی بقا ہے۔ پھر آٹے کی پسائی اور چاول کی صاف کرائی کہ اس سے نفس انسان کی بقا ہے۔ پھر روئی دھنائی، سوت کتائی اور کپڑا بننا ہے کہ اس سے ستر پوشی ہے پھر درزی گری کا پیشہ بھی کہ اس کا بھی یہی فائدہ ہے۔ پھر روشنی کا سامان بنانا کہ دنیا کو اس کی بھی ضرورت ہے۔ پھر معماری، اینٹ بنانا (بھٹہ) اور چونے کی تیاری ہے کہ اس سے شہر کی آبادی ہے۔ رہی زرگری، نقاشی، کارچوبی، حلوہ سازی، عطر بنانا یہ پیشے جائز ہیں مگر ان کا کوئی خاص درجہ نہیں کیونکہ فقط زینت کے سامان ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیکار رہنا بڑا جرم ہے اور ناجائز پیشے کرنا اس سے بڑھ کر جرم، رب تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں وغیرہ برتنے کے لئے دیئے ہیں نہ کہ بیکار چھوڑنے کے لئے۔

(تفسیر نعیمی، تفسیر عزیزی)

ناجائز پیشے:

بے مروتی کے پیشے مکروہ ہیں جیسے ضرورت کے وقت غلہ روکنا (احتکار) غیالی کفن دوزی کے پیشے وکالت اور دلالی۔ ہاں بوقت ضرورت ان دونوں میں حرج نہیں جبکہ جھوٹ وغیرہ سے بچے، حرام چیزوں کے کاروبار حرام ہیں جیسے گانا بجانا، ناچنا، شکرے بازی، بیٹر بازی وغیرہ۔ جھوٹی گواہی کے پیشے ایسے ہی شراب کی تجارت کہ شراب کھینچنا، کھچوانا، بیچنا، بکوانا، خریدنا، خریدوانا، مزدوری پر خریدار کے گھر

پہنچانا یہ سب حرام ہیں۔ ایسے ہی جانور کے فوٹو کی تجارت ناجائز ہے۔ فوٹو بھی کھینچنا، کھچوانا سب ناجائز، جوئے کے کاروبار حرام، جوا کھیلنا، کھلوانا، جوئے کا مال لینا سب حرام ہیں۔ ایسے ہی مسلمانوں سے سودی کاروبار حرام، سود لینا، دلوانا، کھانا اور اس کا گواہ بننا، وکالت کرنا سب حرام ہے۔

علمائے متقدمین امامت، اذان، مسجد کی خدمت، علم دین کی تعلیم پر مزدوری لینے کو مکروہ فرماتے ہیں مگر علمائے متاخرین نے جب یہ دیکھا کہ اس صورت میں مسجدیں ویران ہو جائیں گی، تعلیمِ دین بند اور امامت اذان موقوف ہو جائیں گی لہذا اسے بلا کراہت جائز فرمایا۔ تعویذ کی اجرت بلا کراہت جائز ہے۔

خلاصہ یہ کہ حرام اور مکروہ پیشوں کے سوا کسی جائز پیشہ میں عار نہیں جو لوگ پیشہ کو عار سمجھ کر قرضدار ہو گئے وہ دین و دنیا میں نقصان میں رہے۔ مسلمانوں کی عقل پر کہاں تک ماتم کیا جائے ان اللہ کے بندوں نے سود لینا حرام جانا اور دینا حلال سمجھا بلا ضرورت مقدمہ بازی، شادی، غمی کی رسوم ادا کرنے کے لئے بے دھڑک سودی قرض لے کر برباد ہوتے ہیں۔

خیال رکھو کہ سود لینے والا صرف گناہگار ہے اور سود دینے والا گناہگار بھی ہے اور بیوقوف بھی کہ سود خور اپنی آخرت برباد کر کے دنیا تو بنالیتا ہے مگر سود دینے والا بیوقوف اپنے دین و دنیا دونوں برباد کرتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں پر دیگر قوموں کا ڈیڑھ ارب وہ سودی روپیہ قرض ہے جن کے مقدمات دائر ہیں اور یہ تو دیکھنے میں آتا ہے کہ مسلمانوں کے محلّے کے محلّے مکانات، دکانیں، جائیدادیں اس سود کی بدولت بنیوں کے پاس پہنچ گئیں۔

کاش اگر مسلمان سود دینے کو سود خوری کی طرح حرام سمجھتے تو انہیں یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا، کاش! اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور اپنا مستقبل سنبھالیں۔ سمجھ لو کہ اگر تم زمین سے محروم ہو گئے تو ہندوستان میں تمہاری حیثیت مسافر کی سی ہے کہ کفار جب چاہیں تم سے اپنی زمین خالی کرالیں۔

معذور مسلمان:

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں اندھے، اپاہج لوگ اور بیوہ عورتیں، یتیم بچے بھیک پر گزارہ کرتے ہیں، جگہ جگہ ریلوں اور گھروں میں یتیم بچے یتیم خانوں کے نام پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں مگر ہندو نابینا، لولے، لنگڑے اپنے لائق محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے ہیں۔ میں نے بہت سے اندھے اور لنگڑے ہندو سرخی کوٹتے، تمباکو بناتے اور ایسی مزدوری کرتے ہوئے دیکھے جو وہ نہ کرسکیں۔ ان کے یتیم بچوں کے لئے آشرم اور پاٹھ شالے (یعنی اسکول) کھلے ہوئے ہیں۔

امرتسر میں ایک گورو گل (دارالیتامی) ہے جس میں ہندو یتیموں کو تعلیم دی جاتی ہے وہاں کا طریقۂ تعلیم یہ ہے کہ صبح دو گھنٹے پڑھائی اور دو گھنٹے کسی ہنر کی تعلیم مثلاً صابون سازی، درزی گری، کار چوبی، وغیرہ پھر بعد دوپہر بچے دیا سلائی کی ڈبیاں، بٹن اور دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں لے کر بازار میں بیٹھ جاتے ہیں اور شام تک آٹھ دس آنے کمائی کر لیتے ہیں۔ غرضیکہ بھیک سے بھی بچتے ہیں اور مدرسہ سے علم کے ساتھ ہنر بھی سیکھ کر نکلتے ہیں۔

اب بتلاؤ کہ جب مسلمانوں کے یہ بھکاری یتیم خانہ سے اور ہندوؤں کے

کاروباری یتیم گوروگل سے نکلیں گے تو ان کی زندگی میں کتنا فرق ہوگا۔

اے مسلم قوم! اپنی آنے والی نسل کو سنبھال ۔ یہ سمجھنا کہ معذور آدمی کچھ نہیں کرسکتا سخت الفاظ ہے۔ میں نے گجرات پنجاب میں ایک ایسا نابینا مسلمان بھی دیکھا جو ہزاروں روپوں کی تجارت کرتا ہے۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ معذوری کے باوجود بھی کاروبار ہوسکتا ہے۔ میرے نزدیک وہ مسلمان جو صرف پنج وقتی نماز پڑھے اور کما کر کھائے۔ اس کم ہمت سے افضل ہے جو قوی اور تندرست ہو کر صرف وظیفے پڑھا کرے اور بھیک کو ذریعہ معاش بنائے۔

صحابہ کرام صرف نمازی ہی نہ تھے وہ مسجدوں میں نمازی تھے۔ میدان جنگ میں بہادر غازی، کچہری میں قاضی اور بازار میں اعلیٰ درجہ کے کاروباری، غرضیکہ مدرسۂ نبوی میں ان کی ایسی اعلیٰ تعلیم ہوئی تھی کہ وہ مسجدوں میں ملائکہ مقربین کا نمونہ ہوتے تھے مسجدوں سے باہر مدبرات امر کا نقشہ پیش کرتے تھے۔

پیشہ اور قومیت:

مسلمانوں کی بے کاری کی وجہ ان کی جھوٹی قومیت اور غلط قوم پرستی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے پیشے پر قومیت بنائی اور پیشہ ور قوموں کو ذلیل جانا، ان بیوقوفوں کے نزدیک جو کما کے حلال روزی کھائے وہ کمین ہے اور بھکاری سودی، مقروض، چوری، ڈکیتی کرنے والا شریف اللہ تعالیٰ عقل نصیب فرمائے۔ جو کپڑا بننے کا پیشہ کرے وہ جولاہا ہوگیا، جو مسلمان چمڑے کا کاروبار کرنے لگیں انہیں موچی کا خطاب

مل گیا، جو کپڑا سی کر اپنے بچوں کو پالے وہ درزی کہلا کر قوم سے باہر ہوا، جو روئی دھنے کا کام کرے وہ وہ دھنیا کہلایا گیا اور اٹھتے بیٹھتے ان پر طعنے بھی ہیں ان کا مذاق بھی اڑایا جا رہا ہے۔ بات بات میں کہا جاتا ہے ہٹ جولا ہے، چل بے دھینے، دور ہو موچی ، یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی خاندان میں کسی نے بھی چمڑے کی تجارت کی تو اس کے پڑپوتوں کو اپنی قوم میں لڑکی نہیں ملتی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی فلانی پشت میں چمڑے کی دکان ہوتی تھی۔ اس بیوقوفی کا یہ انجام ہوا کہ مسلمان سارے پیشوں سے محروم رہ گئے اب ان کے لئے صرف تین راستے ہیں یا لالہ جی کے ہاں ذلت کی نوکری کریں یا زمین جائیداد بیچ کر کھائیں یا بھیک مانگیں، چوری کریں اور اپنی شرافت کو اوڑھیں اور بچھائیں۔ خیال رکھو کہ تمام ملکوں میں ملک عرب اعلیٰ اور افضل ہے کہ وہاں ہی حج ہوتا ہے اور وہ ہی ملک آفتابِ نبوت کا مشرق و مغرب بنا۔ باقی پنجاب، بنگال، یوپی، سی پی ، ایران، تہران، چین و جاپان سب یکساں ہیں، حج کہیں نہیں ہوتا نہ پنجابی ہونا کمال ہے۔ نہ ہندوستانی ہونا فخر، نہ ایرانی ہونا ولایت ہے نہ تورانی ہونا، بے شک اہل عرب ہمارے مخدوم ہیں کہ وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں ایسے ہی حضرات ساداتِ کرام اسلام کے شہزادے اور مسلمانوں کے سردار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں سارے نسب حسب بیکار ہوں گے۔ سوائے میرے نسب کے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۶۲۱، ج ۱۱، ص ۱۹۴)

باقی ساری اسلامی قومیں شیخ، مغل، پٹھان اور دیگر اقوام برابر ہیں۔ ان میں نبی زادہ

کوئی نہیں، شرافت اعمال پر ہے نہ کہ محض نسب پر۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ
(پ۲۶، الحجرات:۱۳)

ہم نے تمہیں مختلف قبیلے اس لئے بنایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تم میں پرہیزگار ہو۔

جیسے کہ زمین میں مختلف شہر اور گاؤں ہیں اور شہروں میں مختلف محلے تا کہ ملکی انتظام میں آسانی رہے اور ہر ایک سے خط و کتابت کی جا سکے۔ ایسے ہی انسانوں میں مختلف قومیں ہیں اور ہر قوم کے مختلف قبیلے تا کہ انسان ایک دوسرے سے ملے جلے رہیں اور ان میں نظم اور انتظام رہے۔ محض قومیت کو شرافت یا رذالت کا مدار ٹھرانا سخت غلطی ہے۔ یقین کرو کہ کوئی مسلمان کمین نہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ عزت وعظمت مسلمانوں کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
(۲۸، المنافقون:۸)

عزت اللہ اور رسول کے لئے ہے اور مسلمانوں کے لئے۔

پھر مسلمانوں میں جس کے اعمال زیادہ اچھے اسی کی عزت، زیادہ شریف وہ جو شریفوں کے سے کام کرے اور کمین وہ جو کمینوں کی سی حرکتیں کرے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہزار خویش کہ بےگانہ از خدا باشد فدائے یک تنِ بےگانہ کاشنا باشد

ہمارے وہ اپنے جو اللہ ورسول کے غیر ہوں اس ایک غیر پر قربان ہو جائیں جو اللہ ورسول کے اپنے ہوں جل واعلیٰ تبارک وتعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کسی ہندی شاعر نے کہا ہے۔

رام نام کشٹے بھلے کہ ٹپ ٹپ ٹپکے جام دارون کنچن دیھ کو کہ جس سکھ ناہیں رام

غرضیکہ حلال پیشوں کو ذلت سمجھ کو اسے چھوڑ بیٹھنا سخت غلطی ہے اب تو زمانہ بہت پلٹ چکا ہے۔ بڑے بڑے لوگ کپڑے اور سوت کے کارخانے قائم کر رہے ہیں۔ تم کب تک سوؤ گے، خواب غفلت سے اٹھو اور مسلم قوم کی حالت پلٹ دو، بیکاروں کو باکار بناؤ، قرضداروں کو قرض سے آزاد کرو، اپنے بچوں کو جاہل نہ رکھو انہیں ضرور تعلیم دلواؤ اور ساتھ ہی کوئی ہنر بھی سکھا دو تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

تجارت:

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تجارت پیشہ انبیاء ہے اس کے بے شمار فضائل ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ تاجر مرزوق ہے اور ضرورت کے وقت غلہ روکنے والا ملعون ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، الحدیث ۲۱۵۳، ج ۳، ص ۱۴)

بعض روایات میں ہے کہ رب تعالٰی نے رزق کے دس حصے کئے نو حصے تاجر کو دیئے اور ایک حصہ ساری دنیا کو۔

نیز روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سچا اور امین تاجر انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

تاجر درحقیقت تاجور ہے۔ مثل مشہور ہے کہ تاجر کے سر پر تاج ہے، تجارت سے دنیا کا قیام ہے۔ تجارت سے بازاروں کی رونق، ملکوں کی آبادی، انسان کی زندگی قائم ہے۔ مرے، جیتے تجارت کی ضرورت ہے، میت کا کفن اور قبر کے تختے تاجر ہی

سے خریدے جاتے ہیں۔ سلطنت کا مدار تجارت پر ہے آج ملکی جنگیں تجارت کے لئے ہوتی ہیں۔

تعمیرِ مسجد کے لئے اینٹ، چونا وغیرہ تاجروں کے ہاں سے آتا ہے، مسجد کے مصلے چٹائیاں تاجر کی دکان سے آتے ہیں، غلافِ کعبہ کے لئے کپڑا تاجر ہی سے ملتا ہے۔ ستر پوشی کے لئے کپڑا اور روزہ افطار کرنے کے لئے افطاری دکان سے ہی خریدی جاتی ہے، قرآن وحدیث چھاپنے کے لئے کاغذ روشنائی تاجر سے ہی ملتی ہے غرضیکہ تجارت دین و دنیا کے لئے ضروری ہے مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان اس سے بے بہرہ ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے اگر فی کس آٹھ آنے یومیہ خرچ کا اوسط ہو تو مسلمان پانچ کروڑ روپیہ روز خرچ کرتے ہیں اور سب تقریباً غیر قوموں کے پاس جاتا ہے گویا ہر دن مسلم قوم پانچ کروڑ روپیہ کفار کی جیب میں ڈالتی ہے۔ اسی حساب سے مسلمانوں کا ماہوار ڈیڑھ ارب روپیہ اور سالانہ اٹھارہ ارب غیر قوم کے پاس پہنچتا ہے۔

کاش! اگر اس کا آدھا روپیہ بھی اپنی قوم میں رہتا تو آج ہماری قوم کے دن پھر جاتے۔ یہ سب ''برکتیں'' تجارت سے دور رہنے کی ہیں، ہم حج کو جائیں تو غیروں کی جیب بھریں، عید منائیں تو غیر کھائیں، غرضیکہ جئیں تو غیروں کو دیں اور مریں تو غیروں کو دے کر جائیں اس لئے اٹھو اور تجارت میں کود پڑو۔ آہستہ آہستہ منڈیوں پر قبضہ کرلو اور اپنے قبضہ کا کام کرو کیونکہ دیانتداری اور خیر خواہ آدمی نہیں ملتے ہر شخص اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔

حکایت: ایک بار سلطان محی الدین اورنگزیب غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ایک فقیر بولا کہ حضرت!اب کیا گدھا چاہتے ہو؟ تخت پر بیٹھے ہو، تاج والے ہو راج کررہے ہو، باج لے رہے ہو، اب اتنی لمبی دعائیں کاہے کے لئے مانگتے ہو؟ آپ نے فوراً فرمایا کہ حضرت گدھا نہیں آدمی مانگتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اچھا مشیر عطا فرمائے۔غرضیکہ بہترین ساتھی بہت مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔

حکایت: کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تین خلفاء کے زمانہ میں فتوحات اسلامیہ بہت ہوئیں اور آپ کے زمانۂ خلافت میں خانہ جنگی ہی رہی۔آپ نے فوراً جواب دیا کہ وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے وزیر ومشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر ہو تم، جیسا مشیر، ویسا سلطان۔

خوش اخلاقی:

(۴) یوں تو ہر مسلمان کو خوش خلق ہونا لازم ہے مگر تاجر کو خصوصیت سے خوش خلقی ضروری ہے۔مسلمان تاجروں کی ناکامی کا ایک سبب ان کی بد خلقی بھی ہے کہ جو گاہک ان کے پاس ایک بار آگیا وہ ان کی بد خلقی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔ہم نے ہندو تاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی محلّہ میں نئی دکان رکھتے ہیں تو چھوٹے بچوں کو جو سودا خریدنے آئیں کچھ رونگ یا چونگا بھی دیتے رہتے ہیں تاکہ بچے اس لالچ میں ہمارے ہی یہاں سے سودا خریدیں۔بڑے سوداگر خاص گاہکوں کی پان، بیڑی سگریٹ بلکہ کبھی کھانے سے بھی تواضع کرتے ہیں۔یہ سب باتیں گاہک کو ہلا لینے کی

ہیں اگر تم یہ کچھ نہ کر سکو تو کم از کم گاہک سے ایسی میٹھی بات کرو اور ایسی محبت سے بولو کہ وہ تمہارا گرویدہ ہو جائے۔

دیانتداری:

(۵) تاجر کو نیک چلن، دیانتدار ہونا ضروری ہے، بد چلن، بدمعاش، حرام خور کبھی تجارت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسے بدمعاشی سے فرصت ہی نہ ملے گی۔ تجارت کب کرے، مشرکین و کفار تجارت میں بہت دیانتداری سے کام لیتے ہیں۔ دیانتداری سے ہی بازار سے قرض مل سکتا ہے۔ دیانتداری سے ہی لوگ اس پر بھروسہ کریں گے۔ دیانتداری سے ہی بینک اور کمپنیاں چلتی ہیں۔ کم تولنے والا، جھوٹا، خائن، کچھ دن تو بظاہر نفع کمالیتا ہے مگر آخر کار سخت نقصان اٹھاتا ہے۔

محنت:

(۶) یوں تو دنیا میں کوئی کام بغیر محنت نہیں ہوتا مگر تجارت سخت محنت، چستی اور ہوشیاری چاہتی ہے۔ کاہل سست آدمی کبھی کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ بغیر محنت تو لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا، تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے مگر سارے کام نوکروں پر ہی نہ چھوڑ دے۔ بعض کام اپنے ہاتھ سے بھی کرے۔ ہم نے بنیوں کو اپنے ہاتھ سے دالیں دلتے اور سودا خود اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھا۔

تجارت کے اصول:

تجارت کے چند اصول ہیں جس کی پابندی ہر تاجر پر لازم ہے یعنی پہلے ہی

بڑی تجارت شروع نہ کردو بلکہ معمولی کام کو ہاتھ لگاؤ۔آپ حدیث شریف سن چکے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم فرمایا۔

حکایت: ایک شخص تجارت کرنا چاہتے تھے وہ کسی مشہور فرم کے مالک کے پاس مشورہ کے لئے پہنچے۔ان کا خیال تھا کہ تجارت میں نہایت پوشیدہ راز ہوں گے جنہیں معلوم کرتے ہی میں ایک دم لاکھ پتی بن جاؤں گا۔ مالک فرم نے مشورہ دیا کہ آپ پانچ روپیہ کی دیا سلائی کی ڈبیاں لے کر بازار میں بیٹھ جائیں، اگر شام کو پانچ آنے کے پیسے بھی کمائے تو آپ کامیاب ہیں۔ جب اس کی بکری کچھ بڑھ جائے تو اس کے ساتھ کچھ سگریٹ کی ڈبیاں بھی رکھ لیں جب یہ کام چل پڑے تو پان چھالیہ بھی رکھ لیں یہاں تک کہ ایک دن پورے پنواڑی بلکہ پورے پنساری بن جائیں گے۔ دیکھو ہندوؤں کے بچے پہلے ہی منیم نہیں بن جاتے بلکہ اولاً معمولی خوانچے بیچتے ہیں اسی خوانچہ سے ایک دن لکھ پتی بن جاتے ہیں۔ہم نے کاٹھیاواڑ میں میمن تاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی کو تجارت سکھاتے ہیں تو ایک سال باورچی رکھتے ہیں۔دوسرے سال ادھار وصول کرنے پر، تیسرے سال بلٹیاں چھڑانے اور مال روانہ کرنے پر، چوتھے سال خوردہ فروشی پر، پھر دکان کی چابیاں سپرد کردیتے ہیں۔

(۲) ہر شخص اپنے مناسب طاقت تجارت کرے، قدرت نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کام کے لئے بنایا ہے کسی کو غلہ کی تجارت پھلتی ہے، کسی کو کپڑے، کسی کو لکڑی کی، کسی کو کتابوں کی، غرضیکہ تجارت سے پہلے یہ خوب سوچ لو کہ میں کس قسم کی تجارت میں کامیاب ہوسکتا ہوں۔

اپنی کہانی: میرا مشغلہ شروع سے ہی علم کا رہا۔ مجھے بھی تجارت کا شوق تھا کہ میں نے غلہ کی مختلف تجارتیں کیں مگر ہمیشہ نقصان اٹھایا۔ اب کتابوں کا تجارت کو ہاتھ لگایا۔ رب تعالیٰ نے بڑا فائدہ دیا۔ معلوم ہوا کہ علماء اور مدرسین کو علمی تجارت فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ ہم نے بعض ایسے ہندو ماسٹر بھی دیکھے جو پڑھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ قلم، دوات، پنسل، کاغذ وغیرہ کی مدرسہ ہی میں تجارت بھی کرتے ہیں۔ اس نفع سے اپنا ماہواری خرچ چلا کر تنخواہ ساری بچاتے ہیں۔ غرضیکہ تجارت کے لئے انتخابِ کار کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۲) کسی ایسے کام میں ہاتھ مت ڈالو، جس کی تمہیں خبر نہ ہو اور سب کچھ مردوں کے قبضہ میں ہو۔

ایک سخت غلطی: اولاً تو مسلمان تجارت کرتے ہی نہیں اور کرتے بھی ہیں تو اصولی غلطیوں کی وجہ سے بہت جلد فیل ہو جاتے ہیں، مسلمانوں کی غلطیاں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسلم دکانداروں کی بدخلقی: کہ جو گاہک ان کے پاس ایک دفعہ آتا ہے پھر ان کی بدمزاجی کی جہ سے دوبارہ نہیں آتا۔

(۲) جلد باز یا ناواقف تاجر: دکان رکھتے ہی لکھ پتی بننا چاہتے ہیں اگر دو دن بکری نہ ہو یا کچھ گھاٹا پڑے تو فوراً بددل ہو کر دکان چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔

(۳) نفع بازی: عام طور پر مسلمان تاجر جلد مالدار بننے کے لئے زیادہ نفع پر تجارت کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز اور جگہ سستی بکتی ہے اور ان کے ہاں گراں تو ان سے کون

خریدے گا۔ عام تجارت میں نفع ایسا چاہیے، جیسے آٹے میں نمک، ہاں نادرو نایاب چیزوں پر زیادہ نفع لیا جائے تو حرج نہیں۔

(۴) **بے جا خرچ:** ناواقف تاجر معمولی کاروبار پر بہت خرچ بڑھا لیتے ہیں۔ان کی چھوٹی سی دکان اتنا خرچ نہیں اٹھا سکتی آخر فیل ہو جاتے ہیں۔

مسلمان خریداروں کی غلطی:

ہندو مسلمان تاجر کو دیکھنا چاہتے ہی نہیں۔انہیں مسلمان کی دکان کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے۔ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں کسی مسلمان نے دکان نکالی تو آس پاس کے ہندو دکانداروں نے چیزیں فوراً سستی کر دیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بہت کما بھی چکے اور آئندہ کمائیں گے بھی۔ دو چار مہینے اگر نہ کمایا تو نہ سہی۔ مسلمان خریدار ایک پیسے کی رعایت دیکھ کر بنیوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اپنے غریب بھائیوں پر نظر نہیں کرتے۔ اگر ہندو کے ہاں پیسے کے چار پان مل رہے ہیں اور مسلمان کے ہاں تین تو مسلمان سے تین لو اور دل میں سمجھ لو کہ اگر یہ مسلمان بھائی ہمارے گھر آتا تو اسے ایک پان کھلانا ہی پڑتا۔ ہم نے ایک پان سے اس کی تواضع ہی کر دی۔ دل میں کچھ گنجائش پیدا کرو۔ دلی گنجائش سے قومیں بنتی ہیں۔

حکایت: مجھ سے ایک تاجر نے کہا کہ ایک انگریز میری دکان پر چھری خرید نے آیا میں نے نہایت نفیس جاپانی چھری پیش کی جس کی قیمت بارہ آنے تھی۔ اس نے چھری بہت پسند کی اور بہت خوش ہوا مگر جاپان کی مہر پڑھتے ہی جھنجھلا کر پٹک دی بولا

ڈیم جاپان۔ انگلش مال لاؤ۔ میں نے لندن کی بنی ہوئی معمولی چھڑی دی جس کی قیمت پورے تین روپے تھی وہ بخوشی لے گیا۔ یہ ہے قوم پرستی کہ جاپانی سستا اور خوبصورت مال نہ لیا اور لندن کا بنا ہوا معمولی مال زیادہ قیمت سے لے گیا۔ مسلمان خریدار اس سے عبرت پکڑیں۔

مال کے لئے الٹ پلٹ:

تاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا مال بلاوجہ رکا نہ رہے جو لوگ گرانی کے انتظار میں مال قید کر دیتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں کہ کبھی بجائے مہنگائی کے مال سستا ہو جاتا ہے اور اگر کچھ معمولی نفع پا بھی لیا تو بھی خاص فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔ سال میں ایک بار اٹھنی روپیہ نفع ہو جانے سے روزانہ اکنی روپیہ نفع بہتر ہے۔ تجارت کے اور بھی بہت سے اصول ہیں جو کسی تاجر سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

مسلمانو! حلال رزق حاصل کرو، بیکاری صدہا گناہوں کی جڑ ہے، رزق حلال سے عبادت میں ذوق، نیکیوں کا شوق اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس گھر کے بچے آوارہ اور جوان بیکار ہوں وہ گھر چند دن کا مہمان ہے۔ مثنوی شریف میں ہے۔

علم و حکمت زائد از لقمہ حلال عشق ورقت زائد از لقمہ حلال
لقمہ تخم است وبرش اندیشہا لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا!
زائد از لقمہ حلال اندر وہاں میل خدمت عزم سوئے آں جہاں
چوں زلقمہ تو حسد بینی دوام! جہل وغفلت زائد آں اواں حرام

ترجمہ: علم وحکمت حلال کے لقمے سے بہتر ہے: عشق ورقت حلال کے لقمے سے بہتر ہیں۔

لقمہ ایک بیج ہے اور ہر کسی کو اس کی فکر ہے: لقمہ سمندر ہے اور اس کا موتی اس کی فکر کرتا ہے۔

اکثر حلال لقمہ کا منہ میں ہونا آخرت کے عزم اور عبادت کی طرف مائل کرتا ہے۔

جب تو لقمہ سے ہمیشہ حسد دیکھے اس وقت جہالت و غفلت کا بڑھ جانا حرام ہے۔

حق تعالیٰ میری اس ناچیز گفتگو میں اثر دے اور میری مسلم قوم کو بیکاری سے بچائے اور مجھے وہ دن دکھائے کہ میں اپنے ہر مسلمان بھائی کو دیندار، فارغ البال اور مسلمان کا خیر خواہ دیکھوں۔

آمِیۡنَ یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ وَنُوۡرِ عَرۡشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِہٖ وَھُوَاَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ

ماخذ مراجع

(۱) روح البیان — کانسی روڈ کوئٹہ
(۲) تفسیر نعیمی — مکتبہ اسلامیہ لاہور
(۳) صحیح البخاری — دارالکتب العلمیہ بیروت
(۴) صحیح مسلم — دارابن حزم بیروت
(۵) سنن ابن ماجہ — دارالمعرفۃ بیروت
(۶) سنن الترمذی — دارالفکر بیروت
(۷) شعب الایمان — دارالکتب العلمیہ بیروت
(۸) مشکاۃ المصابیح — دارالکتب العلمیہ بیروت
(۹) المعجم الاوسط — دارالکتب العلمیہ بیروت
(۱۰) المعجم الکبیر — داراحیاء التراث العربی بیروت
(۱۱) سنن ابی داوٗد — داراحیاء التراث العربی بیروت
(۱۲) الدرالمختار — دارالمعرفہ بیروت
(۱۳) ردالمحتار — دارالمعرفہ بیروت
(۱۴) مدارج النبوت — مرکز اھل سنت برکات رضا ھند
(۱۵) جاء الحق — قادری پبلشرز لاہور
(۱۶) کشف الخفاء — دارالکتب العلمیہ بیروت

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ﴾

(۱) کرنسی نوٹ کے مسائل: یہ کتاب(کفل الفقیہ الفاھم فی أحکام قرطاس الدراھم) کی تسہیل وتخریج پر مشتمل ہے۔جس میں نوٹ کے تبادلے اوراس سے متعلق شرعی احکامات بیان کئے گئے ہیں۔(کل صفحات:۱۱۵)

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ): یہ رسالہ(الیاقوتۃ الواسطۃ) کی تسہیل و تخریج پر مشتمل ہے۔جس میں پیرومرشد کے تصوّر کے موضوع پر وارِد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔(کل صفحات:۶۰)

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان):اس رسالے میں تمہیدِ ایمان کے مشکل الفاظ کے معانی اورضروری اصطلاحات کی مختصر تشریحات درج کی گئی ہیں۔(کل صفحات:۷۴)

(۴) کامیابی کے چار اصول (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح):اس رسالے میں پورے عالم اسلام کے لیے چارنکات کی صورت میں معاشی حل پیش کیا گیا ہے۔(کل صفحات:۴۱)

(۵) شریعت وطریقت :یہ رسالہ(مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء) کا حاشیہ ہے۔اس عظیم رسالے میں شریعت اورطریقت کوالگ الگ ماننے والے جاہلوں کی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔(کل صفحات:۵۷)

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طرق إثبات ھلال): اس رسالے میں چاند کے ثبوت کے لئے مقرر شرعی اصول وضوابط کی تفصیلات کا بیان ہے۔(کل صفحات:۶۳)

(۷) عورتیں اور مزارات کی حاضری: یہ رسالہ(جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور) کا حاشیہ ہے۔اس رسالے میں عورتوں کے زیارتِ قبور کے لئے نکلنے سے

متعلق شرعی حکم پر وارِد ہونے والے اعتراضات کے مسکت جوابات شامل ہیں۔ (کل صفحات:۳۵)

(۸) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إظهار الحقّ الجلي): اس رسالے میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ الرحمٰن پر بعض غیر مقلّدین کی طرف سے کیے گئے چند سوالات کے مدلّل جوابات بصورتِ انٹرویو درج کیے گئے ہیں۔ (کل صفحات:۱۰۰)

(۹) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ یہ رسالہ (وشاح الجيد في تحليل معانقة العيد) کی تسہیل وتخریج پر مشتمل ہے۔اس رسالے میں عیدین میں گلے ملنے کو بدعت کہنے والوں کے رد میں دلائل سے مزیّن تفصیلی فتویٰ شامل ہے۔ (کل صفحات:۵۵)

(۱۰) راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل: یہ رسالہ (رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومواساة الفقراء) کی تسہیل وتخریج پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ پڑوسیوں اور فقراء سے خیرخواہی اور وباء کو ٹالنے کے لیے صدقہ کے فضائل پر مشتمل احادیث وحکایات کا بہترین مجموعہ ہے۔ (کل صفحات:۴۰)

(۱۱) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق : یہ رسالہ (الحقوق لطرح العقوق) کی تسہیل وحاشیہ اور تخریج پر مشتمل ہے،اس میں والدین، اساتذۂ کرام، احترام مسلم اور دیگر حقوق کا تفصیلی بیان ہے۔ (کل صفحات:۱۲۵)

(۱۲) دعاء کے فضائل: یہ رسالہ (أحسن الوعاء لآداب الدعاء معه ذيل المدعا لأحسن الوعاء) کی حاشیہ وتسہیل اور تخریج پر مشتمل ہے، جس میں دعاء سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان ہے اور ہر ہر موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے (کل صفحات:۱۴۰)

شائع ہونے والے عربی رسائل:

از امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱) **کفل الفقیہ الفاهم** (کل صفحات:۷۴)۔ (۲) **تمہید الایمان**۔ (کل صفحات:۷۷) (۳) **الاجازات المتینۃ** (کل صفحات:۶۲)۔ (٤) **اقامۃ القیامۃ** (کل صفحات:۶۰)۔ (۵) **الفضل الموھبی**۔ (کل صفحات:۴۶) (٦) **اجلی الاعلام** (کل صفحات:۷۰) (۷) **الزمزمۃ القمریۃ** (کل صفحات:۹۳) (۸) **حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین**۔ (کل صفحات:۱۹۴)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۱) **خوفِ خدا عزوجل**: اس کتاب میں خوفِ خدا عزوجل سے متعلق کثیر آیاتِ کریمہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال واحوال کے بکھرے ہوئے موتیوں کو سلکِ تحریر میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔ (کل صفحات:160)

(۲) **انفرادی کوشش**: اس کتاب میں نیکی کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لئے انفرادی کوشش کی ضرورت، اس کی اہمیت، اس کے فضائل اور انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلاف کی انفرادی کوشش کے "۹۹" منتخب واقعات کو بھی جمع کیا گیا ہے جس میں بانیٔ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے "۲۵" واقعات بھی شامل ہیں نیز کتاب کے آخر میں انفرادی کوشش کے عملی طریقے کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ (کل صفحات:200)

(۳) **شاھراہ اولیاء**: یہ رسالہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "**منہاج العارفین**" کا ترجمہ وتسہیل ہے۔ اس رسالے میں امام غزالی علیہ الرحمۃ نے مختلف موضوعات کے تحت منفرد انداز میں غور وفکر یعنی "**فکرِ مدینہ**" کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے۔ مثلاً انسان کو چاہئے کہ دن اور رات پر غور کرے کہ جب دن کی روشنی پھیل جاتی ہے تو رات کی تاریکی رخصت ہو جاتی ہے اسی

طرح جب نیکیوں کا نور انسان کو حاصل ہوجائے تو اس کے اعضاء سے گناہوں کی تاریکی رخصت ہوجاتی ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت غور کرے کہ کس عظمت والے رب عزوجل کے گھر میں داخل ہورہا ہے؟ اسی طرح عبادت کرتے وقت غور کرے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ تو رب تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، علیٰ ھذا القیاس۔ (کل صفحات:36)

(۴) فکر مدینہ: اس کتاب میں فکرِ مدینہ (یعنی محاسبہ) کی ضرورت، اس کی اہمیت، اس کے فوائد اور بزرگانِ دین کی فکرِ مدینہ کے "131" واقعات کو جمع کیا گیا ہے، جس میں بانیٔ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ۴۱ واقعات بھی شامل ہیں نیز مختلف موضوعات پر فکرِ مدینہ کرنے کا عملی طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ (کل صفحات:164)

(۵) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ اس رسالے میں اُن تمام مسائل کا حل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک طالب علم کو امتحانات کی تیاری کے دوران درپیش ہوسکتے ہیں۔ یہ رسالہ بنیادی طور پر درسِ نظامی کے طلبہ اسلامی بھائیوں کو مدِ نظر رکھ کر لکھا گیا ہے، لیکن اسکول وکالج میں پڑھنے والے طلبہ (Students) کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ اس لئے انفرادی کوشش کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ وہ یہ رسالہ اِن طلبہ تک بھی پہنچائیں کیونکہ اس رسالہ میں اپنے مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، ان شاء اللہ عزوجل" کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے مقامات پر نیکی کی دعوت بھی پیش کی گئی ہے۔ (کل صفحات:132)

(۶) نماز میں لقمہ دینے کے مسائل: نماز میں لقمہ دینے کے مسائل پر مشتمل ایک کتاب جس میں مختلف صورتوں کا حکم اکابرین رحمہم اللہ کی کتابوں سے ایک جگہ جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ عوام الناس کی ان مسائل تک آسانی سے رسائی ہوسکے اور اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں میں جو مختلف قسم کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کا ازالہ ہوسکے۔ (کل صفحات:39)

(۷) **جنت کی دوچابیاں** :اس کتاب میں پہلے جنت کی نعمتوں کا بیان کیا گیا ہے ، پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے زبان وشرم گاہ کی حفاظت سے متعلق دی گئی ایک بشارت ذکر کی گئی ہے۔اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ ہم اس ضمانت کے حق دار کس طرح بن سکتے ہیں۔حسبِ ضرورت شرعی مسائل بھی ذکر کیے گئے ہیں۔امیدِ واثق ہے کہ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کے بارے میں ایک مقام پر اتنی تفصیل آپ کو کسی دوسری کتاب میں نہ ملے گی۔ **ذلک فضل اللہ العظیم** (کل صفحات:152)

(۸) **کامیاب استاذ کون**؟ اس کتاب میں ان تمام امور کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا تعلق تدریس سے ہوسکتا ہے مثلاً سبق کی تیاری، سبق پڑھانے کا طریقہ، سننے کا طریقہ علی ھذا القیاس۔یہ کتاب بنیادی طور پر شعبہ درسِ نظامی کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے لیکن حفظ وناظرہ کے اساتذہ بھی معمولی ترمیم کے ساتھ اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز اسکول وکالجز میں پڑھانے والے اساتذہ کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔(کل صفحات:43)

(۹) **نصاب مدنی قافلہ**:اس کتاب میں مدنی قافلہ سے متعلق اُمور کا بیان ہے، مثلاً مدنی قافلہ کی اہمیت ، مدنی قافلہ کیسے تیار کیا جائے ، مدنی قافلہ کا جدول ، اس جدول پر عمل کس طرح کیا جائے ، امیر قافلہ کیسا ہونا چاہیے؟ علاوہ ازیں موضوع کی مناسبت سے امیرِ اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی پھول بھی اس کتاب میں سجا دیئے گئے ہیں۔اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب ہے۔(کل صفحات:196)

(۱۰) **حسن اخلاق** :یہ کتاب دنیائے اسلام کے عظیم محدث سیدنا امام طبرانی علیہ الرحمۃ کی شاہکار تالیف "**مَکارِمُ الاخلاق**" کا ترجمہ ہے۔اس کتاب میں امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے اخلاق کے مختلف شعبوں کے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔امیدِ واثق ہے کہ یہ کتاب شب وروز انفرادی کوشش میں مصروف

رہنے والے اسلامی بھائیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی ان شاء اللہ عزوجل ۔ (کل صفحات:74)

(۱۱) **فیضانِ احیاء العلوم**: یہ کتاب امام غزالی علیہ الرحمۃ کی مایہ ناز کتاب ''**احیاء العلوم**'' کی تلخیص و تسہیل ہے جسے درس دینے کے انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اخلاص، مذمت دنیا، توکل، صبر جیسے مضامین پر مشتمل ہے۔ (کل صفحات:325)

(۱۲) **راہِ علم**: یہ رسالہ ''**تعلیم المتعلم طریق التعلم**'' کا ترجمہ و تسہیل ہے جس میں ان امور کا بیان ہے جن کی رعایت راہ علم پر چلنے والے کے لئے ضروری ہے۔ اور ان باتوں کا ذکر ہے جن سے اجتناب معلم و متعلم کے لئے ضروری ہے۔ (کل صفحات:102)

(۱۳) **حق وباطل کا فرق**: یہ کتاب حافظ ملت عبدالعزیز مبارکپوری رحمہ اللہ کی تالیف ہے ''جسے حق و باطل کا فرق'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے عقائد حقہ و باطلہ کے فرق کو نہایت آسان انداز میں سوالاً جواباً پیش کیا ہے جس کی وجہ سے کم تعلیم یافتہ لوگ بھی اس کا آسانی سے مطالعہ کر سکتے ہیں۔ (کل صفحات:50)

(۱۴) **تحقیقات**: یہ کتاب فقیہ اعظم ہند، مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے، تحقیقی انداز میں لکھی گئی اس کتاب میں بدمذھبوں کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ متلاشیانِ حق کے لئے نور کا مینارہ ہے۔ (کل صفحات:142)

(۱۵) **اربعین حنفیہ**: یہ کتاب فقیہ اعظم حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے۔ جس میں نماز سے متعلق چالیس احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور اختلافی مسائل میں حنفی مذہب کی تقویت نہایت مدلل انداز میں بیان کی گئی ہے۔ (کل صفحات:112)

(۱۶) **بیٹے کو نصیحت**: یہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''**ایھا الولد**'' کا اردو ترجمہ ہے۔ بچوں کی تربیت کے لیے لاجواب کتاب ہے اس میں اخلاص، مذمت مال اور توکل

جیسے مضامین شامل ہیں۔ (کل صفحات:64)

(۱۷) **طلاق کے آسان مسائل:** اس فقہی کتاب میں مسائل طلاق کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کی بنا پر طلاق سے متعلق عوام الناس میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا کافی حد تک ازالہ ہو سکتا ہے۔ (کل صفحات:30)

(۱۸) **توبہ کی روایات وحکایات:** اس کتاب کی ابتداء میں توبہ کی ضرورت کا بیان ہے ،پھر توبہ کی اہمیت وفضائل مذکور ہیں۔اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ سچی توبہ کس طرح کی جاسکتی ہے ؟اور آخر میں توبہ کرنے والوں کے تقریباً55واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں۔امید واثق ہے کہ یہ کتاب اصلاحی کتب میں بہترین اضافہ متصور ہوگی۔**ان شاء اللہ عزوجل** (کل صفحات:124)

(۱۹) **الدعوة الی الفکر** (عربی): یہ کتاب محقق جلیل مولانا منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کی مایہ ناز تالیف ''دعوتِ فکر'' کا عربی ترجمہ ہے جس میں بدمذہبوں کو اپنی رَوِش پر نظرِ ثانی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (کل صفحات:148)

(۲۰) **آدابِ مرشدِ کامل** (مکمل پانچ حصے): فی زمانہ ایک طرف ناقص اور کامل پیر کا امتیاز مشکل ہے تو دوسری طرف جو کسی کامل مرشد کے دامن سے وابستہ ہیں بھی تو انہیں اپنے مرشد کے ظاہری و باطنی آداب سے آشنائی نہیں۔اِن حالات میں اس بات کی اَشد ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسی تحریر ہو جس سے شریعت کی روشنی میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ناقص اور کامل مرشد کی پہچان بھی ہو سکے اور کامل مرشد کے دامن سے وابستگان آدابِ مرشد سے مطلع ہو کر ناواقفیت کی بنا پر طریقت کی راہ میں ہونے والے ناقابلِ تصور نقصان سے بھی محفوظ رہ سکیں۔اس حقیقت کو جاننے اور مرشدِ کامل کے آداب سمجھنے کیلئے آدابِ مرشدِ کامل کے مکمل پانچ حصوں پر مشتمل اس کتاب میں شریعت وطریقت

سے متعلق ضروری معلومات پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ (کل صفحات: تقریباً 200)

(۲۱) **ٹی وی اور مووی**: فی زمانہ حالات بڑی تیزی کے ساتھ تنزلی کی طرف بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔ ایک طرف بے عملی کا سیلاب اپنی تباہی مچا رہا ہے تو دوسری طرف بدعقیدگی کے خوفناک طوفان کی ہولناکیاں بربادی کے بھیانک مناظر پیش کررہی ہیں۔ ان حالات میں میڈیا کا طرزِ عمل بھی سب کے سامنے ہے۔

"T.V اور مووی" نامی اس رسالے میں ٹی وی اور مووی کے ناجائز استعمال کی تباہ کاریوں اور جائز استعمال کی مختلف صورتوں اور فی زمانہ اس کی ضرورت کا بیان ہے۔ (کل صفحات: 32)

(۲۲) **فتاوی اهل سنت**: اس سلسلے میں سات حصے شائع ہوچکے ہیں۔

(۲۳) **جنت میں لے جانے والے اعمال**: اس کتاب میں مختلف نیک اعمال مثلاً حصول علم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، دیگر صدقات، تلاوتِ قرآن، صبر، حسن اخلاق، توبہ، خوفِ خدا عزوجل اور درود پاک کے ثواب کے بارے میں دو ہزار 2000 سے زائد احادیث موجود ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے خود میں عمل کا جذبہ بیدار ہوتا محسوس کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔ نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے مسلمانوں کے لئے اس میں کثیر مواد موجود ہے۔ (تقریباً 1100 صفحات)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

(۱) **تعریفاتِ نحویہ**: اس رسالہ میں علم نحو کی مشہور اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ و توضیحات جمع کردی گئی ہیں۔ اگر طلبہ ان تعریفات کا استحضار کرلیں تو علمِ نحو کے مسائل و ابحاث سمجھنے میں بہت سہولت رہے گی، ان شاء اللہ عزوجل۔ (کل صفحات: 45)

(۲) **کتاب العقائد**: صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی

تصنیف کردہ اس کتاب میں اسلامی عقائد اور حدیثِ پاک کی روشنی میں قیامت سے پہلے پیدا ہونے والے تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت (کذّابوں) میں سے چند کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب کئی مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ (کل صفحات:64)

(۳) **نزهة النظر شرح نخبة الفكر**: یہ کتاب فنِ اصول حدیث میں لکھی گئی امام حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کی بے مثال تالیف ''**نخبة الفكر فی مصطلح اهل الاثر**'' کی عربی شرح ہے۔ اس شرح میں قوت وضعف کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، ان کے درجات اور محدثین کی استعمال کردہ اصطلاحات کی وضاحت درج کی گئی ہے۔ طلبہ کے لئے انتہائی مفید ہے۔ (کل صفحات:175)

(۳) **زبدة الفكر شرح نخبة الفكر**: یہ کتاب فنِ اصول حدیث میں لکھی گئی امام حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کی بے مثال تالیف ''**نخبة الفكر فی مصطلح اهل الاثر**'' کی اردو شرح ہے۔ اس شرح میں قوت وضعف کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، ان کے درجات اور محدثین کی استعمال کردہ اصطلاحات کی وضاحت درج کی گئی ہے۔ طلبہ کے لئے انتہائی مفید ہے۔ (کل صفحات:91)

(۴) **شریعت میں عرف کی اهمیت**: یہ رسالہ امام سید محمد امین بن عمر عابدین شامی علیہ الرحمۃ کے عرف سے متعلق تحریر کردہ عربی رسالے ''**نشر العرف فی بناء بعض الاحكام علی العرف**'' کا عربی ترجمہ ہے۔ تخصص فی الفقہ کے طلبہ اس کا ضرور مطالعہ کریں۔ (کل صفحات:105)

(۵) **اربعین النوویه** (عربی): علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمۃ کی تالیف جو کہ کثیر مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کتاب کو خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا ہے۔ (کل صفحات:121)

(۶) **نصاب التجوید**: اس کتاب میں درست مخارج سے حروفِ قرآنیہ کی ادائیگی کی معرفت کا بیان ہے۔ مدارس دینیہ کے طلبہ کے لئے بے حد مفید ہے۔ (کل صفحات:79)

(۷) **گلدستہ عقائد واعمال**: اس کتاب میں ارکانِ اسلام کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔ (کل صفحات:180)

(۸) **کامیاب طالب علم کیسے بنیں ؟**: اس کتاب میں علم کے فضائل، طلب علم کی نیتوں، اسباق کی پیشگی تیاری اور ترجمے میں مہارت حاصل کرنے کا طریقہ، کامیاب طالب العلم کون؟ وغیرھم موضوعات کا بیان ہے۔ (کل صفحات: تقریباً63)

﴿شعبہ تخریج﴾

عجائب القرآن مع غرائب القرآن: اس کتاب کی جدید کمپوزنگ، پرانے نسخے سے مطابقت اور نہایت احتیاط سے پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔ حوالہ جات کی تخریج بھی کی گئی ہے۔ (کل صفحات:206)

جنتی زیور: یہ کتاب اسلامی مسائل وخصائل کا ایک بہترین مجموعہ ہے، اس میں زندگی گزارنے سے متعلق تقریباً تمام ہی شعبوں کا تذکرہ ہے، خواہ اعتقادات کا بیان ہو یا عبادات کا، معاملات ہوں یا اخلاقیات تقریباً سبھی کو مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آسان پیرایہ میں اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ (صفحات:679)

(۱۳) **بہار شریعت**: فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب "بہارِ شریعت" جو عقائدِ اسلامیہ اور ان سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے۔ تمام حوالہ جات کی حتی المقدور تخریج کرنے کے ساتھ ساتھ مشکل الفاظ کے معانی بھی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ اس کے اب تک ۳ حصے شائع ہو چکے ہیں، بقیہ پر کام جاری ہے۔

﴿مجلس تراجم کتب کی طرف سے پیش کردہ کتب﴾

بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے ان رسائل کے عربی تراجم شائع ہو چکے ہیں:

(۱) بادشاہوں کی ہڈیاں (عظام الملوك) (۲) مردے کے صدمے (هموم الميت)

(۳) ضیائے درود وسلام (ضياء الصلوة والسلام) (۴) شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ

ان رسائل کے فارسی تراجم شائع ہو چکے ہیں:

(۱) ضیائے درود وسلام، (مولف: بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

(۲) غفلت، (مولف: بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

(۳) ابو جہل کی موت، (مولف: بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

(۴) احترام مسلم، (مولف: بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

(۵) دعوتِ اسلامی کا تعارف۔

اس کے علاوہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی کتب ورسائل کے سندھی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً

(۱)احکام نماز (۲)فیضان رمضان (۳)فیضان بسم الله

(۴)پيٽ جو قفل مدينه (۵)آداب طعام (۶)12 بيانات عطاريه

(۷)جنات جو بادشاه (۸)صبح بهاران (۹) زلزلو ۽ ان جا اسباب

(۱۰)آقا جو مهينو (۱۱)ابلق گهوڙي سوار(۱۲)پلصراط جي دهشت

(۱۳)زخمي نانگ (۱۴)ڪفن جي واپسي(۱۵) بريلي کان مدينه

(۱۶)ملازمن جي لاءِ 21 مدني گل (۱۷)شجرهٔ عطاريه (۱۸)۴۰ روحاني علاج

اسلام جو مجدد (سندھی): یہ کتاب امام اہل سنت، مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد

رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مختصر سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ جس میں آپ کے علمی مقام اور دینی خدمات کا بیان ہے۔(کل صفحات:52)

المدینۃ العلمیۃ کے ان رسائل کے سندھی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) سووي ۽ ٽي وي

(۲) عشر جا احڪام(هارين جي لاءِ)

(۳) مفتيءِ دعوت اسلامي

(٤) آداب مرشدِ ڪامل

(٥) انفرادي ڪوشش

(٦) خوفِ خدا عزوجل

(۷) تنگدستي ۽ ان جا اسباب

(۸) نصاب مدني قافله
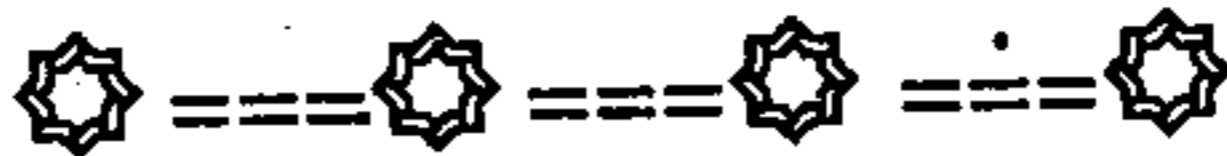
حِفْظ بُھلا دینے کا عذاب

یقیناً حِفظِ قُرانِ کریم کا ثواب عظیم ہے، مگر یاد رہے حِفْظ کرنا آسان، مگر عُمر بھر اِس کو یاد رکھنا دشوار ہے۔ حُفّاظ و حافِظات کو چاہیے کہ روزانہ کم از کم ایک پارہ لازِماً تلاوت کرلیا کریں۔ جو حُفّاظ رَمَضانُ الْمبارَك کی آمد سے تھوڑا عرصہ قبل فَقط مُصَلّٰی سنانے کیلئے منزِل پکّی کرتے ہیں اور اِس کے علاوہ مَعَاذَاللہ عزوجل سارا سال غفلت کے سبب کئی آیات بُھلائے رہتے ہیں، وہ بار بار پڑھیں اور خوفِ خُدا عزوجل سے لرزیں۔ نیز جس نے ایک آیت بھی بُھلائی ہے وہ دوبارہ یاد کرلے اور بُھلانے کا جو گناہ ہوا اُس سے سچّی توبہ کرے۔

مسئلہ ۱ **جو قرانی آیات یاد کرنے کے بعد بُھلا دیگا بروزِ قیامت اندھا اُٹھایا جائیگا۔** (ماخذ: پ ۱۶ طٰهٰ ۱۲۵، ۱۲٦)

فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

حدیث ۱ **میری** اُمّت کے ثواب میرے حُضور پیش کیے گئے یہاں تک کہ میں نے ان میں وہ تنکا بھی پایا جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میری اُمّت کے گُناہ میرے حُضور پیش کیے گئے میں نے اِس سے **بڑا گناہ** نہ دیکھا کہ کسی آدمی کو قران کی ایک

سُورت یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اُسے بُھلا دے۔ (جامع ترمذی حدیث ۲۹۱۶)

مسئلہ ۳ جو شخص قران پڑھے پھر اسے بُھلا دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے **کوڑھی** ہو کر ملے۔ (ابو داؤد حدیث ۱۴۷۴)

مسئلہ ۴ **قیامت** کے دن میری اُمّت کو جس **گناہ** کا پورا بدلہ دیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اُن میں سے کسی کو قرآن پاک کی کوئی سُورت یاد تھی پھر اُس نے اِسے بُھلا دیا۔

(کنزالعمّال حدیث ۲۸۴۶)

مسئلہ ۵ **اعلیٰحضرت** اِمامِ اَہلسنّت، امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، ''اِس سے زِیادہ نادان کون ہے جسے خدا عزوجل ایسی ہمّت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھودے اگر قدر اِس (حفظِ قرانِ پاک) کی جانتا اور جو ثواب اور دَرَجات اِس پر مَوعُود ہیں (یعنی جن کا وعدہ کیا گیا ہے) ان سے واقِف ہوتا تو اسے جان و دل سے زِیادہ عزیز رکھتا۔'' مزید فرماتے ہیں، ''جہاں تک ہوسکے اُس کے پڑھانے اور حِفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تاکہ وہ ثواب جو اس پر مَوعُود (یعنی وعدہ کئے گئے) ہیں حاصِل ہوں اور بروزِ قیامت **اندھا کوڑھی** اُٹھنے سے نَجات پائے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۶۴۵، ۶۴۷)

الحمد لله رب العلمين و الصلوة والسلام علی سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط بسم الله الرحمن الرحیم ط

پان گٹکے کی تباہ کاریاں

از شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی، مت برکاتہم العالیہ

افسوس! آج کل پان، گٹکا، خوشبودار سونف سپاری مین پوری اور سگریٹ نوشی وغیرہ عام ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ ان میں سے کسی چیز کے عادی ہیں تو ذکر کئے کہنے پر بصد ندامت چھوڑ نا پڑ جائے اس سے قبل میٹھے میٹھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے ادنیٰ غمخوار سگ مدینہ عفی عنہ کی درد بھری درخواست مان کر چھوڑ دیجئے۔

بعض اوقات اسلامی بھائی کو پان گٹکے سے منہ لال کئے ہوئے دیکھکر دل جلتا ہے، اور جب کوئی آکر بتاتا ہے کہ میں نے پان، گٹکا یا سگریٹ کی عادت ترک کر دی ہے تو دل خوش ہوتا ہے۔ امت کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت عرض ہے، بکثرت پان، گٹکا وغیرہ کھانے والے کا سب سے پہلے منہ متاثر ہوتا ہے۔ ایک اسلامی بھائی جنہوں نے گٹکا کھا کھا کر منہ لال کیا ہوا تھا ان سے میں نے (یعنی سگ مدینہ عفی عنہ نے) منہ کھولنے کو کہا تو بمشکل تھوڑا سا کھول پائے، زبان باہر نکالنے کی درخواست کی تو ٹھیک طرح سے نہ نکال سکے۔ پوچھا، منہ میں چھالا ہو گیا ہے؟ بولے جی ہاں۔ میں نے انکو پان بند کر دینے کا مشورہ عرض کیا۔ الحمد للہ عزوجل انہوں نے مجھ غریب کی بات مان کر گٹکا کھانے کی عادت ترک کر دی۔ پان یا گٹکا کھانے والا اپنے منہ کا اسی طرح ضرور امتحان کرے۔ کیونکہ اس کا زیادہ استعمال منہ کے نرم گوشت وغیرہ کو سخت کر دیتا ہے جس کے سبب منہ پورا کھولنا اور زبان ہونٹوں کے باہر نکالنا دشوار ہو جاتا ہے، نیز چونے کا مسلسل استعمال منہ میں جگہ جگہ چھالا بنا دیتا ہے اور یہی منہ کا السر ہے، ایسے شخص کو چھالیہ، گٹکا، مین پوری اور پان وغیرہ سے فوراً جان چھڑا لینی چاہئے، ورنہ یہی السر آگے چل کر معاذ اللہ عزوجل کینسر کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

پان گٹکا اور پیٹ کا کینسر

یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ جو چونا منہ کے گوشت کو کاٹ سکتا ہے وہ پیٹ کے اندر جا کر نہ جانے کیا کیا تباہی مچاتا ہوگا، یوں ہی معدے میں بھی بعض اوقات کٹ لگا دیتا ہے۔ فوری طور پر اس کا پتا نہیں چلتا۔ جب السر حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تب کہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہی السر آگے بڑھ کر پیٹ کے کینسر کا بھیانک روپ دھار سکتا ہے۔

پان یا گٹکا اور گلے کا کینسر

پان یا گٹکا بکثرت کھانے والے کی پہلے پہل آواز میں خرابی پیدا ہوتی اور گلا بیمار ہو جاتا ہے، اگر وہ اس تکلیف و تنبیہ (NOTICE) تصور کر کے پان یا گٹکا سے باز نہیں آتا تو بڑھتے بڑھتے معاذ اللہ عزوجل گلے کے کینسر (THROAT CENCER) تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے گلے کے کینسر کے مریضوں میں سے 60 فیصد سے لیکر 70 فیصد تعداد پان یا گٹکا کھانے والوں کی ہوتی ہے۔

یا اللہ عزوجل ہم سب سے ہمیشہ کیلئے راضی ہو اور پان، گٹکے اور تمباکو نوشی وغیرہ کی تباہ کاریوں سے بچائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

بچے کو مسجد میں لانے کی حدیث میں ممانعت ہے

سلطانِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے، مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید وفروخت اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۱۵، حدیث ۷۵۰)

ایسا بچہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کردینے) **کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ۔** جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کرلیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے ادبی ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳ ص ۹۲)

مسجد میں بچہ یا پاگل (یا بے ہوش یا جس پر جن آیا ہوا ہو اس) کو مسجد میں دم کروانے کیلئے بھی لانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ بچہ کو اچھی طرح کپڑے میں لپیٹ کر بھی نہیں لاسکتے اگر آپ بچہ وغیرہ کو مسجد میں لانے کی بھول کرچکے ہیں تو برائے کرم! فوراً توبہ کرکے آئندہ نہ لانے کا عہد کیجئے۔ (جو ایسے وقت پرچہ پڑھے کہ بچہ اس کے ساتھ ہے تو درخواست ہے کہ فوراً بچہ کو مسجد سے باہر لے جائے اور توبہ بھی کرے ہاں فنائے مسجد میں بچہ کو لاسکتے ہیں جبکہ مسجد کے اندر سے نہ گزرنا پڑے)

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

مجلس سے اُٹھتے وقت کی دعاء کی فضیلت

- شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

حضرتِ سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی مجلس میں بیٹھا پس اس نے کثیر گفتگو کی تو اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے کہے،

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا

اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○

تو بخش دیا جائے گا جو اس مجلس میں ہوا۔ (جامع الترمذی کتاب الدعوات ص ٦٥٥)

بھلائی کی مُہر اور گناہ مُعاف

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو یہ دعا کسی مجلس سے اُٹھتے وقت تین مرتبہ پڑھے تو اس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اُس کیلئے خیر (یعنی بھلائی) پر مُہر لگا دی جائے گی۔ وہ دُعا یہ ہے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ

اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○

(ابو داؤد شریف کتاب الادب ص ۱۱۷ ج ۲)

ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ عزوجل تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔

دعائے عطار یارب مصطفےٰ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جو کوئی اجتماع، درس، مدنی قافلوں کے حلقے اور دینی و دُنیوی بیٹھک کے اختتام پر حسبِ حال یہ دعاء پڑھے اور موقع پا کر پڑھوانے کی عادت بنائے اُس کو جنّتُ الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا پڑوس عنایت کر اور مجھ پاپی و بدکار گنہگاروں کے سردار کے حق میں بھی یہ دعاء قبول فرما۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

ملنے کا پتا: مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی اور اس کی تمام شاخیں۔

٧٨٦

قُفلِ مدینہ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بقیع

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس

عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کی تصانیف، بیانات اور ملفوظات

کی کیسٹوں اور CD's کا مرکز

مکتبۃ المدینہ

فیضانِ مدینہ۔ محلہ سوداگران۔ پرانی سبزی منڈی۔ باب المدینہ۔
کراچی۔ فون: 91 - 90 - 4921389 (21-92)

شہید مسجد کھارادر، باب المدینہ کراچی
فون: 2314045 - 2203311 (21-92)

ای میل: maktaba@dawateislami.net
ویب سائٹ: www.dawateislami.net